Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

سوالیہ پرچہ کے ساتھ



نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات

درجہ عالمیہ

1

مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ



H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

پہلا پرچہ: علم کلام

سوال نمبر ۱: (الف) علم کلام کی چار وجوہ تسمیہ لکھیں نیز اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کیسے وجود میں آئے؟ مکمل پس منظر تحریر کریں؟

(ب) قَالَ اَهْلُ الْحَقِّ حَقَائِقُ الْاَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ وَالْعِلْمُ بِهَا مُتَحَقِّقٌ خِلَافًا لِلسوفَسطائِيّة۔

اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں نیز شارح نے جو شرح کی ہے اس کا خلاصہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم کی چار وجوہ تسمیہ:

علم کلام کی چار وجوہ تسمیہ درج ذیل ہیں:

۱- اس علم میں علماء کی مباحث کا عنوان ان کا قول کذا وکذا ہوتا تھا، اس لیے اس کو علم الکلام کہتے ہیں۔

۲- اس وجہ سے کہ علم العقائد کی مشہور مباحث میں سب سے زیادہ مشہور کلام تھا، اور اس میں جھگڑا بہت ہے، یہاں تک کہ بعض متغلبہ نے کثیر اہل حق کو شہید کر دیا کیونکہ انہوں نے قرآن کو مخلوق نہیں کہا تھا۔

۳- علم الکلام شرعیات کی تحقیق اور مدمقابل پر اپنا مدعیٰ ثابت کرنے کے لیے کلام پر قدرت پیدا کرتا ہے مثلاً منطق اور فلسفہ۔

۴- یہ علم، علوم ضروریہ وواجبہ میں سے سب سے پہلا ہے، جسے کلام کے ذریعے سیکھا جاتا ہے، اور سکھایا جاتا ہے۔

اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کے وجود میں آنے کا پس منظر:

شیخ ابوالحسن اشعری نے اپنے استاد ابو علی جبائی سے تین بھائیوں کے حوالے سے سوال کیا، جن میں سے ایک مطیع، دوسرا عاصی اور تیسرا بچپن میں فوت ہوا؟ تو ابو علی جبائی نے جواب میں کہا: پہلے کو جنت میں ثواب دیا جائے گا، دوسرے کو عذاب دیا جائے گا اور تیسرے کو نہ ثواب دیا جائے گا، نہ عذاب دیا جائے گا، تو ابوالحسن اشعری نے کہا: اگر تیسرا یوں کہے: اے اللہ! تو نے مجھے بڑا ہونے کی حالت میں کیوں نہ مارا، تاکہ میں تجھ پر ایمان لاتا اور تو مجھے جنت عطا کرتا؟ تو اللہ تعالیٰ کیا فرمائے گا؟ تو ابو علی جبائی نے کہا: رب تعالیٰ فرمائے گا: میں جانتا تھا، اگر تو بڑا ہوتا، تو ضرور میری نافرمانی کرتا اور دوزخ میں داخل ہوتا، تو تیرے لیے یہی بہتر تھا کہ تو بچپن میں مر جائے، تو ابوالحسن اشعری نے فرمایا: اگر دوسرا کہے: اے اللہ! تو نے مجھے چھوٹی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عمر میں کیوں نہ مارا' تاکہ میں تیری نافرمانی نہ کرتا اور دوزخ میں داخل نہ ہوتا؟ تو اللہ تعالیٰ کیا فرمائے گا؟ اس بات پر ابوعلی جبائی کے ہوش اڑ گئے اور وہ لاجواب ہو گیا' تو ابوالحسن اشعری نے ان کے مذہب کو ترک کر دیا اور ان کے رد میں مشغول ہو گئے' تو ان کے گروہ کو "اہل سنت و جماعت" کا نام دیا گیا۔

معتزلہ سب سے پہلا فرقہ ہے' جس نے اس اختلاف پر قواعد کی بنیاد رکھی جن پر ظاہر سنت اور صحابہ کی جماعت قائم تھی۔ انہیں معتزلہ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ ان کا بانی واصل بن عطاء حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں سے تھا' تو اس شخص نے حضرت حسن بصری کی مجلس میں کبیرہ گناہ کے مرتکب کے بارے میں یہ مؤقف اختیار کیا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب نہ مومن ہے' اور نہ ہی کافر بلکہ اس نے ایک اور درجہ ثابت کیا' تو امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِعْتَزَلَ عَنَّا یعنی وہ ہماری جماعت سے نکل گیا' تو تب سے ان کا نام معتزلہ پڑ گیا' مگر یہ اپنے آپ کو اصحاب عدل و توحید کہتے ہیں۔

(ب) عبارت پر اعراب' ترجمہ عبارت اور شرح کا خلاصہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

اہلِ حق نے کہا: حقائق اشیاء ثابت ہیں' حقائق اشیاء کا علم ثابت ہے' یہ خلاف ثابت ہے سوفسطائیہ کے لیے۔

شرح کا خلاصہ:

علم یعنی تصورات اور تصدیقات کے احوال امکان و حدوث وغیرہ کا علم ثابت ہے۔ یہ مؤقف اہل حق کا ہے' کہ اشیاء کے حقائق ثابت ہیں' کیونکہ یہ ایک بدیہی واضح بات ہے' مگر فرقہ سوفسطائیہ' ان میں سے بعض حقائق کے منکر ہیں اور بعض اس کے قائل ہیں۔

سوال نمبر۲:- "واسباب العلم للخلق ثلاثة الحواس السليمة والخبر الصادق والعقل"

شرح عقائد کی روشنی میں حواس سلیمہ' خبر صادق اور عقل کی تفصیلی وضاحت لکھیں؟

جواب: حواس سلیمہ' خبر صادق اور عقل کی وضاحت:

۱- حواس سلیمہ: وہ اسباب جن کی وجہ سے انسان علم حاصل کر سکتا ہے' شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ پانچ ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) قوت سامعہ' (۲) قوت باصرہ' (۳) قوت شامہ' (۴) قوت ذائقہ' (۵) قوت لامسہ۔

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے حواس خمسہ کا ذکر کر کے دو قسم کے لوگوں کا رد کیا ہے: (۱) وہ لوگ جو حواس اربعہ کے قائل اور حواس خمسہ کے منکر ہیں' وہ قوت ذائقہ اور قوت لامسہ دونوں کو ایک قرار دیتے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۲) معتزلہ حواس خمسہ کے منکر اور حواس ستہ کے قائل ہیں' ان کے نزدیک پانچ حواس تو وہی ہیں اور چھٹا وہ حاسہ ہے' جس سے لذت جماع حاصل کی جاتی ہے۔

۲-خبر صادق: نسبت تامہ کی ایسی خبر دینا جو نفس الامر کے مطابق ہو۔

اگر خبر صادق کی توضیح مقصود ہو' تو وہ یوں کی جا سکتی ہے: انسان کے منہ سے جو کلام نکلتا ہے' تو اس میں جو نسبت ہوتی ہے خواہ ایجابی ہو یا سلبی ہو' اس کو نسبت کلامی بھی کہا جاتا ہے جیسے آپ نے کہا: زید قائم' تو آپ نے قائم کی نسبت جو زید کی طرف کی ہے' اس کو نسبت کلامی کہا جاتا ہے۔

۳-عقل: لغوی اعتبار سے لفظ ''عقل'' کے متعدد معانی ہیں:

(ا) قید' (۲) عقول عشرہ' (۳) ناطق' (۴) قوت عملیہ اور قوت نظری۔

عقل کا اصطلاحی معنیٰ یا تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے:

عقل' نفس کی ایسی قوت کو کہتے ہیں' جس کی وجہ سے تصدیقات اور تصورات کے ادراکات کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

سوال نمبر ۱:- والمحدث للعالم هو الله تعالى الواحد القديم الحى القادر العليم السميع البصير الشائى المريد

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں نیز حدوث' عالم' اللہ' واحد اور قدیم کی تعریفات لکھیں؟

(ب) برہان تطبیق اور برہان تمانع کی تفصیل لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت' حدث' عالم' اللہ' واحد اور قدیم کی وضاحت:

۱-ترجمہ عبارت: اور دنیا کو پیدا کرنے والا وہ اللہ تعالیٰ ہے' جو یکتا' شروع سے' دائمی زندہ' قدرت والا' علیم و خبیر (باخبر)' سننے والا' دیکھنے والا اور اپنی مرضی کے مطابق ارادہ کرنے والا ہے۔

۲-حدوث: کسی چیز کا ختم ہو جانا' مٹ جانا۔

۳-عالم: اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ تمام اشیاء کو عالم کہا جاتا ہے۔

۴-اللہ: وہ ذات جو خود بخود قائم ہو' کسی کی محتاج نہ ہو اور ہر ایک سے بے نیاز ہو۔

۵-واحد: یکتا' جس کا کوئی ہمسر نہ ہو' جس کا کوئی برابر نہ ہو۔

۶-قدیم: وہ ذات جو شروع سے ہو اور آخر تک باقی رہے' ازلی و ابدی ذات۔

(ب) ''برہان تطبیق'' اور ''برہان تمانع'' کی وضاحت:

۱-برہان تطبیق: بطلان تسلسل کے مشہور دلائل میں سے ایک برہان تطبیق ہے' اور وہ یہ ہے کہ آپ معلول اخیر سے الی غیر نہایہ ایک مجموعہ فرض کر و اور اس سے پہلے بقدر واحد الی غیر نہایہ ایک دوسرا مجموعہ فرض

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کریں، پھر دونوں مجموعوں کو اس طرح تطبیق دو کہ پہلے مجموعہ کے جزء اوّل کو دوسرے مجموعہ کے جزء اوّل کے مقابلہ میں بناؤ اور پہلے مقدمہ کے جزء ثانی کو دوسرے مجموعہ کے جزء ثانی کے مقابلہ میں بناؤ اور اس طرح کرتے جاؤ۔ پس اگر پہلے مجموعہ کے ہر جزء کے مقابلہ میں دوسرے مجموعہ کا کوئی جزء موجود ہے، تو ناقص زائد کی مثل ہو جائے گا، اور یہ محال ہے، اور اگر پہلے مجموعہ کے ہر جزء کے مقابلہ میں دوسرے مجموعہ کا جزء نہیں تو پہلے مجموعہ میں ایک ایسا جزء پایا گیا کہ جس کے مقابلہ میں دوسرے مجموعہ کا کوئی جزء نہیں۔ پس دوسرا مجموعہ ختم ہوا اور متناہی ہو گیا اور اس سے پہلے مجموعہ کا بھی متناہی ہونا لازم آئے گا۔ اس لیے کہ مجموعہ اولیٰ مجموعہ ثانیہ پر متناہی کی مقدار کے ساتھ بڑھا ہوا ہے، اور جو متناہی کے ساتھ بقدر متناہی بڑھا ہوا ہو، تو وہ بھی متناہی ہوتا ہے۔

وهذا تطبيق انما يمكن

برہان تطبیق صرف موجودات خارجیہ میں جاری ہو سکتی ہے امور وہمیہ میں نہیں کیونکہ جو چیزیں محض وہمی ہوں گی وہ وہم کے منقطع ہونے سے منقطع ہو جائیں گی۔

اسی طرح مراتب اعداد و معلومات الٰہیہ اور مقدورات الٰہیہ میں بھی برہان تطبیق جاری نہیں ہو گی۔ اس لیے کہ معلومات الٰہیہ مقدورات الٰہیہ سے زائد ہیں، باوجود اس کے کہ دونوں غیر متناہی ہیں اور ان کے غیر متناہی ہونے کا معنی یہ ہے کہ کسی ایسی حد پر پہنچ کر ختم نہیں ہوتے کہ اس سے اوپر کا تصور نہ کیا جا سکے یہ معنی نہیں کہ اعداد و معلومات اور مقدورات الٰہیہ وجود خارجی میں بالفعل ہیں، اس لیے کہ یہ محال ہے۔

۲- برہان تمانع: صانع عالم واحد ہے اس میں کوئی تعدد نہیں اور واجب الوجود کے مفہوم کا مصداق اس ذات کے علاوہ کسی اور کو بنانا ممکن نہیں۔

اگر دو الٰہ ممکن ہوں، تو ضرور ان کے درمیان تمانع ہو گا۔ تمانع یعنی ایک دوسرے کا خلاف کرنا کہ ایک زید کی حرکت کا ارادہ کرے اور دوسرا زید کے ساکن ہونے کا، تو اب یا تو دونوں ہی امر حاصل ہوں گے (حرکت و سکون) تو اجتماع ضدین لازم آئے گا۔ یا دونوں لازم نہیں آئیں گے تو ایک لازم آئے گا، تو دونوں میں سے ایک الٰہ کا عاجز ہونا لازم آئے گا جو کہ حوادث و امکان کی نشانی ہے، کیونکہ اس میں احتیاج کا شائبہ ہے، تو پس تعدد مستلزم ہے امکان تمانع کو اور امکان تمانع کو محال مستلزم ہے، تو لہٰذا تعدد الٰہ کا ہونا محال ہے۔

اجمالاً: اگر دونوں الٰہ میں سے ہر ایک دوسرے کی مخالفت پر قادر ہو گا، تو اس دوسرے کا عجز لازم آئے گا، اور اگر دوسرے کی مخالفت پر قادر نہیں ہو گا، تو اپنا عجز لازم آئے گا۔ اور خدا کے لیے عجز محال ہے۔

وبما ذكرنا يندفع ما يقال اس عبارت کی غرض یہ ہے کہ ہماری برہان تمانع کی تقریر سے تین اعتراضات رفع ہو گئے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر۴:- ولا یتمکن فی مکان ولا یجری علیہ زمان .

(الف) واجب الوجود کا تمکن فی المکان سے منزہ ہونا مدلل بیان کریں؟

(ب) واجب الوجود پر زمانہ جاری نہ ہونے کی مدلل وضاحت کریں؟

جواب: (الف) واجب الوجود کا تمکن فی المکان سے منزہ ہونا .

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ ذات باری تعالیٰ کی تیرہویں صفت سلبیہ بیان کر رہے ہیں کہ ذات باری متمکن فی المکان نہیں ہوسکتی' کیونکہ تمکن اس کو کہا جاتا ہے کہ ایک بعد دوسرے بعد میں سرایت کرے خواہ یہ بعد موہومی ہو جیسا کہ متکلمین کا مذہب ہے' یا محقق ہو جیسا کہ فلاسفہ کا مذہب ہے' تو تمکن کی اس تعریف کی بناء پر متمکن وہ ہوگا جس کے بعد' امتداد اور مقدار ہوں جبکہ ذات باری تعالیٰ ان چیزوں سے پاک ہیں' کیونکہ امتداد اور مقدار قابل تجزی ہوتے ہیں اور ذات باری تعالیٰ قابل تجزی نہیں ہے' پس اس لیے ذات باری تعالیٰ متمکن فی المکان نہیں ہے۔

(ب) واجب الوجود پر زمانہ جاری نہ ہونا:

ذات باری تعالیٰ سے زمانہ کی نفی کرنا ضروری ہے۔ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ صانع عالم پر زمانہ جاری نہیں ہوسکتا' اس پر دلیل یہ ہے کہ ہمارے ہاں زمانہ اس امر متجدد کو کہا جاتا ہے' جس سے دوسرے امر متجدد کا اندازہ کیا جائے جیسے سیکنڈ سے گھنٹوں کا اندازہ کیا جاتا ہے' گھنٹوں سے دنوں کا اندازہ کیا جاتا ہے' دنوں سے مہینوں کا اندازہ کیا جاتا ہے' مہینوں سے سال کا اندازہ کیا جاتا ہے' اور سالوں سے عمر کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ فلاسفہ کے ہاں زمانہ مقدار حرکت کا نام ہے جبکہ ذات باری تعالیٰ تجدد اور مقدار دونوں سے منزہ ہے' اور پاک بھی ہے' کیونکہ ذات باری تعالیٰ زمانی نہیں ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ و الاسلامیہ

(ایم اے عربی واسلامیات) السنۃ الاولیٰ للطلاب السنۃ 2021ء/۱۴۴۲ھ

الورقۃ الثانیۃ: علم الفرائض

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: پانچواں سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر ا: (الف) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں؟ (۲۰)

(ب) فروض مقدرہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز "تضعیف وتنصیف" کی وضاحت کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر ۲: (الف) باپ کے کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟ ہر ایک صورت کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

(ب) اخیافی بھائی بہنوں کے کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟ ہر ایک صورت کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر ۳: (الف) دو عددوں کے درمیان کتنی اور کون کون سی نسبت ہے؟ پوری وضاحت سے بیان کریں؟ (۱۵)

(ب) عصبہ کی تعریف لکھیں نیز اس کی اقسام کتنی اور کون کون سی ہیں؟ خوب وضاحت سے لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر ۴: (الف) ترکہ سے متعلق حقوق کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے لکھیں؟ (۱۵)

(ب) علم فرائض کی تعریف کرتے ہوئے اس کے "نصف العلم" ہونے کی چار وجوہ لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر ۵: درج ذیل میں سے کوئی سے چار مسائل حل کریں؟ (۴۰)

(الف)	باپ	ماں	بیوی		
(ب)	بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی
(ج)	شوہر	بھائی	بھائی	بہن	
(د)	ماں	نانی	چچا	پھوپھی	
(ھ)	بیٹا	اخیافی بھائی	اخیافی بہن	علاتی بہن	
(و)	بیٹا	بیٹی	بیٹی	پوتی	سگا بھائی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سالِ اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

دوسرا پرچہ: علم الفرائض

سوال نمبر۱: (الف) موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ہر ایک کی وضاحت کریں؟

(ب) فروض مقدرہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز ''تضعیف و تنصیف'' کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) موانع ارث کی تعداد اور نام:

موانع ارث پانچ امور ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- قتل: اگر کوئی بالغ وارث اپنے مورث کو ظلماً قتل کر دے، تو قاتل وراثت سے محروم رہے گا، خواہ یہ قتل عمداً ہو یا سہواً۔ چنانچہ ارشاد نبوی ہے: لا یرث القاتل شیئاً یعنی قاتل وراثت سے محروم رہے گا۔

۲- اختلاف دین: اگر وارث کافر ہوں اور مورث مسلمان، یا اس کا عکس ہو، تو ان کے درمیان وراثت تقسیم نہیں ہوگی خواہ کتنا ہی قریبی رشتہ ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا یرث الکافر المسلم ولا المسلم الکافر یعنی کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا، اور نہ مسلمان کافر کا وارث ہوگا۔

۳- اندھی موت: کسی حادثہ کی صورت میں دو شخص رشتہ دار اکٹھے ہلاکت کا شکار ہو گئے، مگر یہ معلوم نہ ہو سکا کہ پہلے کون فوت ہوا، تو اس صورت میں دونوں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

۴- مرتد ہونا: جو شخص اسلام سے منحرف ہو کر کافر ہو گیا (معاذ اللہ) یعنی مرتد ہو گیا، پھر وہ دنیا سے رخصت ہو گیا، جو کچھ اس نے مسلمان ہونے کی حالت میں کمایا ہو گا اس سے اس کے زمانۂ اسلام کے قرضے ادا کیے جائیں گے اور باقی مال مسلمان ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ اس نے جو مال حالت ارتداد میں کمایا ہو گا، اس سے زمانۂ ارتداد کے قرضے ادا کیے جائیں گے اور باقیماندہ مال غرباء میں تقسیم کیا جائے گا۔ یاد رہے مرتدہ عورت کا کل مال اس کے مسلمان ورثاء میں تقسیم ہو گا۔ خواہ اس نے وہ مال حالت اسلام میں کمایا ہو، یا حالت ارتداد میں کمایا ہو۔

۵- اختلاف دارین: وارث اور مورث دونوں ایسے مختلف ملکوں کے رہائشی ہوں، جن کی افواج الگ الگ ہوں اور ایک دوسرے کے خون کو حلال قرار دیتے ہیں۔

یاد رہے فقہ حنفی کے مطابق اختلاف دارین مانع نہیں ہے بشرطیکہ دونوں مسلمان ہوں، دونوں باہم ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

(ب) فروض مقدرہ کی تعداد اور نام:

فروض مقدرہ سے مراد وہ حصص ہیں، جو قرآن کریم میں مقرر کیے گئے ہیں اور وہ کل چھ ہیں، جو درج

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ذیل ہیں:

(۱) نصف (½)، (۲) ربع (¼)، (۳) ثمن (1/8) ان تین معین حصوں کو نوع اوّل کہتے ہیں۔

(۴) ثلثان (1/3)، (۵) ثلث (1/3)، (۶) سدس (1/6)

تضعیف وتنصیف کی وضاحت:

یہ دو نسبتیں ایسی ہیں، جو مقررہ حصوں کی نسبت کو ظاہر کرتی ہیں مثلاً اگر ہم نصف کی طرف سے شمار کریں تو یہ ضعف ہے ربع کا اور ربع ضعف ہے ثمن کا۔ اگر ہم دوسری طرف سے شمار کریں، تو پھر ثمن نصف ہے ربع کا اور ربع نصف ہے ثمن کا۔

سوال نمبر ۲: (الف) باپ کے کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟ ہر ایک صورت کی وضاحت کریں؟

(ب) اخیافی بھائی بہنوں کے کتنے اور کون کون سے احوال ہیں؟ ہر ایک صورت کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) باپ کے احوال کی تعداد اور ہر صورت کی وضاحت:

باپ کی کل تین حالتیں ہیں اور ان کی وضاحت درج ذیل ہے:

(۱) چھٹا حصہ ملتا ہے بشرطیکہ میت نے بیٹا، پوتا یا پڑپوتا چھوڑا ہو مثلاً

مسئلہ 6: میـــــــــــت

باپ	بیٹا/پوتا
چھٹا حصہ (1/6)	بقیہ
1	5

۲- چھٹا حصہ ملتا ہے، اور ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ بھی ملتا ہے، بشرطیکہ میت نے بیٹی، پوتی، یا پڑپوتی چھوڑی ہو مثلاً

مسئلہ نمبر 6: میـــــــــــت

باپ	بیٹی/پوتی
چھٹا حصہ (1/6) + بقیہ	نصف حصہ (½)
2+1=3	3

۳- ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ سب ملتا ہے، بشرطیکہ میت نے بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا اور پڑپوتی میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو مثلاً

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مسئلہ نمبر 6: میــــــــــــــــــــــت

باپ	شوہر
بقیہ	نصف حصہ (½)
1	1

(ب) اخیافی بہن بھائیوں کے احوال اور ان کی وضاحت:

ماں شریک بہن/ بھائی کی کل تین حالتیں ہیں' جن کی وضاحت درج ذیل ہے:

۱- چھٹا حصہ ملتا ہے' بشرطیکہ اکیلا/ اکیلی ہو یعنی اس کے ساتھ حقیقی بہن بھائی میں سے کوئی موجود نہ ہو مثلاً

مسئلہ نمبر 6: میــــــــــــــــــــــت

ماں شریک بھائی/ بہن	باپ
چھٹا حصہ (1/6)	بقیہ
1	5

۲- ایک تہائی حصہ ملتا ہے' بشرطیکہ ایک سے زیادہ ہوں' خواہ صرف بھائی' صرف بہنیں یا دونوں ہوں مثلاً

مسئلہ نمبر 12: میــــــــــــــــــــــت

بیوی	ماں شریک بھائی/ ماں شریک بہن	چچا
چوتھا حصہ (¼)	ایک تہائی حصہ (1/3)	بقیہ
3	2-4-2	5

۳- میت کے ترکہ سے کچھ نہیں ملتا' بشرطیکہ اس کے ساتھ میت کا بیٹا' بیٹی' پوتا' پوتی' باپ اور دادا میں سے کوئی ایک موجود ہو مثلاً

مسئلہ نمبر 1: میــــــــــــــــــــــت

باپ	ماں شریک بہن/ بھائی
کل ترکہ	محروم
1	

سوال نمبر۳: (الف) دو عددوں کے درمیان کتنی اور کون کون سی نسبت ہے؟ پوری وضاحت سے بیان کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) عصبہ کی تعریف لکھیں نیز اس کی اقسام کتنی اور کون کون سی ہیں؟ خوب وضاحت سے لکھیں؟

جواب: (الف) دو عددوں کے درمیان نسبتوں کی تعداد اور ان کی وضاحت:

دو عددوں کے درمیان پائی جانے والی کل چار نسبتیں ہیں' ان کی وضاحت درج ذیل ہے:

۱-تماثل: ایسے دو عدد جو باہم برابر ہوں' تو ان کے درمیان تماثل کی نسبت ہوگی اور ان میں سے ایک عدد دوسرے کا متماثل کہلاتا ہے۔

مثالیں: 5اور 5' 9اور 9' 10اور 10

۲-تداخل: جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں' ان میں سے بڑا عدد چھوٹے پر برابر برابر تقسیم ہو جائے' تو دونوں عددوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر عدد کو متداخل کہتے ہیں۔

مثالیں: 4اور 8'...... 9اور 27'...... 16اور 48

۳-توافق: ایسے دو عدد جو چھوٹے بڑے ہوں' ان میں بڑا عدد چھوٹے پر تقسیم نہ ہو' بلکہ ان دو عددوں کے علاوہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے' تو ان دو عددوں میں توافق کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر عدد کو متوافق کہیں گے۔

مثالیں: 6اور 9' 12اور 16' 32اور 36

۴-تباین: جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں' ان میں سے بڑا عدد چھوٹے پر پورا پورا تقسیم نہ ہو رہا ہو' پھر کوئی ایسا تیسرا عدد بھی موجود نہ ہو' جو ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر سکے' تو ان دو عددوں کے درمیان تباین کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر عدد کو متباین کہیں گے۔

مثالیں: 3اور 5' 21اور 47' 40اور 71

(ب) عصبہ کی تعریف' اس کی کل اقسام اور ان کی وضاحت:

عصبہ کی تعریف: عربی زبان میں لفظ "عصبہ" کے معنی "پٹھے" کے ہیں اور اصطلاح شرع میں عصبہ وہ شخص کہلاتا ہے' جس کا کوئی حصہ مقرر نہ ہو' بلکہ اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو کچھ باقی بچے وہ اسی شخص کو ملے اور اگر اصحاب فرائض نہ ہوں' تو وہ تمام وراثت کا مالک قرار پائے۔

عصبہ کی دو اقسام ہیں:

(۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی

۱-عصبہ نسبی: وہ شخص ہے' جسے نسبی قرابت کی وجہ سے عصوبیت حاصل ہو' مثلاً پوتا' بیٹا وغیرہ۔

۲-عصبہ سببی: وہ شخص ہے' جسے کسی غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے عصوبت حاصل ہوا' اسے معتق اور مولی العتاقہ کہتے ہیں۔ عصبہ نسبی بنسبت عصبہ سببی کے قوی ہے' یعنی عصبہ نسبی کی موجودگی میں عصبہ سببی کو

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

میراث نہ ملے گی۔

عصبہ نسبی کی تین اقسام ہیں' جو درج ذیل ہیں:

۱۔عصبہ بنفسہ: اس مرد کو کہتے ہیں' جسے جب میت کی طرف منسوب کیا جائے' تو درمیان میں مؤنث کا واسطہ نہ ہو مثلاً بیٹا' باپ وغیرہ۔

۲۔عصبہ بغیرہ: اس عورت کو کہتے ہیں' جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اسے کسی مذکر نے عصبہ بنا دیا ہو۔واضح رہے کہ عصبہ بغیرہ فقط وہ عورت بن سکتی ہے' جس کا حصہ نصف (½) یا ثلثان (2/3) مقرر ہو اور وہ فقط چار صورتیں: (۱) بیٹی (۲) پوتی' (۳) سگی بہن' (۴) علاتی بہن۔

۳۔عصبہ مع غیرہ: اس عورت کو کہتے ہیں' جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اسے کسی عورت نے عصبہ بنایا ہو جیسے بیٹی کی موجودگی میں سگی بہن' یا علاتی بہن عصبہ بن جاتی ہے۔

سوال نمبر ۲: (الف) ترکہ سے متعلق حقوق کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے لکھیں؟

(ب) علم فرائض کی تعریف کرتے ہوئے اس کے "نصف العلم" ہونے کی چار وجوہ لکھیں؟

جواب: (الف) ترکہ سے متعلق حقوق کی تعداد اور ان کی وضاحت:

میت کے اموال متروکہ سے چار حقوق متعلق ہوتے ہیں' جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔تجہیز و تکفین: ترکہ میت سے پہلا حق تجہیز و تکفین متعلق ہے' یعنی مال وراثت سے میت کے غسل' تابوت' کفن اور دفن پر خرچ کرنا ہے۔

۲۔قضاء دین: دوسرا حق قضاء دین سے متعلق ہے' یعنی اس (میت) نے جتنا قرضہ دینا ہو وہ ادا کیا جائے۔

قضاء دین کی دو صورتیں ہیں: (i) حقوق اللہ سے متعلق ہو مثلاً اگر اس (میت) پر حج فرض تھا' تو اس نے ادا نہ کیا' یا زکوۃ فرض تھی اسے ادا نہ کیا۔ (ii) حقوق العباد سے متعلق ہو مثلاً کسی سے کوئی چیز ادھار لی تھی' یا کوئی چیز خریدی تھی وغیرہ۔

۳۔وصیت: ترکہ میت سے تیسرا حق وصیت ہے۔آدمی کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے ثلث (تہائی) مال کی وصیت کر سکے' اگر میت نے اپنی زندگی میں وصیت کی تھی' تو اس کو پورا کیا جائے گا' اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس نے اپنے کل مال سے تہائی حصہ یا اس سے کم کی وصیت کی ہو' اگر اس سے زائد یا کل مال کی وصیت کی ہو' تو وہ باطل ہوگی' اس کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔

۴۔تقسیم وراثت: ترکہ میت سے چوتھا حق ورثاء میں وراثت کی تقسیم کاری ہے' یعنی قرآن کریم' احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور اجماع امت سے ورثاء کے جو حصص مقرر کیے گئے ہیں' ان کے مطابق

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔

(ب) ''علم فرائض'' کی تعریف اور اس کے ''نصف العلم'' ہونے کی وجوہات:

علم فرائض کی تعریف: فرائض فریضۃ کی جمع ہے اس کا معنیٰ ہے: مقررہ حصہ۔ شرعی اصطلاح میں علم الفرائض اس علم کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے میت کے ترکہ میں میت کے ورثاء کا پورا پورا حق معلوم ہو۔

''علم الفرائض'' کو ''نصف العلم'' کہنے کی چار وجوہات:

۱- انسان کی دو حالتیں ہیں: (i) زندگی (ii) موت۔ زندگی میں باقی علوم کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ علم الفرائض کا موت کے ساتھ خاص تعلق ہے اس اعتبار سے اسے ''نصف علم'' قرار دیا گیا ہے۔

۲- ملک کی دو صورتیں: (i) ملک اختیاری (ii) ملک غیر اختیاری۔

وراثت کے علاوہ باقی تمام اشیاء کا ''ملک اختیاری'' کے ساتھ ہے اس لحاظ سے بھی علم فرائض کو ''نصف علم'' کہا جاتا ہے۔

۳- احکام شرعیہ کے ماخذ دو قسم کے ہیں: (i) وہ احکام جو قرآن وسنت سے ثابت ہیں۔ (ii) وہ احکام شرعیہ جو قیاس و اجتہاد سے ثابت ہیں۔ چونکہ علم فرائض کے تمام مسائل قرآن وسنت سے مستنبط ہوتے ہیں اس اعتبار سے اس علم کو ''نصف العلم'' قرار دیا گیا ہے۔

۴- دوسرے علوم کی بنسبت علم فرائض کے حصول کے لیے زیادہ محنت و مشقت کرنا پڑتی ہے اس طرح اس علم کی اہمیت کے پیش نظر اسے ''نصف العلم'' کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۵: درج ذیل میں سے مسائل حل کریں؟

(الف)	باپ	ماں	بیوی		
(ب)	بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا
(ج)	شوہر	بھائی	بھائی	بہن	
(د)	ماں	نانی	چچا	پھوپھی	
(ھ)	بیٹا	اخیافی بھائی	اخیافی بہن	علاتی بہن	
(و)	بیٹا	بیٹی	بیٹی	پوتی	سگا بھائی

جواب: مسائل کا حل:

(الف)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مسئلہ نمبر 12: میـــــــــــــــــــت

باپ	ماں	بیوی
عصبہ	1/3	¼
5	4	3

(ب)

مسئلہ نمبر 24: میـــــــــــــــــــت

بیوی	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی
1/8	عصبہ			
3	21			

(ج)

مسئلہ نمبر 6: میـــــــــــــــــــت

شوہر	بھائی	بھائی	بہن
½	1/3		1/6
3	2		1

(ھ)

مسئلہ نمبر 1: میـــــــــــــــــــت

بیٹا	اخیافی بھائی	اخیافی بہن	علاتی بہن
1	محجوب	محجوب	محجوب

(و)

مسئلہ نمبر 3: میـــــــــــــــــــت

بیٹا	بیٹی	بیٹی	پوتی	بھائی
عصبہ			محجوب	محجوب
2	1		0	0

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه والاسلامیه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة 2021ء/۱۴۴۲ھ

الورقة الثالثة: الفقه واصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر 7 لازمی ہے، باقی ہر حصے سے دو دو سوالات کا حل مطلوب ہے۔

الحصة الاولیٰ: الهداية

السوال الاول: (الشفعة واجبة للخليط في نفس المبيع ثم للخليط في حق المبيع كالشرب والطريق ثم للجار) أفاد هذا اللفظ ثبوت حق الشفعة لكل واحد من هؤلاء وأفاد الترتيب.

(الف) عبارت کا مکمل اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) شفعہ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(ج) ھؤلاء سے کون مراد ہیں؟ ہر ایک کی تعریف کریں؟

(د) ترتیب سے کیا مراد ہے؟ اس کی دلیل نقلی لکھیں۔ 5x4=20

السوال الثاني: درج ذیل عبارات میں سے کسی ایک کی مکمل (حرکات وسکنات) کر کے ترجمہ وتشریح کریں؟ 20

(الف) وليس للشريك في الطريق والشرب والجار شفعة مع الخليط في الرقبة.

(ب) وإذا اجتمع الشفعاء فالشفعة بينهم على عدد رؤسهم ولا يعتبر اختلاف الاملاك.

السوال الثالث: (الذكاة شرط حل الذبيحة) لقوله تعالى (إلا ما ذكيتم) ولأن بها يتميز الدم النجس من اللحم الطاهر، وكما يثبت به الحل يثبت به الطهارة في المأكول وغيره، فإنها تنبىء عنها.

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل کریں؟

(ب) عبارت کی تشریح کریں؟

(ج) زکوۃ اور ذکاۃ میں قدر مشترک اور فرق کیا ہے؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(د) ذبح شرعی (اختیاری واضطراری) کی وضاحت کریں؟ 5x4=20

الحصة الثانية: التوضيح والتلويح

السوال الرابع: وتعريفه بالمحتاج إليه لايطرد...... وشرط لكلا التعريفين الطرد والعكس .

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کس کی کون سی تعریف کا تذکرہ ہو رہا ہے؟

(ج) طرد وعکس کیا ہے؟ ہر ایک کی تعریف کریں؟

(د) عدم اطراد کی وضاحت مثال سے کریں؟ 5x4=20

السوال الخامس: معرفة النفس مالها وما عليها ويزاد عملا ليخرج الاعتقاديات والوجدانيات فيخرج الكلامَ والتصوفَ ومن لم يزد أراد الشمول .

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کس کی تعریف ہے؟ قیود کے فوائد کیا ہیں؟

(ج) عبارت کی تشکیل کریں؟

(د) خط کشیدہ کی وضاحت وتشریح کریں؟ 5x4=20

السوال السادس: ثم اعلم أنه يراد بالأحكام الكل...... ولا يراد كل واحد لوجود لا أدرى...... ولا بعض له نسبة معينة بالكل...... ولا التهيؤ للكل .

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبارت میں کون سے مسئلے کا تذکرہ کیا؟ 10x2=20

السوال السابع: صاحب ہدایہ اور مصنفین توضیح وتلویح کا تعارف، علمی اور مقام ومرتبہ بتائیں؟ 20

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

پہلا حصہ: ہدایہ

السوال الاول: (الشفعة واجبة للخليط في نفس المبيع ثم للخليط في حق المبيع كالشرب والطريق ثم للجار) أفاد هذا اللفظ ثبوت حق الشفعة لكل واحد من هؤلاء وأفاد الترتيب.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) شفعہ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ لکھیں؟

(ج) هؤلاء سے کون مراد ہیں؟ ہر ایک کی تعریف کریں؟

(د) ترتیب سے کیا مراد ہے؟ اس کی دلیل نقلی لکھیں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

(امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) شفعہ نفس مبیع میں شریک شخص کے لیے ثابت ہوتا ہے، پھر حق مبیع میں شریک شخص کے لیے مثلاً پانی اور راستہ اور پھر پڑوسی کے لیے۔ امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس لفظ نے مذکورین میں سے ہر ایک کے لیے حق شفعہ کے ثبوت اور ترتیب دونوں کا فائدہ دیا۔

(ب) شفعہ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ:

لفظ "شفعہ" "شفع" سے مشتق ہے، یہ باب فَتَحَ يَفْتَحُ کا مصدر ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: شفع الشيء بالشيء یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا اور لفظ "شفعہ" کا لغوی معنیٰ بھی ملانا ہے۔

لفظ "شفعہ" کا اصطلاحی معنیٰ یا اس کی شرعی تعریف ہے: شرکت یا پڑوسی کی بنیاد پر مشتری کی ادا کردہ قیمت کے بقدر قیمت دے کر کسی منفعت کو اپنی ملکیت میں لینا۔

(ج) "هؤلاء" کی وضاحت:

لفظ "هؤلاء" اسم اشارہ برائے جمع مذکر ہے۔ اس کو جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے تین قسم کے لوگ مراد ہیں: (۱) وہ آدمی جو نفس مبیع میں شریک ہو۔ (۲) وہ آدمی جو حق مبیع میں شریک ہو یعنی راستہ اور پانی کے علاوہ دیگر مبیع میں جس کا بٹوارہ اور تقسیم ہو گئی ہو۔ (۳) پڑوسی لوگ یعنی زمین یا مکان کے ہمسائے۔ یہ تین قسم کے لوگ مراد ہونے کی وجہ سے لفظ "هؤلاء" جمع لایا گیا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(د) شفعہ کے حقداروں میں ترتیب اور اس حوالے سے عقلی دلیل:

شفعہ کا سبب مبیع کے ساتھ شفیع کی ملکیت کا متصل ہونا ہے اور اتصال کی دو صورتیں ہیں: (۱) شرکت (۲) پڑوس پھر شرکت کے دو درجے ہیں: (i) عین مبیع میں شرکت یعنی مبیع کسی طرح کا کوئی بٹوارہ نہ ہو۔ (ii) حق مبیع میں شرکت یعنی راستہ اور پانی وغیرہ میں شرکت ہے اس کا اتصال شریك فی حق المبیع اور پڑوسی دونوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے پہلے نمبر پر اس کا تذکرہ کر کے یہ اشارہ فرمایا ہے کہ اس کا حق سب سے مقدم ہوگا۔ پڑوسی کو صرف جوار کی بنیاد پر شفعہ ملتا ہے' مبیع میں اس کی کوئی شرکت نہیں ہوتی' جبکہ شریك فی حق المبیع کسی نہ کسی درجے میں مبیع سے جڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس لیے امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے شریك فی نفس المبیع کے بعد اس کا تذکرہ کر کے پڑوسی پر اس کے حق شفعہ کے تقدم کو ثابت کر دیا اور یہ بتایا کہ شفعہ کا پہلا حقدار شریك فی المبیع ہے' دوسرے نمبر پر شریك فی حق المبیع ھے' اور تیسرے نمبر پر پڑوسی ہے۔

شفعہ کے حقداروں کی ترتیب میں عقلی دلیل:

عین مبیع میں شرکت کا اتصال ہر ہر چیز میں ہوتا ہے' اور یہ دیگر اتصال سے بڑھ کر ہے' لہٰذا وہ شخص جو اس اتصال کا حامل ہوگا' اس کا درجہ بھی بڑھا ہوا ہوگا' اور سب سے پہلے شفعہ کا حقدار وہی ہوگا' پھر اگر یہ نہ ہو تو شریك فی حق المبیع کا نمبر ہوگا اس لیے کہ یہ شخص منافع میں شریک ہے' اور منافع کا اتصال جار کے اتصال سے زیادہ قوی ہے' کیونکہ یہ بہر حال کسی نہ کسی درجے میں مبیع سے جڑا ہوا ہے' لہٰذا اس کو پڑوسی پر مقدم کیا جائے گا۔

السؤال الثانی: درج ذیل عبارات کی تشکیل (حرکات وسکنات) کر کے ترجمہ وتشریح کریں؟

(الف) ولیس للشریك فی الطریق والشرب والجار شفعة مع الخلیط فی الرقبة ۔

(ب) واذا اجتمع الشفعاء فالشفعة بینهم علی عدد رؤسهم ولا یعتبر اختلاف الاملاك ۔

جواب: عبارات کا ترجمہ اور تشریح:

(الف) ترجمہ: (امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) شریک فی الرقبہ کی موجودگی میں راستہ اور شرب کے شریک اور ہمسایہ کو شفعہ نہیں ملے گا۔

تشریح عبارت: امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ اس عبارت میں اس مسئلہ کو واضح کر رہے ہیں کہ شریك فی نفس المبیع اور شریك فی حق المبیع کی موجودگی میں ہمسایہ کو شفعہ لینے کا حق حاصل نہیں ہوگا'

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

طہارت کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

(ج) "زکوۃ" اور "ذکاۃ" میں قدر مشترک اور فرق:

لفظ "زکوۃ" کا لغوی معنی پاک ہونا ہے کیونکہ مال سے زکوۃ ادا کرنے سے باقی مال پاک و صاف ہو جاتا ہے۔ لفظ "ذکاۃ" کا معنی بھی پاک ہونا ہے کیونکہ جانور کو ذبح کرنے سے اس کا خون خارج ہو جاتا ہے اور اس کا (یعنی ماکول اللحم جانور) کا گوشت پاک ہو جاتا ہے۔ "پاک ہونا" دونوں الفاظ میں قدر مشترک ہے۔ دونوں الفاظ میں فرق صرف اتنا ہے کہ حق اللہ (زکوۃ) ادا کرنے سے مال پاک ہوتا ہے اور ذبح کے وقت خون خارج ہو جانے کی وجہ سے ماکول اللحم جانور کا گوشت پاک ہو جاتا ہے۔

(د) اقسام ذبح:

صاحب ہدایہ کا بیان ہے کہ ذبح کی دو اقسام ہیں: (۱) اختیاری یعنی جانور کے سینے اور جبڑے کے درمیان چھری وغیرہ چلانے اور گلا کاٹنے کا نام ذبح اختیاری ہے۔ (۲) اضطراری: جانور کے بدن کے کسی بھی حصے میں زخم لگانے کا نام ذبح اضطراری ہے۔ چونکہ اصل ذبح اختیاری ہے اس لیے کہ اصل پر قادر نہ ہو سکنے کی صورت میں ذبح اضطراری کی طرف رجوع کیا جاتا ہے اسی لیے دوسرے کو پہلے کا بدل کہا جاتا ہے۔ اس بدلیت کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ پہلے یعنی اختیاری میں کما حقہ خون نکالا جا سکتا ہے اور دوسرے میں یہ کیفیت بالاتمام نہیں ہو پاتی ہے اسی لیے ذبح اختیاری سے عاجز ہونے کی صورت میں ذبح اضطراری کا سہارا لیا جاتا ہے کیونکہ جانور بدک کر بھاگ گئے ہیں تو ظاہر ہے کہ انسان کو وہاں اختیاری پر قدرت نہیں رہتی اور شریعت نے اپنی وسعت کے مطابق ہی احکام کا مکلف بنایا گیا ہے۔ لہٰذا عدم قدرت علی الاختیاری کی صورت میں ذبح اضطراری کی طرف رجوع کرنا یہ بھی اس کے بدل ہونے کی علامت ہے۔

الحصة الثانية: التوضيح والتلويح

السؤال الرابع: وتعريفه بالمحتاج إليه لايطرد ...... وشرط لكلا التعريفين الطرد والعكس.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کس کی کون سی تعریف کا تذکرہ ہو رہا ہے؟

(ج) طرد و عکس کیا ہے؟ ہر ایک کی تعریف کریں؟

(د) عدم اطراد کی وضاحت مثال سے کریں؟

Madaris News Official
H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

کیونکہ شفعہ کے حقداروں میں ترتیب ضروری ہے۔

(ب) ترجمہ عبارت: امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:) اور جب چند شفیع جمع ہو جائیں، تو شفعہ ان کے عدد رؤس کے مطابق تقسیم ہوگا، اور اختلاف ملکیت کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

عبارت کی وضاحت: چند شفیع کے اجتماع کی صورت میں تقسیم کی شکل کو بیان کر رہے ہیں۔ اس بارے میں احناف کا مؤقف یہ ہے کہ جتنے بھی شفیع ہوں گے، سب کو برابر برابر ملے، ملکیت کے تناسب اور فرق سے ان کے حق شفعہ میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایسا نہیں ہے، بلکہ اجتماعی شفعاء کی صورت میں ہر شفیع کو اس کے حصے کے بقدر ہی شفعہ ملے گا، ان کی دلیل یہ ہے کہ شفعہ ملک کے منافع میں سے ہے، یعنی ملکیت ہی کی وجہ سے شفیع کو یہ حق ملتا ہے، تو جب شفعہ ملک کے منافع میں سے ہے، اور منافع ملک بقدر حصص تقسیم ہوتے ہیں، تو شفعہ بھی شفعاء کے حصوں کے بقدر تقسیم ہوگا۔

السوال الثالث: (اَلذَّكَاةُ شَرْطُ حِلِّ الذَّبِيْحَةِ) لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى (إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ) وَلِأَنَّ بِهَا يَتَمَيَّزُ الدَّمُ النَّجِسُ مِنَ اللَّحْمِ الطَّاهِرِ، وَكَمَا يَثْبُتُ بِهِ الْحِلُّ يَثْبُتُ بِهِ الطَّهَارَةُ فِي الْمَأْكُوْلِ وَغَيْرِهٖ، فَإِنَّهَا تُنْبِئُ عَنْهَا.

(الف) مذکورہ عبارت کی تشکیل کریں؟

(ب) عبارت کی تشریح کریں؟

(ج) ذکوٰۃ اور ذکاۃ میں قدر مشترک اور فرق کیا ہے؟

(د) ذبح شرعی (اختیاری واضطراری) کی وضاحت کریں۔

جواب: (الف) عبارت پر اعراب:

عبارت پر اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں؟

(ب) عبارت کی وضاحت:

امام قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جانور کے حلال ہونے کے لیے ذبح شرط ہے، اس لیے خود قرآن کا اعلان ہے: "اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ" میں ذبح کے بعد جانور کا گوشت کھانے کو حلال قرار دیا گیا ہے، پھر ذبح کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعے ناک خون الگ ہو جاتا ہے، اور پاک گوشت الگ ہو جاتا ہے، اسی طرح ذبح سے ماکول اللحم اور غیر ماکول وغیرہ میں طہارت اور پاکیزگی بھی آ جاتی ہے۔ لہٰذا ان فوائد ضروریہ کے پیش نظر اسلام نے ذبح کو لازم اور ضروری قرار دیا ہے۔ صاحب ہدایہ نے لفظ "ذکاۃ" کو طہارت کے معنیٰ میں استعمال کیا ہے، اور اس کی صحت پر ایک حدیث سے استدلال کیا ہے: "ذکاۃ الارض یبسھا" میں بھی ذکوٰۃ کو طہارت ہی کے معنیٰ میں استعمال کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم نے بھی اسے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تطہارت کے معنی میں استعمال کیا ہے۔

(ج) ''زکوٰۃ'' اور ''ذکاۃ'' میں قدر مشترک اور فرق:

لفظ ''زکوٰۃ'' کا لغوی معنی پاک ہونا ہے' کیونکہ مال سے زکوٰۃ ادا کرنے سے باقی مال پاک وصاف ہوجاتا ہے۔ لفظ ''ذکاۃ'' کا معنی بھی پاک ہونا ہے' کیونکہ جانور کو ذبح کرنے سے اس کا خون خارج ہوجاتا ہے' اور اس کا (یعنی ماکول اللحم جانور) کا گوشت پاک ہوجاتا ہے۔ ''پاک ہونا'' دونوں الفاظ میں قدر مشترک ہے۔ دونوں الفاظ میں فرق صرف اتنا ہے کہ حق اللہ (زکوٰۃ) ادا کرنے سے مال پاک ہوتا ہے' اور ذبح کے وقت خون خارج ہوجانے کی وجہ سے ماکول اللحم جانور کا گوشت پاک ہوجاتا ہے۔

(د) اقسام ذبح:

صاحب ہدایہ کا بیان ہے کہ ذبح کی دو اقسام ہیں: (۱) اختیاری یعنی جانور کے سینے اور جڑوں کے درمیان چھری وغیرہ چلانے اور گلا کاٹنے کا نام ذبح اختیاری ہے۔ (۲) اضطراری: جانور کے بدن کے کسی بھی حصے میں زخم لگانے کا نام ذبح اضطراری ہے۔ چونکہ اصل ذبح اختیاری ہے' اس لیے کہ اصل پر قادر نہ ہوسکنے کی صورت میں ہی اضطراری کی طرف رجوع کیا جاتا ہے' اسی لیے دوسرے کو پہلے کا بدل کہا جاتا ہے۔ اس بدلیت کی ایک وجہ اور بھی سمجھ میں آتی ہے کہ پہلے یعنی اختیاری میں کما حقہ خون نکالا جاسکتا ہے' اور دوسرے میں یہ کیفیت علی وجہ التمام نہیں ہو پاتی ہے' اسی لیے ذبح اختیاری سے عاجز ہونے کی صورت میں ذبح اضطراری کا سہارا لیا جاتا ہے' کیونکہ جانور بدک کر بھاگنے لگتے ہیں' تو ظاہر ہے کہ انسان کو وہاں اختیاری پر قدرت نہیں رہتی اور حسب القدرت ہی احکام کا مکلف بنایا گیا ہے۔ لہٰذا عدم قدرت علی الاختیاری کی صورت میں ذبح اضطراری کی طرف رجوع کرنا یہ بھی اس کے بدل ہونے کی علامت ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

الحصة الثانية: التوضيح و التلويح

السوال الرابع: وتعريفه بالمحتاج إليه لايطرد...... وشرط لكلا التعريفين الطرد والعكس.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کس کی' کون سی تعریف کا تذکرہ ہورہا ہے؟

(ج) طرد وعکس کیا ہے؟ ہر ایک کی تعریف کریں؟

(د) عدم اطراد کی وضاحت مثال سے کریں؟

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ:

(اصل) اسے کہا جاتا ہے' جس کی طرف کوئی چیز محتاج ہو' اس میں اطراد نہیں پایا گیا۔ دونوں تعریفوں کے لیے طرد اور عکس شرط ہے۔

(ب) دونوں عبارتوں میں کس کس کی تعریف کا تذکرہ ہوا:

پہلی عبارت میں "اصل" کی حقیقی تعریف یعنی ماہیت حقیقیہ کا تذکرہ ہوا ہے۔ دوسری عبارت میں تعریف اسمی یعنی ماہیات اعتباریہ کی تعریف ہوئی ہے۔

(ج) "طرد" اور "عکس" کی تعریفات:

(i) طرد: جب حد سچی ہو' تو اس پر محدود بھی سچا آئے یعنی محدود کے غیر کے مدخول سے مانع ہے۔

(ii) عکس: یہ ہے کہ جب حد منتفی ہو جائے تو محدود بھی منتفی ہو جائے یعنی تعریف محدود کے افراد کو جامع ہو۔ انسان کی تعریف کریں "انہ ماش" تو اس میں اطراد نہیں یعنی دخول غیر سے مانع نہیں ہے' کیونکہ باقی حیوان بھی چلتے ہیں۔ "لھذا انہ حیوان کاتب بالفعل" تو اس میں عکس نہیں ہے۔

(د) عدم اطراد کی وضاحت:

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "اصل" کی محصول میں یوں تعریف کی "ھو المحتاج الیہ" یعنی اصل اسے کہتے ہیں' جس کی طرف کوئی چیز محتاج ہو' مصنف کے نزدیک یہ تعریف ناپسند تھی' اس لیے اس میں "اطراد" نہیں پایا گیا یعنی یہ تعریف از دخول غیر سے مانع نہیں۔

السوال الخامس: مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَا لَهَا وَمَا عَلَيْهَا وَيُزَادُ عَمَلًا لِيُخْرِجَ الْاِعْتِقَادِيَاتِ وَالْوُجْدَانِيَاتِ فَيَخْرُجُ الْكَلَامُ وَالتَّصَوُّفُ وَمَنْ لَمْ يَزِدْ أَرَادَ الشُّمُوْلَ.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) کس کی تعریف ہے؟ قیود کے فوائد کیا ہیں؟

(ج) عبارت کی تشکیل کریں؟

(د) خط کشیدہ کی وضاحت و تشریح کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

نفس کا (آخرت میں) اپنے لیے مفید اور غیر مفید چیز کو پہچاننا ہے' (تعریف میں) لفظ "عملاً" (فعل) کا اضافہ کیا گیا ہے' تاکہ اس کے ساتھ اعتقادیات (علم کلام) اور وجدانیات (علم تصوف) کو

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

خارج کیا جائے اور بعض نے اس (عملاً) کا اضافہ نہیں کیا' تو ان کے نزدیک ان (دونوں) کو شامل کرنا مقصود ہے۔

(ب) عبارت میں کس کی تعریف ہے' اور قیود کے فوائد:

اس عبارت میں ''فقہ'' کی تعریف کی گئی ہے۔ بعض لوگوں نے علم فقہ کی تعریف میں لفظ ''عملاً'' کا اضافہ کیا ہے' تو انہوں نے اس قید سے علم کلام اور علم تصوف دونوں کو تعریف سے خارج کر دیا۔ بعض اہل علم نے لفظ ''عملاً'' کا اضافہ نہیں کیا' تو ان کے نزدیک یہ دونوں علوم بھی ''فقہ'' کی تعریف میں داخل ہیں۔ یاد رہے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''فقہ'' کی تعریف میں لفظ ''عملاً'' کا اضافہ نہیں کیا۔

(ج) عبارت پر اعراب: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

(د) خط کشیدہ الفاظ کی وضاحت:

۱- الاعتقادیات: اس سے مراد علم کلام ہے' جو عملاً کی قید سے ''علم فقہ'' کی تعریف سے خارج ہو گیا۔

۲- الوجدانیات: اس سے مراد علم تصوف ہے' یہ بھی لفظ ''عملاً'' کی قید سے علم فقہ کی تعریف سے خارج ہو گیا۔

۳- الکلام: اس سے مراد عقائد ہیں' جو اعمال صالحہ کی بنیاد ہے' کیونکہ جس کے عقائد درست ہوں گے' اس کے اعمال قابل قبول ہوں گے اور اگر کسی کے عقائد درست نہیں ہوں گے' تو اس کے اعمال قابل قبول نہیں ہوں گے۔

السوال السادس: ثم اعلم أنه لا يراد بالأحكام الكل...... ولا يراد كل واحد لوجود لا أدرى...... ولا بعض له نسبة معينة بالكل...... ولا التهيؤ للكل.

(الف) عبارت کا سلیس اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے عبارت میں کون سے مسئلے کا تذکرہ کیا؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

پھر جان لو کہ احکام سے تمام یعنی کل مجموعی مراد نہیں ہو سکتے...... اور ہر ایک یعنی کل افرادی بھی مراد نہیں ہو سکتا' کیونکہ لا ادری ثابت ہے...... اور نہ کل کی طرف نسبت کرتے ہوئے بعض متعین احکام مراد لیے جا سکتے ہیں...... اور نہ تهیؤ و استعداد مراد ہو سکتا ہے۔

(ب) عبارت میں مذکور مسئلہ:

اس عبارت میں مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''فقہ'' کی تعریف میں لفظ ''احکام'' کا تذکرہ کیا' پھر اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حوالے سے پانچ احتمالات بیان کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) احکام سے احکام مجموعی مراد ہوں۔

(۲) احکام سے کل افراد مراد ہوں۔

(۳) بعض متعین افراد مراد ہوں۔

(۴) احکام سے تھیؤ للکل مراد ہو۔

(۵) بذریعہ اجتہاد انسان کا ہر مسئلہ کو معلوم کرنا مراد ہو۔

پھر مصنف نے پانچوں احتمالات کا ردّ بلیغ کیا ہے۔

السؤال السابع: صاحب ہدایہ اور مصنّفین توضیح وتلویح کا تعارف لکھیں اور مقام ومرتبہ بتائیں؟

جواب: صاحب ہدایہ، مصنّفین توضیح وتلویح کا تعارف اور مقام ومرتبہ:

۱۔ صاحب ہدایہ کا تعارف اور علمی مقام:

صاحب ہدایہ کا پورا نام "علامہ برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل بن خلیل بن ابی بکر رحمہ اللہ تعالیٰ" ہے۔ آپ ۵۱۱ھ کو "مرغینان" شہر میں پیدا ہوئے، خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔

انہوں نے سن شعور کو پہنچتے ہی قرآن، حدیث، فقہ اور دیگر علوم وفنون کی تحصیل کا سلسلہ شروع کر دیا۔ آپ نے زمانہ کے ممتاز فضلاء علامہ نجم الدین ابوحفص عمر نسفی، صدر الشہید حسام الدین، صدر الشہید تاج الدین، علامہ ضیاء الدین محمد بن حسین بندینجی اور شیخ بہاء الدین سے علوم وفنون حاصل کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

علوم اسلامیہ کی تکمیل کے بعد آپ تاحیات درس وتدریس اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے۔ ایک طرف علماء وفضلاء پیدا کرتے رہے، اور دوسری طرف تصانیف کے انبار لگا دیے۔

علامہ مرغینانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی چند مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) بدایۃ المبتدی، (۲) کفایۃ المنتہی، (۳) کتاب المنتقی، (۴) کتاب التجنیس والمزید

(۵) کتاب مناسک حج، (۶) نشر المذہب، (۷) مختارات النواز، (۸) فرائض عثمانی،

(۹) ہدایہ۔

ہدایہ فقہ حنفی کی ایک ممتاز وکامل واکمل کتاب ہے، جو قدوری کی شرح ہے۔ اس کتاب کی اہمیت کا اس بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب ہر دور میں نصاب درس نظامی و مدارس کی زینت بنی۔ نیز اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کے مختلف زبانوں میں تراجم، حواشی اور شروحات لکھی گئیں۔

علامہ مرغینانی نے ۵۹۳ھ کو سمرقند میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔

صاحب توضیح کا تعارف:

صاحب توضیح کا پورا نام "علامہ صدر الشریعہ الاصغر عبید اللہ بن مسعود ابن تاج الشریعہ محمود محبوبی حنفی ابن صدر الشریعہ الاکبر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ" ہے۔

آپ کا شمار اپنے وقت کے ممتاز فقہاء، فضلاء اور مصنفین میں ہوتا تھا۔

علمی مقام: آپ کے ہم عصر علماء میں سے ایک علامہ قطب الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ گزرے ہیں، جو "رسالہ شمسیہ" کے شارح اور تبحر عالم دین تھے، اپنے علم وفن میں ثانی نہیں رکھتے تھے، ایک دفعہ انہوں نے چاہا کہ صدر الشریعہ اصغر سے بعض مسائل پر بحث ومباحثہ اور مناظرہ ہو جائے، مگر مناظرہ سے پہلے انہوں نے اپنے پروردہ غلام اور تلمیذ خاص "مولوی مبارک شاہ" کو آپ کے حلقہ درس میں بھیجا۔ اس وقت آپ "ہرات" میں تشریف فرما تھے اور علامہ قطب الدین رازی "ری" نامی علاقہ میں موجود تھے۔ جب مبارک شاہ آپ کے حلقہ درس میں پہنچا، تو آپ ابن سینا کی کتاب "الارشادات" پڑھا رہے تھے اور پڑھانے کا انداز یہ تھا کہ نہ تو مصنف (ابن سینا) کی پیروی کی، نہ شارح طوسی وغیرہ کی کسی بات کا اعتبار، بلکہ اپنے ہی انداز میں کتاب کو حل فرما رہے تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر مولوی مبارک شاہ نے علامہ قطب الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھا "صدر الشریعہ الاصغر" تو آگ کا شعلہ ہیں، ان سے مناظرہ کرنے سے باز رہیں، ورنہ پچھتاؤ گے۔ چنانچہ علامہ قطب رازی نے مبارک شاہ کی بات مان لی اور مناظرہ کا خیال ترک کر دیا۔

وفات:

صدر الشریعہ الاصغر ۷۴۷ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے اور "شارع آباد" بخارا میں اپنے آبائی قبرستان میں مدفون ہوئے۔

یادگار تصانیف:

صدر الشریعہ الاصغر رحمہ اللہ تعالیٰ تاحیات تدریس وتصنیف میں مصروف رہے۔ آپ کی چند مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) شرح وقایہ، (۲) نقایہ، (۳) تنقیح، (۴) توضیح، (۵) المقدمات الاربعہ، (۶) تعدیل العلوم، (۷) وشاح، (۸) فصول الخمسین۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

صاحب تلویح کا تعارف وعلمی مقام:

صاحب تلویح کا پورا نام "علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ" ہے۔ آپ ۷۲۲ھ کو تفتازان میں پیدا ہوئے۔ سن شعور کو پہنچتے ہی آپ علوم وفنون کے حصول کی طرف متوجہ ہوئے، ابتداء میں آپ نہایت درجہ کے غبی تھے، تو اس سلسلہ میں آپ پریشان ہو جاتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ کے فضل اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر عنایت سے یہ پریشانی ختم ہوگئی اور آپ کی غبایت، ذہانت وذکاوت میں تبدیل ہوگئی۔ اس حوالے سے پورا واقعہ درج ذیل ہے:

استاد عضد الدین کے حلقۂ درس میں ان سے بڑھ کر کوئی غبی نہ تھا۔ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ سویا تو خواب میں ایک غیر مانوس شخص نے مجھے کہا کہ چلو سیر کرنے چلتے ہیں، میں نے ان سے کہا: بھائی! مجھے سیر کے لیے پیدا نہیں کیا گیا، میں تو مطالعہ کرنے کے باوجود کتاب کو نہیں سمجھتا، کس طرح میں سیر کو جا سکتا ہوں؟ وہ آدمی چلا گیا، کچھ دیر بعد واپس آیا پھر اس سے یہی سوال وجواب ہوا، پھر تیسری مرتبہ آیا اور اس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلا رہے ہیں، یہ سن کر میں ننگے پاؤں کود پڑا، شہر سے باہر نکلا تو ذرا دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ درختوں کے پاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان موجود تھے۔ مجھے دیکھ کر تبسم آمیز لہجہ میں ارشاد فرمایا: "ہم نے آپ کو بار بار بلایا آپ آئے نہیں؟!" میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے معلوم نہیں تھا کہ مجھے آپ بلا رہے ہیں، اس کے بعد میں نے اپنی غباوت کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "افتح فمك" (اپنا منہ کھولو) اور میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اس کے بعد جب میں نیند سے اٹھا تو اب میرے ذہن کی دنیا بدل چکی تھی، استاد عضد الدین کے حلقۂ درس میں بیٹھا تو کچھ ایسے اشکالات پیش کر دیے کہ اپنے ساتھی تو اسے فضول سمجھ رہے تھے لیکن استاد تاڑ گیا کہ آج تو اس کے ذہن کی دنیا بدلی ہوئی ہے! چنانچہ فرمایا: "یا سعد! إنك الیوم غیرك في ما مضى!" اے سعد! آج تم وہ نہیں ہو، جو اس سے پہلے تھے۔

آپ نے مختلف اصحابِ فضل وکمال اساتذہ وشیوخ، مثلاً عضد الدین، قطب الدین وغیرہ سے علوم وفنون کا استفادہ کیا، اور تحصیل علم کے بعد عنفوانِ شباب ہی میں آپ کا شمار علماء کبار میں ہونے لگا، چنانچہ علامہ کفوی کا بیان ہے کہ آپ رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا عالم، آنکھوں نے کسی اور کو نہیں دیکھا۔

درس وتدریس

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ تحصیل علم سے فارغ ہو کر فوراً درس وتدریس میں مشغول ہوئے اور سینکڑوں تشنگانِ علم کو اپنے چشمۂ فیض سے سیراب فرمایا، چنانچہ عبد الواسع بن خضر، شیخ شمس الدین محمد بن احمد حضرمی، ابو الحسن برہان الدین حیدر بن احمد بن الہروری العجمی، جلال الدین یوسف استاذ ملا اور تبحر حکیم سلطان فیروز

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الدین بھمنی وغیرہ حضرات آپ رحمہ اللہ تعالیٰ ہی کے شاگرد ہیں۔

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی تصنیفات

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ تصنیف و تالیف سے بڑا شغف رکھتے تھے' درس و تدریس کے ساتھ ساتھ تصنیفات کا سلسلہ بھی جاری تھا اور اس شغف کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علم صَرف کی مشہور کتاب "زنجانی" کی شرح مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس وقت تالیف فرمائی' جب کہ آپ کی عمر محض ۱۶ سال تھی۔ چنانچہ شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر' حدیث' عقائد' فقہ' اصولِ فقہ' معانی' بدیع' بیان اور صرف ونحو' الغرض ہر فن پر قلم اٹھایا اور قابل ذکر کتابیں تصنیف فرمائیں۔

علامہ تفتازانی افضل یا میر سید سند شریف جرجانی:

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں حضرات علم کے پہاڑ' علم کے دریا' علم کے آفتاب و ماہتاب اور خاتم العلماء المحققین تھے۔ پر علمِ منطق' علمِ کلام' علومِ ادبیہ' علومِ فقہیہ' تحقیقاتِ بدیعہ' تدقیقاتِ منیعہ اور مشکل سے مشکل بات کو چٹکیوں میں حل کرنے کے سلسلہ میں علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ کو فوقیت حاصل تھی۔ ہاں! میر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فصاحتِ لسان میں' ذہانت و فطانت میں اور تیز طراز ہونے میں فوقیت رکھتے تھے اور دونوں ہی حضرات کی دربارِ تیمور میں آمدورفت رہتی تھی۔

علامہ تفتازانی اور علامہ جرجانی کا مناظرہ:

علم کے یہ دونوں پہاڑ اور بحرِ بے کراں (ایسا دریا جس کا کنارہ نہ ہو) روزانہ دربارِ تیموریہ میں اٹھ پڑتے تھے' تو کبھی ان میں ٹکراؤ اور مکالمہ ہوتا' تو کبھی تفصیل سے مناظرہ ہو جاتا۔

چنانچہ ایک مرتبہ ان دونوں حضرات میں بڑی تفصیل سے مناظرہ ہوا اور وہ مناظرہ یہ تھا کہ "تمثیل مستلزم للترکیب ہے یا نہیں؟" علامہ تفتازانی اس بات پر مصر تھے کہ تمثیل' مستلزم للترکیب نہیں۔ یعنی تمثیل کبھی مفرد اور کبھی مرکب ہوتی ہے۔ جبکہ میر صاحب اس بات پر ڈٹے ہوئے تھے کہ تمثیل کے لیے ترکیب لازمی ہے۔

اس مناظرہ میں نعمان معتزلی کو حکم بنایا گیا تھا۔ طرفین سے دلائل کے انبار لگ گئے' پر اتنی بات تھی کہ علامہ تفتازانی کی زبان میں قدرے لکنت تھی' جب کہ میر صاحب زبان کے تیز طراز اور فصیح تھے اور دوسری بات یہ تھی کہ نعمان معتزلی کسی بات پر علامہ تفتازانی سے نالاں تھے' لہٰذا نعمان معتزلی نے فیصلہ' میر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے حق میں دے دیا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

علامہ تفتازانی کی وفات:

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ پر یہ بے جا فیصلہ گراں گزرا اور وہ اس صدمے میں بیمار ہو گئے۔ صدمہ کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے علم وشہرت کا مقابلہ میر صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نہیں کر سکتے تھے اور کیسے کرتے' جب کہ میر صاحب کا شمار علامہ تفتازانی کے شاگردوں میں ہوتا ہے؟ لیکن اس کے باوجود اس فیصلے کی وجہ سے دربارِ تیمور میں تفتازانی کے مقابلے میں میر صاحب کا رتبہ بڑھ گیا۔ دوسری بات یہ تھی کہ دربارِ تیمور میں میر صاحب کی رسائی علامہ تفتازانی کے طفیل تھی۔ لہٰذا علامہ تفتازانی اس صدمے میں بیمار ہوئے اور ایسے بیمار ہوئے کہ کوئی علاج مفید ثابت نہیں ہوا' یہاں تک کہ ۷۹۲ھ کو دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ إنا لله و إنا إليه راجعون ۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه و الاسلامیه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة 2021ء/۱۴۴۲ھ

الورقة الرابعة: اصول الحدیث واصول التحقیق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں میں سے دو دو سوالات کا حل مطلوب ہے۔

قسم اوّل: اصول حدیث

سوال نمبر ۱: اَلْخَبَرُ اِمَّا اَنْ يَكُوْنَ لَهُ طُرُقٌ بِلَا حَصْرِ عَدَدٍ مُعَيَّنٍ اَوْ مَعَ حَصْرٍ بِمَا فَوْقَ الْاِثْنَيْنِ اَوْ بِهِمَا اَوْ بِوَاحِدٍ.

(الف) عبارت پہ اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز مصنف شرح نخبہ کا دس سطری تعارف تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) شرح نخبہ کی روشنی میں مذکورہ عبارت میں بیان کردہ وجہ حصر بالتفصیل لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر ۲: وخبر الاحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غیر معلل ولا شاذ هو الصحیح لذاته.

(الف) صحیح لذاتہ، صحیح لغیرہ، حسن لذاتہ، حسن لغیرہ اقسام اربعہ کی وجہ حصر بیان کریں؟ (۱۰)

(ب) عدل، ضبط، اتصال سند، معلل اور شاذ کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر ۳: (الف) شرح نخبہ کی روشنی میں تدلیس پر جامع نوٹ لکھیں؟ (۱۰)

(ب) اسناد، متن، مشہور، عزیز اور متواتر کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

قسم ثانی: اصول تحقیق

سوال نمبر ۴: (الف) علمی تحقیق کی اہمیت بیان کریں؟ (۱۱)

(ب) علمی تحقیق کے دس میں سے سات بنیادی عناصر کی وضاحت کریں؟ (۱۴)

سوال نمبر ۵: (الف) محقق کی دس میں سے سات بنیادی خصوصیات کی تفصیل لکھیں؟ (۱۴)

(ب) نگران تحقیق کیسا ہونا چاہیے؟ واضح کریں؟ (۱۱)

سوال نمبر ۶: (الف) انتخاب موضوع کیسے کیا جاتا ہے؟ وضاحت کریں؟ (۱۰)

(ب) خاکہ تحقیق کی تیاری کیسے کی جاتی ہے؟ تفصیل سے لکھیں؟ (۱۵)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

چوتھا پرچہ: اصول واصول تحقیق

قسم اوّل: اصول حدیث

سوال نمبر۱: اَلْخَبَرُ اِمَّا اَنْ یَّکُوْنَ لَهٗ طُرُقٌ بِلَا حَصْرِ عَدَدٍ مُّعَیَّنٍ اَوْ مَعَ حَصْرٍ بِمَا فَوْقَ الْاِثْنَیْنِ اَوْ بِهِمَا اَوْ بِوَاحِدٍ۔

(الف) عبارت پہ اعراب لگا کر ترجمہ کریں نیز مصنف شرح نخبہ کا دس سطری تعارف تحریر کریں؟

(ب) شرح نخبہ کی روشنی میں مذکورہ عبارت میں بیان کردہ وجہ حصر بالتفصیل لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب، ترجمہ عبارت اور مصنف شرح نخبۃ الفکر کا تعارف:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

خبر، یا تو اس کے طرق یعنی اسانید کثیرہ ہوں گی جن کی تعداد معین نہیں ہوگی یا کسی تعداد کی تعیین کے ساتھ متعدد ہوں گی، (بصورت ثانی) وہ سندیں دو سے زیادہ کی تعیین کے ساتھ ہوں گی، یا دو کے ساتھ ہوں گی، یا ایک کے ساتھ ہوگی۔

مصنف ''شرح نخبۃ الفکر'' کا تعارف:

آپ کا پورا نام ''ابوالفضل، شہاب الدین احمد بن علی عسقلانی المعروف ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ'' ہے۔

آپ کا عرف ابن حجر تھا، اس کی وجہ تسمیہ میں دو قول ہیں: (۱) حجر کا معنیٰ ''پتھر'' کے ہیں آپ کا حافظہ ''پتھر'' کی طرح قوی و مضبوط تھا۔ (۲) آپ کے اجداد میں سے ایک ''حجر'' نامی بزرگ گزرے ہیں جن کی نسبت سے ''ابن حجر'' کہلاتے تھے۔ آپ ۷۷۳ھ کو مصر میں پیدا ہوئے۔ جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی، تو والد گرامی کا انتقال ہو گیا۔

سن شعور کو پہنچتے ہی آپ نے قرآن کریم اور دیگر علوم وفنون کا آغاز کر دیا اور وقت کے ممتاز اساتذہ سے تکمیل کی۔ حصول علم کے لیے آپ نے شام، حجاز، یمن، مکہ اور دیگر شہروں کا سفر اختیار کیا۔ بلقینی، برماوی، ابن ملقن اور عز بن جماعہ لوگ آپ کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں۔

علوم وفنون کی تکمیل کے بعد آپ تاحیات درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف رہے۔

آپ کے تلامذہ کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے، اور تصانیف کی تعداد ڈیڑھ سو سے زائد ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی چند مشہور تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(۱) فتح الباری شرح صحیح بخاری' (۲) التقریب' (۳) الافصاح' (۴) تکمیل النکت علی ابن صلاح' (۵) تہذیب التہذیب' (۶) لسان المیزان' (۷) اللباب فی شرح قول الترمذی فی اسباب' (۸) تعلیق التعلیق' (۹) اتحاف المہرۃ باسانید العشرۃ' (۱۰) اطراف المعتلی باطراف المسند الحنبلی' (۱۱) اتقال بیان احوال الرجال' (۱۲) الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف' (۱۳) الدرایۃ فی منتخب تخریج احادیث الہدایۃ' (۱۴) الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ' (۱۵) ہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح والمشکوٰۃ' (۱۶) الاحکام لبیان مافی القرآن من الابہام' (۱۷) بلوغ المرام فی احادیث الاحکام' (۱۸) نزہۃ السامعین فی روایۃ الصحابۃ عن التابعین' (۱۹) دیوان الشعر وغیرہ۔

تاحیات آپ تدریس قرآن وحدیث اور تصنیف وتالیف میں مصروف رہے' بالآخر ۷۹ سال کی عمر میں ۸۵۲ھ کو انتقال کیا۔

(ب) خبر کی اقسام اربعہ کی وجہ حصر:

خبر کی اقسام سند کے اعتبار سے وجہ حصر درج ذیل ہے:

ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے خبر دو حال سے خالی نہیں ہوگی یا تو اس کی سندیں بغیر کسی تعداد کی تعیین کے متعدد ہوں گی' بصورت اوّل خبر متواتر ہے۔ بصورت ثانی تین حال سے خالی نہیں کہ وہ سندیں دو سے زیادہ کی تعیین کے ساتھ ہوں گی' یا دو کے ساتھ ہوں گی' یا ایک کے ساتھ' بصورت اوّل مشہور' بصورت ثانی عزیز اور بصورت ثالث غریب۔

سوال نمبر۲: وخبر الاحاد بنقل عدل تام الضبط متصل السند غیر معلل و لا شاذ هو الصحیح لذاته۔

(الف) صحیح لذاتہ' صحیح لغیرہ' حسن لذاتہ' حسن لغیرہ اقسام اربعہ کی وجہ حصر بیان کریں؟

(ب) عدل' ضبط' اتصال سند' معلل اور شاذ کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) تعریفات اصطلاحات:

۱- صحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام راوی متصل' عادل' تام الضبط ہوں اور وہ حدیث غیر شاذ اور غیر معلل ہو۔

۲- صحیح لغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہوجائے۔

۳- حسن لذاتہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۴- حسن لغیرہ: جو حدیث صحیح لذاتہ کی ایک سے زیادہ صفات سے قاصر ہو لیکن یہ کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

اقسام کی وجہ حصر:

خبر مقبول دو حال سے خالی نہیں ہوگی' اس میں یا تو اعلیٰ درجے کی صفات قبولیت پائی جائیں گی یا نہیں' بصورت اوّل صحیح لذاتہ اور بصورت ثانی یعنی اگر اعلیٰ درجے کی صفات قبولیت اس میں نہ پائی جا رہی ہوں' مگر اس کمی کی تلافی کثرت طرق سے کر دی گئی ہو' تو وہ صحیح لغیرہ ہے' اور اگر اس کمی کی تلافی نہیں کی گئی' تو وہ حسن لذاتہ ہے' اور جس حدیث پاک پر توقف کیا گیا ہے لیکن قبولیت کا قرینہ اس کے ساتھ موجود ہے' جو ترجیح دینے والا ہے' تو وہ حسن لغیرہ ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

۱- عدل: افراط وتفریط کی دونوں طرفوں کے درمیان جو متوسط معاملہ ہے' اس کا نام ہے۔

۲- ضبط: کلام کو سننا' جیسا اس کے سننے کا حق ہے' پھر اس کے معنی مرادی کو سمجھنا' پھر اس کو بھرپور کوشش سے حفظ کرنا اور اس کے یاد رکھنے پر ثابت رہنا' اس وقت تک کہ غیر کو یہ پہنچا دیا جائے۔

۳- اتصال سند: اس کا معنی یہ ہے کہ ہر راوی نے اپنے اوپر والے راوی سے خود اس کو لیا ہو' سند کے اوّل سے آخر تک اسی طرح ہو۔

۴- معلل: جس حدیث میں علت خفیہ قادحہ ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

۵- شاذ: جس میں ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔

سوال نمبر۳: (الف) شرح نخبہ کی روشنی میں تدلیس پر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) اسناد' متن' مشہور' عزیز اور متواتر کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) تدلیس پر جامع نوٹ:

لفظ ''مدلس'' باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے' یہ ''دلس'' سے مشتق ہے' جس کا معنی ہے: روشنی تاریکی کو ملا جلا بنانا' یا لفظ ''مدلس'' تدلیس کر کے روایت کی سند کے معاملے کو بالکل گول مول کر دیتا ہے' جس سے روایت کے قاری و سامع پر معاملہ واضح نہیں ہو پاتا۔

خبر مدلس کی تعریف: وہ خبر ہے' جس میں سقط خفی ہو یعنی راوی اپنے استاذ کو' جس سے وہ خبر (حدیث) سنی ہے' حذف کر کے مافوق سے اس طرح روایت کرے کہ استاذ کا محذوف ہونا معلوم نہ ہو بلکہ یہ محسوس ہو کہ مافوق سے ہی سنا ہے مثلاً کہے: عن فلان' یا کہے: قال فلان۔

☆ اگر تدلیس کرنے والا راوی الفاظ محتملہ نہ بیان کرے بلکہ صراحت کے ساتھ اپنے شیخ کے مافوق

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سے ایسے الفاظ سے روایت بیان کرے جس سے سماع ثابت ہوتا ہو مثلاً سَمِعْتُ، اَخْبَرَنِیْ، حَدَّثَنِیْ وغیرہ حالانکہ اس کا اس سے سماع نہیں تو یہ تدلیس نہیں ہوگی بلکہ اس راوی کا صریح جھوٹ ہوگا، جس سے اس کی عدالت ساقط ہو جائے گی۔

تدلیس کا حکم: جس محدث کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ وہ تدلیس کرتا، تو اس کی کوئی روایت قبول نہیں کی جائے گی، ہاں! البتہ اگر ثقہ ہو، تو اس کی وہ روایت قبول کی جائے گی جس میں سماع کی تصریح ہو۔

(ب) اصطلاحات حدیث کی وضاحت:

۱- اَسناد: اس کے دو معانی ہیں:

(i) حدیث کو سند کے ساتھ اس کے قائل کی طرف منسوب کرنا۔

(ii) راویوں کا وہ سلسلہ جو متن تک پہنچاتا ہے، اس اعتبار سے کہ یہ سند کے مترادف ہے۔

۲- متن: لغوی معنی ہے: زمین کا سخت اور بلند حصہ۔

اصطلاحاً: وہ کلام جس تک سند پہنچتی ہے۔

۳- مشہور: لغوی اعتبار سے یہ اسم مفعول کا صیغہ ہے، یہ "شَهَرْتُ الْاَمْرَ" سے بنا ہے، یعنی جب کسی بات کا اعلان کر دیا جائے تو تم اسے ظاہر کر دو (تو یہ) کہا جاتا ہے شَهَرْتُ الْاَمْرَ یعنی میں نے بات کو مشہور کر دیا)

اصطلاحاً: جس حدیث کو ہر طبقہ سند میں تین یا اس سے زیادہ راوی روایت کریں، جب تک وہ تواتر کی حد کو نہ پہنچے۔

۴- عزیز: وہ حدیث ہے، جس کے راوی تمام طبقات سند میں دو سے کم نہ ہوں۔

۵- متواتر: وہ حدیث جو ہر دور میں اتنے کثیر طرق سے مروی ہو کہ ان راویوں کا مادۃً جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

قسم ثانی: اصول تحقیق

سوال نمبر ۴: (الف) علمی تحقیق کی اہمیت بیان کریں؟

(ب) علمی تحقیق کے دس میں سے سات بنیادی عناصر کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) علمی تحقیق کی اہمیت:

بلاشبہ علمی تحقیق ایک حیات بخش اور فکری سرگرمی ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے اسلاف نے اپنی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تحقیقات کے ذریعے نظری و عملی دنیائے معرفت کو اس قدر زرخیز اور مالا مال کر دیا کہ انہیں کی تحقیقات کو اساس بنا کر مغربی مفکرین اور دانشوروں نے علمی جدوجہد میں قدم رکھا۔ تحقیق و جستجو سائنسی، صنعتی، زرعی، انتظامی اور تعلیمی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ حسن عمل، نشوونما، پختگی، عمدگی، وسائل کے حصول، موازنہ و تقابل، تجربہ کاری، اسباب و علل کی دریافت، نتائج کے حصول، واقعات و حالات کی تہہ تک پہنچنے اور عوامل کے تجزیہ کے لیے بھی واحد وسیلہ و ذریعہ ہے۔ علمی تحقیق ایسی دلکش اور پر کیف چیز ہے جو بہت سے اہل علم کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اس کے بغیر زندگی گزارنا ان کے لیے ممکن نہیں رہتا۔ یہ محقق کو سوچنے کا ڈھنگ، عمدہ شعور اور تکمیل کی طرف بڑھنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ یہ محقق کے لیے نئے نئے نظریات، قوانین اور آراء کے دریچے کھولتی ہے۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے "البحث كاشف للحقيقة" "تحقیق حقیقت کو منکشف کرتی ہے۔" ایک تحقیق ذوق رکھنے والے طالب علم کے لیے حقائق کی دریافت سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہوسکتی ہے!

علمی تحقیق محقق کی علمی لحاظ سے اور پیشہ وارانہ تربیت کرتی ہے۔ اس سے محقق کو مشاہدہ کی قوت ملتی ہے۔ اس کے اندر واقعات کا کھوج لگانے، ان کو باہمی ترتیب دینے، ان کے علل واسباب تک پہنچنے، ان کا تجزیہ کرنے اور ان سے استنتاج و استنباط کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ ان سب پر مستزاد یہ کہ اس میں خود احتسابی اور علمی امانت داری کا احساس فروغ پاتا ہے۔

تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد انسان کو بہت سے مالی منافع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ بہت سے عہدوں اور ملازمتوں کے لیے تحقیق میں مہارت کی شرط ہوتی ہے۔ کئی ادارے اور کمپنیاں صرف اس بات پر بھاری مالی معاوضے ادا کرتی ہیں کہ ان کی مصنوعات اور سامان کی بہتر تشہیر (Advertisement) اور خرید و فروخت (Marketing) ہو۔ ان کی پیداوار (Production) اور معیار میں اضافہ ہو، اور برآمدات (Export) اور درآمدات (Import) کا نظام بہتر سے بہتر ہو سکے۔ بہت سارے تعلیمی، انتظامی اور مالی ادارے مستقل طور پر تحقیق کا کام جاری رکھتے ہیں تاکہ وہ ترقی کا ہدف حاصل کر سکیں۔

اس طرح تحقیقی ذوق اور تحقیقی صلاحیت محقق کو اپنے پیشے میں علمی و مادی دونوں طرح کے فائدے سے نوازتی ہے۔ کسی ملک اور ریاست کے لیے ممکن نہیں کہ وہ زندگی کے کسی شعبے میں علمی تحقیقات کے بغیر ترقی کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام وزارتیں اور تمام بڑے ادارے شعبۂ تحقیق (Research Department) یا شعبۂ مطالعہ (Studies Department) یا شعبۂ ترقی (Development Department) کے نام سے ایسے شعبے قائم کرتے ہیں جن کا مقصد بہتر سے بہتر اور جدید سے جدید تر کا حصول ہوتا ہے۔ تمام جامعات (Universities) میں علمی تحقیق کے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مراکز قائم ہیں' بلکہ بڑی جامعات میں تو مختلف شعبہ ہائے علوم سے متعلق الگ الگ کلیات (Faculties) اور مراکز ابحاث (Research Centres) قائم کیے گئے ہیں۔

ملک وقوم اور افراد و معاشرہ کی ترقی کا واحد اور مثالی راستہ تحقیق و جستجو ہی ہے۔ ایجاد' اختراع اور دریافت تحقیقات کے بغیر ممکن نہیں۔ ان کے بغیر فرد جمود اور معاشرہ رسمی تقلید کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ دوسروں کے اعمال اور کارناموں اور ان کے افکار و نتائج کا سہارا لیتا ہے۔ اختصار کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ علمی تحقیق نفس انسانی' ملک و ریاست اور علم و معرفت کی ترقی کا انتہائی فعال اور یکتا ذریعہ اور سبب ہے۔

(ب) علمی تحقیق کے بنیادی عناصر

علمی تحقیق کی اہمیت و افادیت بڑی حد تک چند بنیادی عناصر کے ساتھ مربوط ہوتی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱- مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت
۲- جدت و تخلیق
۳- حیاتیت و واقعیت
۴- تحقیق کی اصلیت
۵- امکانات (Possibility) تحقیق
۶- تحقیق کا مستقل بالذات ہونا
۷- مصادر تحقیق کی دستیابی
۸- وسیع مطالعہ
۹- دوسروں کی آراء کی تفہیم میں باریک بینی
۱۰- اسلوب کی عمدگی اور قوت

1- مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت:

مسئلہ تحقیق سے مراد تحقیق کے علمی افکار' موضوعات' مسائل اور میدانات ہیں' اور مسئلہ تحقیق کی تحدید سے مراد تحقیق کی اہمیت کی وضاحت اور تحقیق کے مفروضے (Hypothesis) نیز معلومات' مواد (Data)' وسائل (sourecs)' نمونوں (Samples)' مثالوں (Examples)' تجربات اور اسالیب کی نوعیت اور علمی مناہج کی اقسام جن کے ذریعے مقالے کی تیاری میں مدد لی جاتی ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

2- جدت اور تخلیق:

تحقیق کے بنیادی عناصر میں ایک عنصر یہ ہے کہ وہ تحقیق جدید اور تخلیقی ہو نئی معلومات کا اضافہ کرے اس میں نقل یا تقلید یا ترجمہ و تکرار نہ ہو۔ درحقیقت ہر محقق اپنی تحقیق کا آغاز وہاں سے کرتا ہے جہاں اس سے پہلے والے محققین رک گئے ہوتے ہیں' تا کہ علمی دنیا میں ایک اور قدم کا اضافہ ہو اور محقق علمی ترقی میں اپنا حصہ ڈالے۔ لیکن تحقیقی میدان میں مطلوبہ تخلیق سے مراد صرف نئی چیزوں کو دریافت و آشکارا کرنا نہیں ہوتا بلکہ لفظ تخلیق کا اطلاق انکشاف و دریافت کے علاوہ کئی اور چیزوں پر بھی کیا جاتا ہے۔ مثلاً: بکھرے ہوئے مواد کو نئی اور قابل استفادہ ترتیب دینا' قدیم حقائق کے لیے جدید اسباب تک رسائی حاصل کر لینا' یا قلیل اور منتشر معلومات کو ایک مضمون کی شکل میں یکجا اور منظم کر دینا بھی تخلیقی کاوش کہلاتا ہے۔

3- حیاتیت و واقعیت:

تحقیق کا کوئی موضوع اس وقت تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ اس میں حیاتیت و واقعیت نہ ہو۔ اس موضوع کا محقق کے میلان طبعی کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہو' اور وہ موضوع معاشرے کی ضرورت بھی ہو۔ جس قدر اس کے مفید ہونے کا دائرہ وسیع ہوگا اسی قدر اس کی اہمیت بڑھتی چلی جائے گی۔ پس ایسی تحقیق اور ایسا موضوع جو لوگوں کے لیے اہم ہو' انہیں فائدہ پہنچائے' ان کی مشکلات کا حل پیش کرے' ان کے امراض کی تشخیص کرے' یا اس میں ان کے معاشرے کی ترقی' بہتری' راحت' امن و سکون اور خوشحالی کے متعلق تحقیق پیش کی گئی ہو تو یہ ایسے موضوع پر تحقیق کرنے سے کہیں زیادہ بہتر اور اہم ہے جو محض خیالی ہو' اور لوگوں کی زندگیوں کے واقعات سے دور ہو' کیونکہ وہ ایسی تحقیق کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔

"اسلام میں کلوننگ کا حکم (Cloning)" "مسلمان اور انٹرنیٹ کا استعمال" "اسلام میں بنیادی انسانی حقوق" "اسلام میں بچوں کے حقوق" "انسانی اعضاء کی پیوندکاری" "اسلامی اور بین الاقوامی قوانین میں عورت کے حقوق" "عالم اسلام پر جدید صلیبی یلغار" "عالم اسلام پر فکری یلغار کے اہداف و اثرات" "عالمیت (Globalization) کے چیلنجز اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" "جدید عالمی نظام (New World Order) اور مسلمانوں کی ذمہ داریاں" "اسلام اور دہشت گردی (Terrorism)" "اسلام اور انتہاء پسندی (Extremism)" "اسلام اور بنیاد پرستی (Fundamentalism)" اور قرآن مجید کا جدید مطالعہ ایسے موضوعات ہیں جو حیاتیت و واقعیت سے متصف ہیں اور معاشرے میں بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہر شخص کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرا سکتے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

4-تحقیق کی اصلیت:(Originality)

تحقیق کی اصلیت کا انحصار ان افکار کے مستقل بالذات' آزاد اور خود مختار ہونے پر ہوتا ہے جن سے تحقیق وجود میں آتی ہے۔ اصل تحقیق وہی ہے جو نئے افکار اور جدید آراء و نظریات پر مشتمل ہو۔ تحقیق محض دوسرے محققین کی آراء و افکار کو نقل کر دینے کا نام نہیں۔ اسی طرح تحقیق کی اصلیت بذات خود تحقیق کے موضوع پر بھی موقوف ہوتی ہے۔ موضوع جس قدر نیا ہو گا اس کی علمی قیمت (Value) زیادہ ہو گی۔ جس قدر معاشرتی ضروریات سے زیادہ وابستہ ہو گا' نظریات' مسائل اور ان کے حل سے مربوط ہو گا' اسی قدر وہ ذہنی' جسمانی اور مالی و مادی محنت کا مستحق ہو گا۔

5-امکانات تحقیق:(Possibility)

امکانات تحقیق سے مراد یہ ہے کہ طالب علم تحقیق کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب نہ کرے جو انتہائی پیچیدہ' ناقابل حل اور محقق کی استعداد و قدرت سے ماوراء ہوں۔ چنانچہ بہت سے موضوعات بہت دلکش اور دلچسپ ہوتے ہیں' لیکن ان پر تحقیق کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بلکہ ان کے متعلق معلومات اکٹھی کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ کیونکہ یا تو ان کے لیے مادی اور معنوی اسباب و ذرائع میسر نہیں ہوتے یا وہ اس قدر مبہم اور پیچیدہ یا الجھنوں پر مشتمل ہوتے ہیں جنہیں سلجھانا ناممکن ہو جاتا ہے۔

6-تحقیق کا مستقل بالذات ہونا:

اس سے مراد یہ ہے کہ محقق اپنی تحقیق میں سبقت لے جانے والا ہو اور تحقیق کی تیاری کے بعد خود مختار اور آزاد ہونے کا حق دار بن جائے۔ دراصل یہ ایک اخلاقی مسئلہ ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر تحقیق اپنے موضوع کے لحاظ سے مستقل بالذات ہو اور کسی ایسے موضوع کا انتخاب نہ کیا جائے جس پر کوئی دوسرا محقق محنت کر چکا ہو' ایسا کرنا کسی کے حق پر ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے۔

کسی محقق کا علمی درجہ خواہ کتنا ہی بلند ہو اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ کسی ایسے موضوع پر تحقیق پیش کرے یا کسی ایسے تحقیقی مسئلے کا حل پیش کرے جسے اس کا کوئی محقق ساتھی پہلے ہی بیان کر چکا ہو۔ کسی کی محنت کو نقل کر کے اپنی طرف منسوب کرنا ایک علمی و ادبی خیانت ہے (البتہ اگر اس موضوع سے متعلق کوئی نئی بات پیش کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں)

7-مصادر تحقیق کی دستیابی:

تحقیق کے لیے مصادر و مراجع کا دستیاب ہونا انتہائی ضروری امر ہے ورنہ محقق اپنی تحقیق کو مکمل نہیں کر پائے گا۔ لہٰذا محقق کے لیے ضروری ہے کہ ان موضوعات کا انتخاب نہ کرے جن کے بارے میں

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مصادر و مراجع کی قلت ہو یا مواد و معلومات کی کمی ہو۔ مصادر سے مراد کسی موضوع کی قدیم اور بنیادی کتابیں، مخطوطات، مجلّات و رسائل، اخبارات و جرائد، کتب تراجم (سوانح عمریاں)، کتب اسماء الرجال، دوائر معارف (انسائیکلوپیڈیاز) اور ایسی دستاویزات لیے جاتے ہیں جو کسی موضوع کے متعلق قدیم اور بنیادی معلومات پر مشتمل ہوں۔ مقالہ نگاری میں ان اصلی مصادر (Original Sources) کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔ جہاں تک مراجع (Secondary Sources) کا تعلق ہے، تو ان میں کئی مصادرِ اصلیہ سے معلومات نقل کر کے نئے لباس و اسلوب میں پیش کی جاتی ہیں۔ لہٰذا ایک محقق کے لیے ضروری ہے کہ اگر اسے کچھ معلومات مراجع ثانویہ (Secondary Sources) میں ملیں تو مصادر اصلیہ (Original Sources) میں ان کے بارے میں ضرور تحقیق کر لے۔

سوال نمبر ۵: (الف) محقق کی دس میں سے سات بنیادی خصوصیات کی تفصیل لکھیں؟

(ب) عنوان تحقیق کیسا ہونا چاہیے؟ واضح کریں؟

جواب: (الف) محقق کی سات بنیادی خصوصیات:

بلاشبہ تحقیق ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے نتائج، تخلیقات، ایجادات، انکشافات اور نئی چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اس لیے عمل تحقیق کے لیے ایک خداداد صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ کام ہر ایک کے بس میں نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ایک طالب علم اچھا تعلیمی ریکارڈ ہونے کے باوجود تحقیق کے میدان میں مایہ ناز مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اسی طرح ایک طالب علم کا تعلیمی ریکارڈ اتنا اچھا نہیں ہوتا لیکن تحقیق کی دنیا میں وہ گراں قدر خدمات سرانجام دیتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی طالب علم میں تحقیق و جستجو کی صلاحیت پائی جائے، تو اس کی نشو و نما کرنا چاہیے، اور اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور اسے مطلوبہ معیار تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ طلبہ میں اس صلاحیت کی موجودگی کی مندرجہ ذیل علامات ہوتی ہیں:

۱۔ وہ طالب علم تحقیق کے لیے نیا موضوع منتخب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۲۔ انتخاب کردہ موضوع کے لیے ابتدائی خاکہ تحقیق تیار کرنے کی استعداد رکھتا ہو۔

۳۔ مختلف افکار و آراء پر تنقید اور اپنی رائے اور فکر پر دلائل قائم کرنے کا ملکہ رکھتا ہو۔

۴۔ مذاکرات کے ذریعے نئے نئے افکار کی طرف توجہ مبذول کرانے اور مباحثہ و مناقشہ کے ذریعے کسی جدید رائے کو ثابت کرنے یا رد کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔

اب ہم اختصار کے ساتھ کچھ ایسی خصوصیات اور صفات کا ذکر کرتے ہیں جن سے ہر محقق کو آراستہ ہونا چاہیے:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

1-تحقیق میں میلان اور دلچسپی:

میلان ورغبت تحقیق کے عمل کی کنجی ہے۔اس کے بغیر اس میدان میں داخل ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔لہٰذا محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا بہت سا وقت اپنے موضوع کے مطالعہ اور اس سے متعلق معلومات اکٹھی کرنے پر صرف کرے' اور اس موضوع پر لکھی گئی ہر کتاب کو نظر سے گزارنے کی کوشش کرے' اور پھر مطالعہ سے حاصل شدہ معلومات کو اچھی طرح ہضم (Digest) کرے' اپنے موضوع کے متعلق تمام معلومات واخبار (informations) اور تصورات (Concepts) کو واضح کرے تاکہ اس کی تحقیق کے نتائج تعارض اور تناقض سے محفوظ ہوسکیں۔

اسلامی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کے بہت سے جلیل القدر علماء نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صرف تعلیم وتعلم کے لیے وقف کررکھا تھا۔انہوں نے اسلامی لائبریری کو زرخیز اور مالا مال کرنے کے لیے انتھک کوششیں صرف کیں۔قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں بہت سی نصوص علم و معرفت' فکرونظر' تحقیق وجستجو کی فضیلت پر روشنی ڈالتی ہیں۔اس طرح ایک محقق درحقیقت مطالعہ اور تحقیق کرتے ہوئے اپنے رب کی عبادت کرنے والا ہوتا ہے۔نیز اسے مادی اور روحانی دونوں طرح کے فوائد حاصل ہورہے ہوتے ہیں' اور وہ بیک وقت دو ہدف پورے کررہا ہوتا ہے۔

2-صبر وتحمل:

محقق کو بار بار مصادر ومراجع کی طرف رجوع کرنے اور انہیں پڑھنے سے اکتانا اور بیزار نہیں ہونا چاہیے بلکہ جب تک مقصود حاصل نہ ہوجائے' اور سارا معاملہ واضح نہ ہوجائے' اس وقت تک صبر وتحمل کے ساتھ محنت کرتا رہے۔اس کا مقصد کم سے کم وقت میں صرف ڈگری کا حصول نہ ہو بلکہ صبر وتحمل اور وقار و احتیاط کے ساتھ آراستہ ہو' بہتر سے بہتر مواد ومعلومات جمع کرنے اور انہیں ترتیب دینے کا اہتمام کرے۔ ہمیشہ اپنی تحقیق کے کمال (Perfection)' تخلیق (Innovation) اور علمی دنیا میں ایک قابل قدر اضافے (Contribution) کی طرف متوجہ رہے۔

3-علمی دیانت داری:

تحقیق کو ہر طرح کے سرقہ (Plagiarism) سے پاک ہونا چاہیے' اور علمی امانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ ہر نقل واقتباس (Quotation) کا حوالہ (Reference) ضرور دیا جائے۔ ہر عبارت کو کہنے والے کی طرف منسوب کیا جائے' اور تمام معلومات کا ان کے مولفین کی طرف نسبت کرتے ہوئے حاشیہ میں حوالہ دیا جائے۔نیز عبارت واقتباس نقل کرتے ہوئے کسی قسم کا التباس' تحریف' زیادتی یا کمی نہ ہو' جو عبارت کے مقصود ومطلوب میں خلل وبگاڑ پیدا کرے۔اس علمی امانت داری سے محرومی ایک بری صفت

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہے جسے قرآنِ مجید کی بہت سی آیات میں یہودیوں کا شیوہ قرار دیا گیا ہے۔

4-تواضع اور عاجزی:

محقق کے لیے ضروری ہے کہ تکبر، غرور اور خود پسندی سے اجتناب کرے۔ کسی کی آراء ونظریات کو گھٹیا نہ کہے۔ کسی کی ذات پر کیچڑ نہ اچھالے۔ اگر چہ جو وہ کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہی کیوں نہ ہو اور اس کی تنقید یا تبصرہ درست ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ سب کچھ اس کی تحقیق کو داغدار بنا دے گا، اس کا علمی مرتبہ گر جائے گا، اور قاری اس کی تحقیق کے مطالعہ سے متنفر ہو جائے گا، اگر تحقیق کے آداب اور علمی معروضیت کا خیال رکھا جائے تو محقق ایسی بہت سی غلطیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے جو تحقیق کے حسن کو پامال کر دیتی ہیں۔

5-نظم ونسق اور تنظیم وترتیب کی صلاحیت:

محقق کو اپنے تحقیقی عمل میں منطقی ترتیب اور نظم ونسق کا دامن تھامے رہنا چاہیے۔ اسے چاہیے کہ اپنی فکر کو منظم ومرتب رکھے، اور فکری انتشار سے دور رہے۔ جب مطالعہ کرے تو اپنے مطالعہ کو کسی ایک مسئلے اور نکتے پر مرکوز رکھے۔ ایک سے زائد مسائل یا نکات پر بیک وقت غور وفکر نہ کرے، کیونکہ اس طرح سے تمام مسائل کے ضیاع کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے، اگر وہ اپنے مطالعہ کو کسی ایک مسئلہ یا موضوع پر مرکوز رکھے گا، تو مطلوبہ نتائج بہترین طریقے سے حاصل کر سکے گا۔ اسی طرح جب اپنی معلومات کو ترتیب دینا چاہے، اور ابواب وفصول کے مطابق ان معلومات کو تحریر کرنا چاہے تو اس مرحلے پر بھی بڑی احتیاط، تنظیم اور ترتیب کے ساتھ چلے۔ مختلف ابواب وفصول کو بیک وقت تحریر کرنا شروع نہ کر دے، بلکہ ایک ایک فصل کی معلومات مرتب کرے، اور جب تک ایک فصل تحریر کرنے سے مکمل طور پر فارغ نہ ہو جائے دوسری فصل کو ہاتھ نہ لگائے۔ نیز مرحلہ وار اور ترتیب وار خاکہ تحقیق کے مطابق مقالے کو آخری شکل دے۔

6-ذہانت اور حاضر دماغی:

یقینی طور پر ایک ذہین اور روشن دماغ محقق ہی مختلف افکار کو باہم مربوط کر سکتا ہے، اور ان کے درمیان موازنہ کی اہلیت رکھتا ہے، اور اپنی اس صلاحیت کی بنا پر درست نتائج حاصل کر سکتا ہے۔

7-غیر جانبداری اور انصاف پسندی:

محقق کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ذاتی آراء، ذاتی رجحانات ومیلانات اور شخصی نظریات وترجیحات کو بالائے طاق رکھ کر تحقیق کے میدان میں قدم رکھے، اور غیر جانبدار ہو کر اپنے موضوع کے بارے میں سوچے۔ ہاں اگر کوئی بات اس کے عقیدے کے مسلمات سے متصادم ہو، تو اسے دفاع کرنے کا حق حاصل ہے۔ لہٰذا محقق کو قوانین بناتے وقت اور نتائج نکالتے وقت عقیدے کی مسلمات سے دستبردار نہیں ہونا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

چاہیے' اور یہ کوئی جذباتی بات نہیں بلکہ عقلی و منطقی فیصلہ ہے' اور اس کی وجہ یہ ہے کہ علمی تحقیق کی بنیاد ذاتی خواہشات پر نہیں ہوتی بلکہ عقل اور دلیل پر ہوا کرتی ہے' اور اسلامی عقیدہ قطعیت اور ثبوت کے اس درجے پر ہے کہ اس کی آراء و نظریات علم منطق اور عقل سلیم سے متصادم نہیں ہو سکتے۔ البتہ دوسرے مذاہب کے عقائد محض احساسات' جذبات اور عقلی تسلیم کی بجائے نقلی تسلیم پر موقوف ہوتے ہیں۔

غیر جانبداری کا تقاضا یہ بھی ہے کہ محقق دوسروں کی آراء پر حکم لگانے میں بھی انصاف سے کام لے اور دوسروں کے ساتھ اسی طرح انصاف کرے کہ جس طرح وہ اپنی ذات کے ساتھ انصاف چاہتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ دوسروں کی آراء کو حقیر سمجھا جائے یا ان کے مخالف نظریات کی تشہیر کی جائے' اگر کبھی ایسا کرنا ضروری بھی ہو تو بڑے احترام' نرمی' عدل و انصاف اور احسن انداز کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

(ب) نگران تحقیق کی کیفیت:

ایم اے کے مقالہ (Thesis) کے لیے نگرانِ تحقیق (Supervisor) عام طور پر اسی مضمون کے استاد کو منتخب کیا جاتا ہے جس میں طالب علم تحقیق کرنا چاہتا ہے۔ جبکہ ایم۔فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے نگران کی تقرری کے بارے میں کوئی خاص قاعدہ و قانون متعین نہیں۔ بعض جامعات یہ اختیار طالب علم کو دے دیتی ہیں کہ وہ جسے چاہے اپنے مقالے کا نگران بنا لے۔ بعد ازاں اس کی آخری منظوری کے لیے بورڈ آف سٹڈیز میں معاملہ پیش کیا جاتا ہے۔ جبکہ کچھ جامعات نگران کی تقرری کا معاملہ صدر شعبہ کے سپرد کر دیتی ہیں۔ بہرحال جو بھی صورت ہو یہ ضروری ہے کہ نگران تحقیق اس فن کا ماہر ہو اور تحقیق کے میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دے چکا ہو اور محقق کے موضوع تحقیق پر اس کی دسترس ہو۔

طالب علم اور نگران تحقیق کے درمیان ادب اور پرخلوص رہنمائی کا رشتہ ہونا چاہیے۔ محقق طالب علم اپنے نگران کا دل و جان سے احترام کرے اور نگران استاد پورے خلوص سے اسے رہنمائی عطا کرے۔ نگران استاد کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ وہ طالب علم کو اس کی تحقیق کے مصادر و مراجع کے بارے میں رہنمائی کرے۔ نیز اسے چاہیے کہ ہمیشہ محقق طالب علم کی حوصلہ افزائی کرے۔ اس کا تحقیقی کام خواہ کتنا ہی ناقص کیوں نہ ہو کبھی اس کی حوصلہ شکنی نہ کرے۔ اپنی ذاتی آراء کو محقق پر مسلط کرنے سے اجتناب کرے کیونکہ محقق طالب علم ہی اول و آخر اپنے مقالہ کے بارے میں ذمہ دار ہوتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نگران ہر قسم کی ذمہ داری سے آزاد اور بری الذمہ ہے' کیونکہ جب اس نے طالب علم کی تحقیق پر نگرانی کرنے کی ذمہ داری قبول کی ہے' تو گویا ضمنی طور پر وہ اس کی صلاحیت کا اعتراف بھی کر رہا ہے' اور جب اس نے مقالہ کے موضوع کو قبول کیا اور اس کی منظوری دی تو گویا اس نے یہ بات تسلیم کر لی کہ یہ موضوع قابل

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تحقیق ہے۔

اور جب اس نے مقالہ کو کمپوز کرنے اور جانچ پرکھ اور زبانی امتحان (Evaluation & Vivavoce) کے لیے پیش کرنے کی منظوری دے دی تو گویا اس نے اس تحقیق کو ایک قابل قدر کارنامے کے طور پر قبول کرلیا ہے' اگر ایک کامیاب تحقیق نگران کا مقام بلند کرتی ہے' اور اس کے لیے اعزاز وافتخار کا باعث ہوتی ہے' تو یقیناً اس کے زیر نگرانی ہونے والی ایک ناکام تحقیق اس کی رسوائی وبے توقیری کا باعث بھی بن سکتی ہے۔ البتہ نگران مقالہ محقق کی ذاتی آراء' استنباطات اور نتائج تحقیق کا ذمہ دار نہیں کیونکہ ہر محقق کو اپنی رائے اور نظریے کے اظہار کا حق حاصل ہوتا ہے۔

ایسا نگران استاد جو اپنے طالب علم کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ رکھتا ہو' اسے چاہیے کہ محقق طالب علم کی طرف خصوصی توجہ رکھے' اس کے ساتھ اعتدال کا برتاؤ کرے' نہ زیادہ سختی کرے نہ نرمی۔ اس کے ساتھ طے کیے جانے والے مقررہ اوقات کا خیال رکھے' اور مناسب رہنمائی کے لیے اسے کافی وقت دے۔ یقیناً ایسا استاد اپنے طالب علم کا اعتماد حاصل کر لیتا ہے' اور طالب علم بھی اپنے نگران سے مطمئن ہوتا ہے' اور اس کی نگرانی میں بہتر سے بہتر تحقیق پیش کرتا ہے۔

محقق طالب علم کے فرائض میں شامل ہے کہ وہ اپنے نگران استاد کا احترام کرے۔ اس کی نصیحتوں پر عمل کرے۔ اپنی مشکلات ومسائل سے آگاہ کرتا رہے۔ اگرچہ محقق طالب علم اپنے موضوع کے بارے میں اپنے نگران استاد سے زیادہ محنت کر رہا ہوتا ہے لیکن اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ نگران استاد صحیح تحقیق منہج، علمی اسلوب اور تحقیقی تجربے میں طالب علم سے کہیں زیادہ بہرہ مند ہوتا ہے' اس کا علم انتہائی پختہ ہوتا ہے' اور فنی معلومات میں اسے مہارت حاصل ہوتی ہے۔

لہٰذا محقق کو چاہیے کہ اس کی ہدایات کو غور سے سنے' اور اس کی تنقیدی آراء کو خندہ پیشانی سے قبول کرے' اگر کسی محقق کو اپنے نگران کی بعض آراء سے اختلاف ہو' تو الجھنے کی بجائے اپنے نکتہ نظر کو دلائل کے ساتھ بہترین انداز میں اور پورے احترام کے ساتھ اپنے نگران کے سامنے ثابت کرنے کی کوشش کرے۔

محقق طالب علم اپنا خاکہ تحقیق (Synopsis) اپنے نگران کو پیش کرتا ہے۔ یہ خاکہ تحقیق انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ جب نگران اس خاکہ تحقیق کو منظور کر لے اور پھر شعبے کا بورڈ آف سٹڈیز اور یونیورسٹی کا ایڈوانسڈ ریسرچ بورڈ بھی اس کی منظوری دے دے تو طالب علم منظور شدہ خاکہ تحقیق کے مطابق بحث وتحقیق کا کام شروع کر دیتا ہے۔

اس تحقیقی کام کے دوران محقق پر لازم ہے کہ وہ اپنے نگران سے مستقل رابطہ رکھے' اور بہتر یہ ہے کہ ایک ایک فصل مکمل کرنے کے بعد نگران کو پیش کرے' اس سے ضروری ہدایات لے' اور جب تک وہ پہلی فصل کی تحقیق کے معیار پر پورا اترنے کی منظوری نہ دے دے' وہ دوسری فصل پر کام شروع نہ کرے' اور اس

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

طرح ایک ایک کر کے تمام فصلوں کو مکمل کرتا چلا جائے۔ تحقیقی کام مکمل کرنے اور مقالے کا مسودہ تیار کرنے کے بعد ضروری ہے کہ کمپیوٹر کمپوزنگ اور جلد بندی کے لیے نگران کی اجازت حاصل کی جائے۔

سوال نمبر ۶: (الف) انتخاب موضوع کیسے کیا جاتا ہے؟ وضاحت کریں؟
(ب) خاکہ تحقیق کی تیاری کیسے کی جاتی ہے؟ تفصیل سے لکھیں؟

جواب: (الف) انتخاب موضوع کا طریقہ کار:

تحقیق کا سب سے پہلا اور سب سے اہم مرحلہ انتخاب موضوع ہے۔ یہ مرحلہ اپنی اہمیت کے پیش نظر انتہائی مشکل بھی ہے، اس لحاظ سے کہ طالب علم خیال کرتا ہے کہ شاید اس کے تخصص (Specialization) سے متعلق تمام اہم موضوعات پر تحقیق ہو چکی ہے، یا سادہ اور آسان موضوعات پر پہلے ہی کام ہو چکا ہے، اور اب صرف گنجلک، پیچیدہ، غیر واضح اور مشکل موضوعات باقی رہ گئے ہیں، جن پر تحقیق کرنا اسے ممکن نظر نہیں آتا، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اساتذہ کو انتخاب موضوع کا بہترین ادراک ہوتا ہے۔ انہیں اچھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ کون سے موضوعات ابھی تک تشنۂ تحقیق ہیں اور انہیں تحقیق کا موضوع بنایا جا سکتا ہے۔ دراصل اساتذہ کرام طالب علم کی تربیت کے پیش نظر انتخاب موضوع کا معاملہ طالب علم پر چھوڑ دیتے ہیں تاکہ وہ باقاعدگی سے لیکچر سنے اور ماہرین فن سے اور اپنے مضمون کے علماء سے ملاقاتیں کرے، ان کی مجالس میں بیٹھے، ان سے مذاکرات کرے، اور اپنی کوشش اور بساط کے مطابق موضوع تلاش کرے۔ یقیناً وہ اس طریقے سے ایسے موضوعات تک پہنچ جائے گا جن کا ابھی مطالعہ کرنا اور ان پر تحقیق کرنا باقی ہوگا، اور وہ ان کئی موضوعات سے اپنی طبیعت اور حالات کے مطابق ایک موضوع کا انتخاب کرلے گا جو واقعتاً قابل تحقیق اور قابل بحث ہوگا۔

موضوع کے انتخاب کے لیے عام طور پر دو طریقے رائج ہیں:

1- محقق کی طرف سے موضوع کا انتخاب:

انتخاب موضوع کا یہ طریقہ زیادہ موزوں، زیادہ بہتر اور قابل قدر ہے۔ کیونکہ محقق ہی صاحب تحقیق ہوتا ہے، اور اپنی ساری تحقیق کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔ اسی پر تحقیق کا دارومدار ہوتا ہے، اور وہی اپنے موضوع پر مہارت اور تخصص (Authority) حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا موضوع کا انتخاب محقق کی طرف سے اسی کی مرضی، میلان طبع اور اس کی صلاحیتوں اور امکانات کے مطابق ہونا چاہیے۔ محقق کے لیے مناسب یہ ہے کہ یونیورسٹی میں کلاس ورک کے دوران ہی اپنے موضوع کے بارے میں سوچ بچار کرے اور اساتذہ کے مشورے سے انتخاب کرے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

2-نگران استاد کی طرف سے انتخاب موضوع:

عام طور پر نگران استاد کی طرف سے موضوع کے انتخاب کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب طالب علم کورس ورک کے دوران موضوع کا فیصلہ نہ کر سکے۔ بعض اوقات یہ طریقہ بہتر بھی ثابت ہوتا ہے، کیونکہ نگران استاد کے پاس کئی اہم موضوعات ہوتے ہیں جو تحقیق کے لیے زیادہ بہتر اور مناسب ہوتے ہیں۔ اس صورت میں محقق کا صرف اتنا ہی کام رہ جاتا ہے کہ وہ اپنے نگران استاد کے ساتھ تجویز کردہ موضوع کے بارے میں تبادلہ خیال اور گفت وشنید کرتا رہے۔ نیز اپنے استاد سے اپنے موضوع کے تمام پہلوؤں سے متعلق سوال وجواب کا سلسلہ جاری رکھے۔ یہاں تک کہ اس موضوع کے متعلق اس کے تمام تصورات (Concepts) واضح ہو جائیں۔

(ب) خاکہ تحقیق کی تیاری کا طریقہ کار:

خاکہ یا خطہ، تحقیق (مقالہ) کے لیے ایک بنیادی تعمیری ڈھانچے کی حیثیت رکھتا ہے، جیسے ایک انجینئر عمارت تعمیر کرنے سے پہلے مختلف حالات اور عمارت کے مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا خاکہ یا نقشہ تیار کرتا ہے۔ مسجد، سکول، اور گھر میں سے ہر ایک کا نقشہ اور ڈیزائن الگ الگ ہوتا ہے۔ اسی طرح مختلف موضوعات پر کی جانے والی تحقیقات کے خاکے بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اس اختلاف کا دارومدار موضوع تحقیق، مواد تحقیق، درجہ تحقیق اور مدت تحقیق پر ہوتا ہے۔ اس مرحلے پر محقق طالب علم کو نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے سے پہلے محققین کی کاوشوں سے فائدہ اٹھائے، کیونکہ یونیورسٹیوں کے کتب خانوں میں کامیابی سے ہمکنار ہونے والے مقالات موجود ہوتے ہیں، اور یہ تحقیقی مقالات طالب علم کے لیے بہت مددگار ثابت ہوتے ہیں، کیونکہ ان مقالات کے موضوعات میں کوئی نہ کوئی موضوع محقق طالب علم کے انتخاب کردہ موضوع سے مماثل ہوتا ہے، جو اس کے لیے تحقیق کا راستہ روشن کردیتا ہے۔ اسی طرح خاکہ تحقیق کی تیاری میں نگران استاد بھی بہت معاون ہوتا ہے۔



H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالمیه فی العلوم العربیه و الاسلامیه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولٰی للطلاب البسنة 2021ء/۱۴۴۲ھ

الورقة الخامسة: الحديث الشريف

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر1:- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّنِيْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّتَيْنِ عِنْدَ بَابِ الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِي الظُّهْرَ حِيْنَ مَالَتِ الشَّمْسُ وَصَلّٰى بِي الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهٗ وَصَلّٰى بِي الْمَغْرِبَ حِيْنَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰى بِي الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلّٰى بِي الْفَجْرَ حِيْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) نماز عصر کے ابتدائی وقت میں اختلاف ائمہ احناف مع دلائل ذکر کریں؟ (۱۴)

سوال نمبر2:- (الف) اذان فجر کے قبل طلوع فجر یا بعد طلوع ہونے کے لحاظ سے نظر طحاوی لکھیں؟ (۱۵)

(ب) اذان فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے کہنے یا نہ کہنے پر اختلاف ائمہ بالدلائل لکھیں؟ (۱۵)

(ج) امام طحاوی کی سن پیدائش ووفات لکھیں؟ (۳)

سوال نمبر3:- عن الزبرقان' قال إن رهطا من قريش اجتمعوا فمربهم زيد بن ثابت رضي الله عنه فأرسلوا إليه غلامين لهم يسئلانه عن الصلوة الوسطى فقال هي الظهر فقام إليه رجلان منهم فسألاه فقال هي الظهر ثم انصرف إلى أسامة بن زيد فسألاه فقال هي الظهر ۔

(الف) عبارت کی تشکیل کے بعد ترجمہ کریں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے مختلف اقوال تحریر کریں؟ (۱۰)

(ج) کلمہ "الزبرقان" کا تلفظ حرکات وسکنات سے واضح کریں؟ (۳)

سوال نمبر4:- (الف) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کہاں تک اٹھانے چاہئیں اختلاف مع دلائل لکھیں؟ (۲۰=۱۰+۱۰)

(ب) تکبیر افتتاح کے بعد احادیث میں کیا کیا پڑھنے کا تذکرہ ہے؟ طحاوی کی روشنی میں تحریر

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کریں؟(۸)

(ج) بسم اللہ شریف سورۃ فاتحہ سے نہیں، اس پر امام طحاوی نے جو نظر بیان کی لکھیں؟(۵)

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

پانچواں پرچہ: حدیث شریف

سوال نمبر 1:- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّنِيْ جِبْرَئِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّتَيْنِ عِنْدَ بَابِ الْبَيْتِ فَصَلّٰى بِيَ الظُّهْرَ حِيْنَ مَالَتِ الشَّمْسُ وَصَلّٰى بِيَ الْعَصْرَ حِيْنَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهُ وَصَلّٰى بِيَ الْمَغْرِبَ حِيْنَ أَفْطَرَ الصَّائِمُ وَصَلّٰى بِيَ الْعِشَاءَ حِيْنَ غَابَ الشَّفَقُ وَصَلّٰى بِيَ الْفَجْرَ حِيْنَ حَرُمَ الطَّعَامُ وَالشَّرَابُ عَلَى الصَّائِمِ

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) نماز عصر کے ابتدائی وقت میں اختلاف ائمہ احناف مع دلائل ذکر کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: انہوں نے بیان کیا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کعبہ معظمہ کے دروازہ کے پاس جبرائیل نے دو بار مجھے نماز پڑھائی۔ پس انہوں نے مجھے ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی کہ آفتاب (بلندی سے) جھک گیا تھا، انہوں نے عصر کی نماز اس وقت مجھے پڑھائی کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہو گیا تھا، انہوں نے مغرب کی نماز اس وقت مجھے پڑھائی جب روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے، انہوں نے عشاء کی نماز اس وقت مجھے پڑھائی جب شفق غروب ہو گیا تھا اور انہوں نے فجر کی نماز مجھے اس وقت پڑھائی جب روزے دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔

(ب) نماز عصر کے ابتدائی وقت میں آئمہ احناف کا اختلاف:

اس بات میں آئمہ فقہ کا اتفاق ہے کہ زوال کے بعد نماز ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، لیکن نماز ظہر کے آخری وقت اور نماز عصر کے ابتدائی وقت میں آئمہ احناف کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دلیل: انہوں نے زیر بحث سے استدلال کیا ہے کہ اس میں صراحت موجود ہے کہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز عصر پڑھائی تھی۔

۲- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دلائل: (i) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَبْرِدُوْا بِالظُّهْرِ، فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ . (متفق علیہ)

تم ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو اس لیے گرمی کی شدت جہنم کے سانس کی وجہ سے ہے۔

(ii) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے اوقات نماز کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ منقول ہیں:

فَلَمَّا كَانَ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي اَمَرَهٗ فَاَذَّنَ لِلظُّهْرِ، فَاَبْرَدَبِهَا، فَاَنْعَمَ اَنْ يُّبْرِدَبِهَا .

پس جب دوسرا دن ہوا تو آپ نے حکم دیا، تو مؤذن نے ظہر کہی، پس آپ نے اسے ٹھنڈا کیا، پس ظہر کو ٹھنڈا کرنا بہتر چیز ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صاحبین کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے:

(i) یہ روایت منسوخ ہے۔

(ii) احادیث میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے دن نماز ظہر ایک مثل ہونے پر ادا کی، اگر آخری وقت ایک مثل ہوتا، تو اس وقت نماز ادا کرنا درست نہ ہوتا۔

سوال نمبر 2:- (الف) اذان فجر کے قبل طلوع فجر یا بعد طلوع ہونے کے لحاظ سے نظر طحاوی لکھیں؟

(ب) اذان فجر میں اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے کہنے یا نہ کہنے پر اختلاف ائمہ مع دلائل لکھیں؟

(ج) امام طحاوی کی سن پیدائش و وفات لکھیں؟

جواب: (الف) وقت فجر سے پہلے اذان فجر کے عدم جواز کے حوالے سے نظر طحاوی:

بالاتفاق ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی اذان وقت سے پہلے کہنا درست نہیں ہے لہٰذا مختلف فیہ کو متفق علیہ پر قیاس کرتے ہوئے نظر کا تقاضا ہے کہ فجر کی اذان بھی وقت سے پہلے کہنا درست نہ ہو۔

(ب) اذان فجر میں الفاظ "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کے کہنے یا نہ کہنے میں مذاہب آئمہ:

فجر کی اذان میں الفاظ "اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہنے یا نہ کہنے کے حوالے سے آئمہ فقہ میں اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۱۔ بعض آئمہ کرام کا مؤقف ہے کہ فجر کی اذان بھی دوسری اذانوں کی طرح' اس میں الفاظ " اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کا اضافہ مکروہ ہے۔

ان کی دلیل وہ روایات ہیں' جن میں ان اضافی الفاظ کا ذکر موجود نہیں ہے۔

۲۔ احناف' موالک اور حنابلہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ فجر کی اذان میں ان الفاظ کا اضافہ مستحب ہے۔ چنانچہ صدر الشریعہ رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں:

فجر کی اذان میں فلاح کے بعد "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہنا مستحب ہے۔ (بہارِ شریعت' جلد اوّل' ص: ۴۷۴)

دلیل: حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَّمَہٗ فِی الْاَذَانِ الْاَوَّلِ مِنَ الصُّبْحِ " اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ"

بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صبح کی پہلی اذان میں یہ الفاظ "اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ" کہنے کی تعلیم دی تھی۔

جمہور آئمہ کی طرف سے بعض آئمہ کی دلیل کا یوں جواب دیا جاتا ہے کہ یہ روایت منسوخ ہے۔

(ج) امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا سال پیدائش اور سال وفات:

۱۔ آپ کے سال پیدائش میں: دو قول ہیں: (i) ۲۲۹ھ (ii) ۲۳۷ھ

۲۔ آپ کا سال وفات: بیاسی سال کی عمر میں ۳۲۱ھ

سوال نمبر3:- عَنِ الزِّبْرِقَانِ' قَالَ اِنَّ رَھْطًا مِّنْ قُرَیْشٍ اِجْتَمَعُوْا فَمَرَّ بِھِمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاَرْسَلُوْا اِلَیْہِ غُلَامَیْنِ لَھُمْ یَسْئَلَانِہٖ عَنِ الصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی فَقَالَ ھِیَ الظُّھْرُ فَقَامَ اِلَیْہِ رَجُلَانِ مِنْھُمْ فَسَاَلَاہُ فَقَالَ ھِیَ الظُّھْرُ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰی اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدٍ فَسَاَلَاہُ فَقَالَ ھِیَ الظُّھْرُ.

(الف) عبارت کی تشکیل کے بعد ترجمہ کریں؟

(ب) صلوٰۃ وسطیٰ کے بارے مختلف اقوال تحریر کریں؟

(ج) کلمہ "الزبرقان" کا تلفظ حرکات وسکنات سے واضح کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت اور ترجمہ عبارت:

زبرقان سے منقول ہے' انہوں نے کہا: قریش کے کچھ لوگ جمع ہوئے' تو ان کے پاس سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا' تو لوگوں نے اپنے دو لڑکے ان کے پاس روانہ کیے تاکہ وہ دونوں آپ سے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

نماز وسطیٰ کے بارے میں دریافت کریں ان کے دریافت کرنے پر انہوں نے فرمایا: وہ نماز ظہر ہے پھر ان لوگوں میں سے دو آدمی ان کی طرف بڑھے اور انہوں نے نماز وسطیٰ کے بارے میں دریافت کیا تو انہیں بھی جواب میں کہا: یہ نماز ظہر ہے پھر وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو دونوں شخصوں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی کہا: یہ نماز ظہر ہے۔

(ب) ''صلوٰۃ وسطیٰ'' کی مراد کے حوالے سے مختلف اقوال:

دریافت طلب یہ بات ہے کہ ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے مراد کون سی نماز ہے؟ اس حوالے سے مختلف اقوال ہیں جو درج ذیل ہیں:

پہلا قول: حضرت عروہ بن زبیر اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما اور ایک قول کے مطابق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اس سے نماز ظہر مراد ہے۔

دوسرا قول: امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ نماز وسطیٰ سے فجر کی نماز مراد ہے۔

تیسرا قول: ایک قول کے مطابق امام اعظم امام ابو یوسف امام محمد امام احمد اور امام اسحاق رحمہم اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے مراد عصر کی نماز ہے۔

تیسرا قول زیادہ قوی ہے کہ یہ درمیانی نماز بنتی ہے جبکہ دو اس سے پہلے اور دو نمازیں اس کے بعد ہیں۔ لہٰذا ''صلوٰۃ وسطیٰ'' سے نماز عصر مراد لینا زیادہ مناسب ہے۔

(ج) کلمہ ''الزبرقان'' کا تلفظ مع حرکات و سکنات:

الزبرقان: اس سے مراد ہے: پوری رات کا چاند سبک داڑھی والا آدمی۔

سوال نمبر 4:- (الف) تکبیر تحریمہ میں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟ اختلاف مع دلائل لکھیں؟

(ب) تکبیر افتتاح کے بعد احادیث میں کیا کیا پڑھنے کا تذکرہ ہے؟ طحاوی کی روشنی میں تحریر کریں؟

(ج) بسم اللہ شریف سورۃ فاتحہ سے نہیں اس پر امام طحاوی نے جو نظر بیان کی لکھیں؟

جواب: (الف) تکبیر تحریمہ میں رفع یدین کی کیفیت میں مذاہب آئمہ مع دلائل:

آغاز نماز میں تکبیر تحریمہ سے قبل دونوں ہاتھوں کو کہاں تک اٹھانا مسنون ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ بعض فقہاء کا مؤقف ہے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے رفع یدین کی کوئی خاص حد مقرر نہیں ہے لہٰذا جس طرح اور جہاں تک اٹھائے جائیں درست ہے۔

دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز ادا کرنے کا ارادہ کرتے، تو آپ اپنے دونوں دراز کر کے اٹھاتے تھے۔

۲- امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھانا سنت ہے۔

دلیل: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہا:

كَانَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَبَّرَ، وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ تکبیر کہتے اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر اٹھاتے تھے۔

۳- فقہاء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے وقت سر جھکائے بغیر اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کی لو تک قبلہ رخ کر کے بلند کریں اور انگوٹھے کانوں کی لو سے چھوئیں۔

دلیل: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُكَبِّرُ لِلصَّلٰوةِ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حِيَالَ اُذُنَيْهِ ۔

میں نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے تکبیر کہتے، تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کی لو کے برابر اٹھاتے تھے۔ روایات سے بھی اسی طرح ثابت ہے۔

(ب) تکبیر تحریمہ کے وقت پڑھے جانے والے الفاظ احادیث کی روشنی میں:

تکبیر تحریمہ کے وقت پڑھے جانے والے مسنون الفاظ کے حوالے سے اختلاف کے دو اقوال ہیں:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ امام اور منفرد دونوں کے لیے تکبیر تحریمہ کے بعد پست آواز سے ثناء پڑھی جائے، پھر بلا وقفہ تعوذ و تسمیہ پڑھنا مسنون ہے۔ مقتدی اگر موقع میسر آئے تو ثناء پڑھے، فرائض کی نماز کے وقت توجیہ (اِنِّیْ وَجَّهْتُ الخ) پڑھے۔

۲- امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد ثناء سے پہلے "توجیہ" پڑھنا مسنون ہے۔ صحابہ کرام سے اسی طرح مروی ہے، اور ان کے معمولات سے بھی ثابت ہے۔

(ج) تسمیہ کا سورہ فاتحہ سے نہ ہونے کے حوالے سے نظر امام طحاوی:

بالاتفاق بسم اللہ سورہ فاتحہ کے علاوہ سورتوں کا جز نہیں ہے، مختلف فیہ کو متفق علیہ پر قیاس کرتے ہوئے نظر کا تقاضا ہے کہ سورہ فاتحہ کا جز بھی نہ ہو۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی شهادة العالميه فی العلوم العربيه و الاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولىٰ للطلاب السنة 2021ء/۱۴۴۲ھ

الورقة السادسة: للمؤطين

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

المَلاحظة: أجب عن اثنين من كل قسم.

السوال الأول: إنه إذا كان معلما يفقه كما تفقه الكلاب المعلمة فلا بأس بأكل ماقتلت مما صادت إذا ذكر اسم الله على إرسالها.

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر شرائط الكلب المعلم؟ (۱۵)

(ب) اذكر اختلاف الإمام مالك والحنفية فی أكل الميتة وثمر الغير؟ (۱۰)

السوال الثانی: عن محمد بن علی بن حسين أنه قال وزنت فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم شعر حسن وحسين فصدقت بزنته فضة.

(الف) شكل النص وترجمه إلى الأردية ثم بين أن النبی صلى الله عليه وسلم لما ذاكره العقوق؟ (۱۵)

(ب) اشرح النص: "فإنما هی بمنزلة النسك والضحايا" فی ضوء مؤطا مالك؟ (۱۰)

السوال الثالث: قالت فقلت له يا رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما أرضعتنی امرأة ولم يرضعنی الرجل فقال إنه عمك فليلج عليك.

(الف) ترجم النص بعد تشكيله وما هی الأحكام التی تصير حلالا بسبب الرضاع؟ (۱۵)

(ب) اذكر موقف أم المؤمنين سيدتنا عائشة رضی الله عنها فی رضاع الكبير؟ (۱۰)

القسم الثانی: مؤطا الإمام محمد

السوال الرابع: عن أنس بن مالك قال كنا نصلی العصر ثم يخرج الإنسان إلى بنی عمرو بن عوف فيجدهم يصلون العصر.

(الف) شكل النص وترجمه إلى الأردية واذكر الوقت المستحب لصلوة الفجر والعصر عند أبی حنيفة رحمه الله؟ (۱۵)

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

(ب)اذكر اختلاف الأئمة فى وقت صلوة العصر؟ (١٠)

السوال الخامس: من أصحابه صلى الله عليه وسلم من أهل بحج ومن أهل بعمرة ومنهم من جمع بين الحج والعمرة فحل من كان أهل بالعمرة وأمامن كان أهل بالحج أو جمع بين الحج والعمرة فلم يحلوا .

(الف)شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر أقسام الحج؟ (١٥)

(ب)اذكر أفضل قسم من أقسام الحج عند كل إمام من الأئمة الفقهاء . (١٠)

السوال السادس: فأما أبو حنيفة فقال إذا وضعت نفسها فى كفاءة ولم تقصر فى نفسها فى صداق فالنكاح جائز .

(الف)شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر أدلة الإمام أبى حنيفة رحمه الله فى انعقاد النكاح بغير إذن وليها؟ (١٥)

(ب)اكتب ثلاثة أوجه لفضل مؤطا الإمام محمد على مؤطا الإمام مالك؟ (١٠)

☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2021ء

چھٹا پرچہ: مؤطین

قسم اوّل: مؤطا امام مالک

السوال الأول: إِنَّهُ إِذَا كَانَ مُعَلَّمًا يَفْقَهُ كَمَا تَفْقَهُ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ فَلَا بَأْسَ بِأُكُلِ مَا قَتَلَتْ مِمَّا صَادَتْ إِذَا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَى إِرْسَالِهَا .

(الف)شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر شرائط الكلب المعلم؟

(ب)اذكر اختلاف الإمام مالك والحنفية فى أكل الميتة وثمر الغير؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب' اس کا اُردو میں ترجمہ اور سدھائے ہوئے کتے کی شرائط:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں' اور ترجمہ درج ذیل ہے:

بے شک جب اسے (باز وغیرہ کو) کتے کی مثل سدھالیا جائے' تو اس کے قتل کیے ہوئے جانور کو کھانے میں کوئی حرج نہیں جبکہ اسی نے شکار کیا اور اسے چھوڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا ہو۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سدھائے ہوئے کتے کی شرائط:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سدھائے کتے کے لیے یہ شرط ہے کہ جب اسے شکار کے لیے بھیجا جائے' وہ روانہ ہو جائے اور جب اسے روکا جائے' تو وہ رک جائے۔ تاہم امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سدھائے ہوئے کتے کی تین شرائط ہیں' جو درج ذیل ہیں:

(۱) روکنے سے وہ رک جائے' بھیجنے سے وہ روانہ ہو جائے۔ (۲) وہ شکار کا کوئی حصہ نہ کھائے۔

(۳) یہ تجربہ کم از کم تین بار کیا جائے۔

(ب) مردار اور غیر کے پھل کھانے میں امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالیٰ کا اختلاف:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مردار کے حوالے سے مؤقف ہے کہ اگر کسی سدھائے کتے کو شکار پر بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے' تو وہ اسے مار گرائے' پھر وہ اس سے چھوٹ کر مر جائے' تو اس کا گوشت کھانا حلال نہیں ہے تاہم سدھایا ہوا کتا وہ ہوگا' جب اسے روانہ کیا جائے' وہ روانہ ہو جائے اور جب اسے روکا جائے تو وہ رک جائے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ جب کسی سدھائے ہوئے کتے کو بسم اللہ پڑھ کر شکار پر چھوڑا جائے' وہ شکار کو پکڑے یا اسے ہلاک کر دے' تو وہ حلال ہوگا' اس کا گوشت کھایا جائے گا' اگر بسم اللہ پڑھے بغیر کتے کو چھوڑا' کتے نے شکار کو ہلاک کر دیا یا اس کا گوشت کھا لیا' تو وہ حلال نہیں ہوگا' اور اس کا گوشت کھانا درست نہیں ہوگا۔ آپ کے نزدیک سدھائے کتے کی تین شرائط ہیں' جس طرح سطور بالا میں مذکور ہوا۔ حدیث میں موجود ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو مردار حلال ہیں اور دو خون حلال ہیں' دو مردار یہ ہیں: (i) مچھلی' (ii) ٹڈی دل یعنی ذبح کیے بغیر ان کا کھانا حلال ہے' دونوں خونوں سے مراد یہ ہیں: (i) کلیجی' (ii) تلی۔

اس بات میں دونوں اماموں کا اتفاق ہے کہ غیر کا پھل اس کی اجازت کے بغیر کھانا جائز نہیں ہے' تاہم اگر عرف عام اس کی اجازت سمجھی جاتی ہو' تو درست ہوگا۔

یاد رہے مطلق مردار دونوں کے ہاں حرام قطعی ہے' اس کا گوشت استعمال میں لانا درست نہیں ہے کیونکہ اس کی حرمت پر نص صریح وارد ہے۔

السوال الثانی: عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ وَزَنَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَعْرَ حَسَنٍ وَحُسَيْنٍ فَتَصَدَّقَتْ بِزِنَتِهِ فِضَّةً ۔

(الف) شکل النص وترجمه إلى الأردية ثم بين أن النبى صلى الله عليه وسلم لما ذاكره العقوق؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) اشرح النص: "فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النَّسُكِ وَالضُّحَايَا" في ضوء مؤطا مالك؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب، اردو میں ترجمہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عقوق کہنے کی وجہ:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کے بالوں کے وزن کے مطابق چاندی صدقہ کی۔

عقوق کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناپسند کرنے کی وجہ:

سوال یہ ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا، تو آپ نے جواب میں فرمایا: میں عقوق کو پسند نہیں کرتا، تو پھر ہم عقیقہ کیوں کرتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقیقہ کو ناپسند نہیں کیا بلکہ "عقوق" کو ناپسند کیا ہے۔ عقیقہ اور عقوق دو الگ الگ الفاظ ہیں، ان کے معانی بھی الگ ہیں اور ان کے مادے بھی الگ ہیں۔ عقیقہ سے مراد وہ جانور ہے جو بچے کی پیدائش کے ساتویں روز یا آگے پیچھے بطور شکرانہ ذبح کیا جاتا ہے، اور یہ سنت ہے، اور اس کا جواز احادیث سے ثابت ہے۔ لفظ "عقوق" عاق سے بنا ہے، جس کا مطلب "نافرمانی" ہے۔ گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے "عقیقہ" کو ناپسند نہیں کیا بلکہ "عقوق" یعنی "نافرمانی" کو ناپسند کیا ہے۔

(ب) "فَإِنَّمَا هِيَ بِمَنْزِلَةِ النَّسُكِ وَالضُّحَايَا" کی وضاحت مؤطا امام مالک کی روشنی میں:

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت کے حوالے سے فرمایا: عقیقہ کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر اور موقف یہ ہے کہ جو آدمی اپنی اولاد کا عقیقہ کرنا چاہے، وہ ایک ایک بکری سے کر سکتا ہے۔ عقیقہ کرنا واجب نہیں ہے، بلکہ قربانی کی حیثیت رکھتا ہے، یعنی مستحب ہے۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس پر ہمیشہ مسلمان کاربند رہے ہیں۔ کانا، کمزور، مقطوع الاعضاء اور علیل و بیمار جانور کا ذبح کرنا درست نہیں ہے۔ اس کا گوشت اور اس کی کھال فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اس کی ہڈیوں کو توڑا جا سکتا ہے، عقیقہ کرنے والا خود بھی گوشت کھا سکتا ہے، اہل خانہ گوشت صدقہ کریں اور بچہ خون کے کسی حصہ کو بھی مت چھوئے۔

السوال الثالث: قَالَتْ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةٌ وَلَمْ يُرْضِعْنِي الرَّجُلُ فَقَالَ إِنَّهُ عَمُّكِ فَلْيَلِجْ عَلَيْكِ.

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(الف) ترجم النص بعد تشكيله وما هي الأحكام التي تصير حلالا بسبب الرضاع؟

(ب) اذكر موقف أم المؤمنين سيدتنا عائشة رضي الله عنها في رضاع الكبير؟

جواب: (الف) اعراب برحدیث، ترجمہ اور رضاعت سے ثابت ہونے والے احکام:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے تو کسی عورت نے دودھ پلایا ہے، کسی مرد نے دودھ نہیں پلایا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک وہ تمہارا چچا ہے، اور وہ تمہارے ہاں آسکتا ہے۔

رضاعت سے حلال ہونے والے احکام:

چونکہ رضاعت میں دودھ پینے سے بعض امور حرام ہو جاتے ہیں اور بعض امور جائز ہو جاتے ہیں۔ حرام ہونے والے احکام میں سے یہ ہے کہ دودھ پلانے والی خاتون ماں قرار پاتی ہے، اس کا شوہر باپ کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے، ان کی اولاد بہن بھائی بن جاتے ہیں۔ رضاعی بہن بھائیوں میں نکاح حرام ہے۔ رضاعی بہن بھائیوں کا بغیر پردہ کے یعنی حقیقی بہن بھائیوں کی طرح باہم ملنا، ایک دوسرے کے ہاں آمد و رفت حلال ہو جاتی ہے۔

(ب) بڑے کے دودھ پینے کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مؤقف:

شیر خوارگی کے زمانہ کے بعد جو لڑکا یا آدمی دودھ پیتا ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اس کے بارے میں بھی یہی مؤقف ہے کہ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، اور رضاعت کے احکام حلت و حرمت مرتب و ثابت ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے روایت مذکور ہے۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں، وہ بنو عامر بن لؤی کی خواتین میں سے ایک تھیں، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا لڑکا سمجھتے تھے، وہ ہمارے ہاں بے پردہ آجاتے تھے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ میرے سر پر پردہ بھی نہیں ہوتا، ہم ایک گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں، اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں پانچ بار دودھ پلا دو، جس سے وہ محرم بن جائے گا۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا، حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا رضاعی لڑکا تصور کرتی تھیں۔

اس روایت سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نکتہ اخذ کیا ہے کہ آپ جن لوگوں کے بارے میں بہتر سمجھیں کہ وہ ان کے ہاں آسکیں تو آپ اپنی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما یا اپنی بھتیجیوں کو فرماتیں کہ وہ انہیں دودھ پلا دیں۔ باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس رضاعت

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کے سبب کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت سے انکار کر دیا تھا۔

القسم الثاني: مؤطا الإمام محمد

السوال الرابع: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ إِلَىٰ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ .

(الف) شكل النص وترجمه إلى الأردية واذكر الوقت المستحب لصلوة الفجر والعصر عند أبي حنيفة رحمه الله .

(ب) اذكر اختلاف الأئمة في وقت صلوة العصر؟

جواب: (الف) اعراب برعبارت، ترجمہ عبارت اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نماز فجر اور نماز عصر کے مستحب اوقات:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: انہوں نے کہا کہ ہم نماز عصر ایسے وقت میں پڑھا کرتے تھے کہ پھر کوئی آدمی (قبیلہ) بنی عمرو بن عوف کے پاس جاتا تو ان کو نماز عصر پڑھتے ہوئے پاتا۔

امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نماز فجر اور نماز عصر کے مستحب اوقات:

۱- نماز فجر کا مستحب وقت: نماز عشاء کا وقت ختم ہونے پر نماز فجر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور یہ وقت طلوع آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ ہر موسم میں فجر کی نماز کو تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ اس بارے میں مشہور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تم نماز فجر اجالے میں ادا کرو، اللہ تعالیٰ تمہاری قبور کو روشن کرے گا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ فجر کی نماز کو تاخیر سے اور اجالے میں پڑھنا مستحب ہے۔

۲- نماز عصر کا مستحب وقت: سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، پھر یہ وقت غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے۔ ہر موسم میں نماز عصر کو آخر وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔

(ب) نماز عصر میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ زوال کا وقت ختم ہونے پر ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تاہم نماز ظہر کے آخر وقت اور نماز عصر کی ابتداء میں آئمہ احناف کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- صاحبین اور امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دلیل: ان کی دلیل یہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے خانہ کعبہ کے پاس دو بار نماز پڑھائی' پہلی بار ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سایہ شراک کے مثل تھا' پھر عصر کی نماز پڑھائی کہ اس وقت ہر چیز کا سایہ ایک مثل تھا۔ یاد رہے "شراک" سے مراد وہ سایہ ہے جو پاؤں کے اوپر پنڈلی کے قریب ہوتا ہے۔ اس مقام پر "شراک" سے مراد ایک مثل سایہ ہے۔

۲- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے چار اقوال ہیں' ان میں سے اہم اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ دو مثل (اصلی سایہ کے علاوہ) ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ مشہور روایت ہے: اذا اشتد الحر فابردوا عن الصلوٰۃ فان شدۃ الحر من فیح جھنم ۔ جب گرمی کی شدت ہو' تو تم نماز کے لیے اسے ٹھنڈا کرو' کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس میں سے ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل قوی ہے' لہٰذا آپ کا مؤقف بھی قوی ہے۔

السؤال الخامس: مِنْ أَصْحَابِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهَلَّ بِحَجٍّ وَمَنْ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَمِنْهُمْ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَحَلَّ مَنْ كَانَ أَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ وَأَمَّا مَنْ كَانَ أَهَلَّ بِالْحَجِّ أَوْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَلَمْ يَحِلُّوا ۔

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر أقسام الحج؟

(ب) اذكر أفضل قسم من أقسام الحج عند كل إمام من الأئمة الفقهاء؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب' ترجمہ عبارت اور اقسام حج:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ کرام نے حج کا احرام باندھا' کچھ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا اور کچھ ایسے بھی تھے' جنہوں نے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا' جنہوں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا' انہوں نے احرام کھول دیا' جنہوں نے حج' یا حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا تھا' انہوں نے احرام نہ کھولا تھا۔

اقسام حج:

۱- حج قران: یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھا جائے' سرزمین مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد پہلے عمرہ کے احکام ادا کرے' پھر بحالت احرام ٹھہرا رہے کہ ایام حج آنے پر حج کے ارکان بجالائے۔

۲- حج تمتع: وہ یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھا جائے' مکہ معظمہ پہنچ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کرارکان عمرہ ادا کرے، پھر احرام کھول دے، پھر بغیر احرام کے رکا رہے، ایام حج آنے پر حرم شریف سے پھر حج کا احرام باندھے اور حج کے مناسک بجالائے۔

۳۔ حج مفرد: وہ یہ ہے کہ آدمی اکیلے حج یا اکیلے عمرہ کا احرام باندھ کر اس کے افعال و ارکان ادا کرے۔

(ب) اقسام حج میں سے افضل قسم کے حوالے سے مذاہب:

حج کی اقسام ثلاثہ میں سے افضل قسم کون سی ہے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل حج، حج افراد ہے۔

دلیل: عن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم افرد الحج وابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے حج افراد کیا تھا۔

۲۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل قسم حج، حج قران ہے۔

دلیل: (i) ارشاد ربانی ہے: اتموا الحج والعمرة للہ یعنی تم اللہ تعالیٰ کے لیے حج اور عمرہ پورا کرو۔

(ii) قال انس بن مالك رضی اللہ عنہ، سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول لبیك عمرة وحجلاً یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ حاضری حج اور عمرہ دونوں کا حصول ہے۔

السوال السادس: فَأَمَّا أَبُوْ حَنِيْفَةَ فَقَالَ إِذَا وَضَعَتْ نَفْسَهَا فِيْ كِفَاءٍ وَلَمْ تُقَصِّرْ فِيْ نَفْسِهَا فِيْ صِدَاقٍ فَالنِّكَاحُ جَائِزٌ ۔

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية واذكر أدلة الإمام أبي حنيفة رحمه الله في انعقاد النكاح بغير إذن وليها ۔

(ب) اكتب ثلاثة أوجه لفضل مؤطا الإمام محمد على مؤطا الإمام مالك ۔

جواب: (الف) عبارت پر اعراب، ترجمہ عبارت اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد ہونے کے دلائل:

نوٹ: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

پس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جب کوئی عورت اپنے کفو میں نکاح کرے اس کے ہر مثل میں بھی کمی نہ ہو تو ایسا نکاح جائز ہے۔

ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد ہو جانے پر دلائل:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ وہ خاتون جو آزاد عاقلہ اور بالغہ ہو وہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس کا نکاح جائز و درست ہے۔ اس حوالے سے آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

(۱) ارشاد ربانی ہے: حَتّٰی تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی یہاں تک عورت خود غیر سے نکاح کرے۔" اس آیت میں فعل کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے یعنی عورت از خود اور ولی کی اجازت سے نکاح کر لے تو وہ درست ہوگا۔

(۲) ارشاد ربانی ہے: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ (البقرہ: ۲۳۲) یعنی "جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پس وہ اپنے وقت کو پہنچ جائیں تو ان کو اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو۔"

(۳) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الأیم احق بنفسها من ولیها ۔ یعنی بے شوہر کی عورت اپنے آپ کی زیادہ حقدار ہے اپنے ولی سے۔

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی حفصہ بنت عبدالرحمٰن کا نکاح ان کے والد کی غیر موجودگی میں منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ کوئی آزاد عاقلہ اور بالغہ خاتون اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو وہ نکاح منعقد ہو جائے گا۔

(ب) موطا امام محمد کو موطا امام مالک پر فوقیت کی تین وجوہات:

(۱) امام محمد، امام یحییٰ بن مصمودی سے علم حدیث اور فقہ وغیرہ میں فائق تھے۔

(۲) امام یحییٰ بن مصمودی سے موطا کی روایت میں اغلاط واقع ہوئی ہیں جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایسا نہیں ہوا۔

(۳) امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودی مکمل طور پر موطا کی سماعت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہ کر سکے کیونکہ جس سال وہ حاضر خدمت ہوئے اسی سال حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہو گیا تھا، جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ تین سال سے زائد عرصہ حضرت امام مالک کی خدمت میں ٹھہرے رہے اور براہ راست تمام روایات کا سماع کیا۔



H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فی العلوم العربيه و الاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة الاولیٰ: علم الكلام

الوقت المحدد: ثلاث ساعات   مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:-(الف) علم کلام کی کوئی چار وجوہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۸

(ب) اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کیسے وجود میں آئے مکمل پس منظر تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) قال أهل الحق حقائق الأشياء ثابتة و العلم بها متحقق خلافا للسوفسطائية ۔

اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور شارح کی شرح ملخصاً تحریر کریں؟ ۵+۵+۶=۱۶

سوال نمبر 2: خصوا ما يفيد معرفة الأحكام العلمية عن أدلتها التفصيلية ومعرفة أحوال الأدلة إجمالا في إفادتها الأحكام بأصول الفقه ومعرفة العقائد عن أدلتها التفصيلية بالكلام لأن عنوان مباحثه كان قولهم الكلام فی كذا و كذا ولأن مسألة الكلام كانت أشهر مباحثه وأكثر إنزاعا وجدالا حتى أن بعض المتغلبة قتل كثير امن أهل الحق لعدم قولهم بخلق القرآن ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۱+۱۰=۲۱

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے صیغے اور اسماء کا اعراب بیان کریں؟ ۲×۲=۴

سوال نمبر 3:-(الف) اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات قدیم ہیں شرح عقائد کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟ ۱۳

(ب) کوئی سی پانچ صفات ازلیہ کی وضاحت کریں؟ ۴×۵=۲۰

سوال نمبر 4:-(الف) اللہ تعالیٰ خالق افعال ہے، اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کے مذاہب سے دلائل تحریر کریں؟ ۲۰

(ب) ماهو الأصلح للعبد فليس ذلك بواجب على الله تعالى ۔

عقیدہ مذکورہ کی کتاب کی روشنی میں وضاحت کریں؟ ۱۳

☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

پہلا پرچہ: علم الکلام

سوال نمبر 1:- (الف) علم کلام کی کوئی چار وجوہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب) اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کیسے وجود میں آئے مکمل پس منظر تحریر کریں؟

(ج) قَالَ أَهْلُ الْحَقِّ حَقَائِقُ الْأَشْيَاءِ ثَابِتَةٌ وَالْعِلْمُ بِهَا مُتَحَقِّقٌ خِلَافًا لِلسُّوْفَسْطَائِيَّةِ.

اعراب لگا کر ترجمہ کریں اور شارح کی شرح ملخصاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) علم کلام کی چار وجوہات:

(i) متقدمین کی کتب میں اس فن کی مباحث کا عنوان "بَابُ كَذَا" یا "فصل فی کذا" کی جگہ لفظ کلام استعمال ہوتا تھا۔ اثبات نبوت کا عنوان "اَلْكَلَامُ فِيْ اِثْبَاتِ النُّبُوَّتِ" قرآن کے مخلوق یا غیر مخلوق ہونے کا عنوان "اَلْكَلَامُ فِيْ مَسْئَلَةِ خَلْقِ الْقُرْاٰنِ" ہوا کرتا تھا۔ پس تَسْمِيَةُ الْعِلْمِ بِلَفْظِ عُنْوَانِ مَبَاحِثِهٖ کے طور پر اس کا نام "علم کلام" رکھا گیا۔

(ii) اس علم میں مسئلہ کلام مشہور ترین مباحث میں سے ہے، تو یہ تَسْمِيَةُ الْكُلِّ بِاِسْمِ الْجُزْءِ ہوا یعنی کل کا اس کی جزء پر نام پر رکھ دیا گیا۔

(iii) اس علم میں اختلاف اور بہت زیادہ ہے۔

(iv) دیگر علوم تو مطالعہ اور فکر سے بھی حاصل ہو جاتے ہیں لیکن یہ علم کلام کے تکرار، بحث و مباحثہ، مناظرہ اور دلائل کے بغیر سمجھ نہیں آتا۔

(ب) اہل سنت و جماعت اور معتزلہ کے وجود میں آنے کا پس منظر:

ایک شخص امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے سوال کیا: ہمارے زمانہ میں دو جماعتیں ظاہر ہوئی ہیں، جن میں سے ایک کا خیال ہے کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا شخص کافر ہے، جبکہ دوسری جماعت کا خیال ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ کرنا مضر نہیں، پس آپ فرمائیں کہ ہم کس کا عقیدہ اپنائیں؟ حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تھوڑی دیر کے لیے تفکر کیا، وہیں آپ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے "واصل بن عطاء" نے کہا کہ گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا شخص نہ مومن ہوتا ہے اور نہ کافر۔ پھر مسجد کے ستون کے پاس کھڑے ہو کر اس فقرے کا بار بار اعادہ کیا اور یوں کہا: اگر ایسا شخص بغیر توبہ کے مر جائے، تو وہ جہنم میں داخل ہوگا، مگر اس کا عذاب کفار کے عذاب سے ہلکا ہوگا یعنی اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کے کفر اور ایمان کا ایک واسطہ ثابت کر دیا، جسے وہ "منزلة بين المنزلتين" کہا کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر کوئی شخص گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ بغیر توبہ کے مر جائے، تو وہ کافر کی طرح "مُخَلَّدٌ فِي النَّارِ" ہے۔ اس طرح اہل سنت اور معتزلہ دونوں گروہ وجود میں آئے۔

(ج) اعراب، ترجمہ اور مختصر تشریح:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

ترجمہ: اہل حق نے کہا: اشیاء کے حقائق ثابت ہیں، ان کا علم ثابت ہے اور یہ بات سوفسطائیہ کے نظریہ کے خلاف ہے۔

توضیح: اہل حق سے مراد اہل سنت و جماعت ہیں، ان کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت باری تعالیٰ کا وجود ثابت کرتے ہیں، اسی وجہ سے انہیں اہل سنت و جماعت کو اہل حق بھی کہا جاتا ہے۔

اشیاء کی حقیقت ثابت ہے، حقیقت اور ماہیت دونوں مترادف الفاظ ہیں یعنی ایک چیز کے دو نام ہیں۔

علم بھی ایک ثابت شدہ چیز ہے، اس کا سوفسطائیہ کے علاوہ کوئی بھی منکر نہیں ہے۔ ان کا خیال ہے کہ اشیاء کی حقیقت ثابت نہیں ہے بلکہ یہ اوہام فاسدہ اور خیالات باطلہ ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ یہ اشیاء ہمارے اعتقاد کے تابع ہیں۔

سوال نمبر 2:- وَسَمَّوْا مَا يُفِيدُ مَعْرِفَةَ الْأَحْكَامِ الْعَلَمِيَّةِ عَنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ وَمَعْرِفَةَ أَحْوَالِ الْأَدِلَّةِ إِجْمَالًا فِي إِفَادَتِهَا الْأَحْكَامَ بِأُصُولِ الْفِقْهِ وَ مَعْرِفَةَ الْعَقَائِدِ عَنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ بِالْكَلَامِ لِأَنَّ عُنْوَانَ مَبَاحِثِهِ كَانَ قَوْلُهُمُ الْكَلَامُ فِي كَذَا وَ كَذَا وَلِأَنَّ مَسْأَلَةَ الْكَلَامِ كَانَتْ أَشْهَرَ مَبَاحِثِهِ وَأَكْثَرَ إِنْزَاعًا وَجِدَالًا حَتّٰى أَنَّ بَعْضَ الْمُتَغَلِّبَةِ قَتَلَ كَثِيرًا مِنْ أَهْلِ الْحَقِّ لِعَدَمِ قَوْلِهِمْ بِخَلْقِ الْقُرْآنِ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے صیغے اور اسماء کا اعراب بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

انہوں نے اس علم کا نام جو تفصیلی دلائل کے ساتھ احکام عملیہ کی معرفت عطا کرے فقہ رکھا، جو ادلہ کے ان احوال کی اجمالی معرفت عطا کرے، جو مفید احکام ہیں، اس کا نام اصول فقہ رکھا اور جو تفصیلی دلائل سے عقائد کی معرفت عطا کرے اس کا نام کلام رکھا۔ اہل علم نے اس کا نام کلام رکھا، اس لیے کہ اس علم کے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مسائل کا عنوان ان کا قول "اَلْکَلَامُ فِیْ کَذَا وَکَذَا" ہوا کرتا ہے (یعنی فلاں فلاں مسئلہ میں گفتگو) اور اس لیے کہ کلام الٰہی کا مسئلہ اس علم کے مسائل میں سے سب سے زیادہ مشہور مسئلہ تھا اور سب سے زیادہ نزاع اور جدال کا باعث تھا، یہاں تک کہ بعض ظالموں نے بہت سے اہل حق کو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل نہ ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا۔

(ب) خط کشیدہ الفاظ کے صیغے اور اسماء کا اعراب:

سَمُّوْا: صیغہ جمع مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ ناقص واوی از باب تفعیل۔ نام تجویز کرنا۔

اَلْعَمَلِیَّةِ: لفظ "الاحکام" کی صفت ہونے کی وجہ سے مکسور ہے اور لفظ "الاحکام" مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مکسور ہے۔

اَدِلَّتِهَا: عَنْ جار کی وجہ سے مجرور ہے، پھر اُس کی تنوین اضافت کے سبب گر گئی۔

اِجمالًا: لفظ "معرفت" مصدر ہے اور اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

مَسْئَلَةَ: اَنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے منصوب ہے، پھر مابعد کی طرف اضافت ہونے کی وجہ سے تنوین گر گئی۔

اِنْزَاعًا: لفظ "اَکْثَرَ" کا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ نیز ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب انفعال کا مصدر ہے۔ نزاع کرنا جھگڑنا۔

سوال نمبر 3:- (الف) اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات قدیم ہیں شرح عقائد کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

(ب) کوئی سے پانچ صفات ازلیہ کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا قدیم ہونا:

بلاشبہ ذات باری تعالیٰ اور اس کی جملہ صفات قدیم ہیں۔ ذات باری تعالیٰ واجب الوجود ہے اور واجب قدیم ہوتا ہے یعنی اس کے وجود کی نہ ابتداء ہے اور نہ انتہاء ہے۔ اگر حادث ہو تو مسبوق بالعدم ہوگا، پھر اس کا وجود غیر سے مستفاد ہوگا اور پھر یہ جملہ عالم سے ہوگا، کیونکہ اس کی ذات وصفات کے سوا جو کچھ ہے، وہ عالم میں داخل ہے حالانکہ تمام عالم کو پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ تو عالم کو پیدا کرنے والا کوئی اور ہوگا، جس نے اللہ تعالیٰ کو پیدا کیا، تو لازم آیا کہ عالم نے عالم کو پیدا کیا، تو وہ محدث نہ رہا، تو لامحالہ واجب قدیم ہوگا۔ اس لیے بعض نے واجب اور قدیم کو الفاظ مترادفہ کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ ترادف کے لیے ضروری ہے کہ الفاظ دو ہوں اور مفہوم ایک ہو، یہاں دونوں کا مفہوم الگ الگ ہے، کیونکہ قدیم وہ ہے جس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کا مفہوم یا وجود زمانہ ماضی میں مستمر ہو، ابتداء معلوم نہ ہو واجب مستجمع لجميع صفات الكمال کو کہتے ہیں، تو ان کے مفہوم میں واضح فرق ہے۔

(ب) ذات باری تعالیٰ کی پانچ صفات ازلیہ کی وضاحت:

۱-حیات: ذات باری تعالیٰ ازل سے زندہ ہے، تا ابد زندہ رہے گا اور اسے زوال وموت ہرگز نہیں آئے گی۔

۲-قدرت: اللہ تعالیٰ صاحب طاقت ہے، اس کی طاقت بھی ازل سے ہے اور ابد تک باقی رہے گی، اسے زوال نہیں ہے۔

۳-علم: اللہ تعالیٰ کا علم بھی ازلی ہے، یہ ہمیشہ باقی رہے گا اور اسے کبھی زوال لاحق نہیں ہوگا۔

۴-سمع: اللہ تعالیٰ سمیع بھی ہے، یہ صفت بھی ازلی ہے، کبھی بھی وہ سماعت سے محروم نہیں ہوگا۔ کائنات کی ہر چیز اس کی دی ہوئی طاقت سے سنتی ہے۔

۵-بصر: سمع کی طرح بصر یعنی دیکھنا بھی اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے اور کائنات کی ہر چیز کو وہ دیکھ رہا ہے اور ہمیشہ دیکھتا رہے گا۔

سوال نمبر 4:-(الف) اللہ تعالیٰ خالق افعال ہے، اہل سنت وجماعت اور معتزلہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کریں؟

(ب) ماهو الأصلح للعبد فليس ذلك بواجب على الله تعالىٰ۔

عقیدہ مذکورہ کی کتاب کی روشنی میں وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اللہ تعالیٰ خالق افعال ہے، اہل سنت اور معتزلہ کے مذاہب:

اعمال انسانی کی دو اقسام ہیں:

۱-افعال اضطراریہ: وہ افعال جو انسانی ارادہ کے بغیر انسان سے صادر ہوتے ہیں، یہ بالاتفاق مخلوق ہیں، ان کے صدور کا انسانی بساط وطاقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲-افعال اختیاریہ: وہ ہیں جن کو انسان اپنے اختیار سے کر سکتا ہے۔

اس قسم کے انسان سے صدور میں اختلاف ہے:

(i) اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انسان کے تمام افعال کا خالق ہے، خواہ افعال خیر ہوں یا شر ہوں۔ انسان ان سب کا کرنے والا ہے اور اس کے کسب سے یہ صادر ہوتے ہیں۔

(ii) معتزلہ کا نظریہ ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے اور وہ خود ان کا کاسب ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) عقیدہ مذکورہ کی کتاب اللہ کی روشنی میں وضاحت:

یہاں سے شارح رحمہ اللہ تعالیٰ معتزلہ کی تردید میں دلائل خمسہ بیان کر رہے ہیں:

i- اگر اصلح للعبد! اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو وہ فقیر جو دنیا میں فقر کے عذاب میں مبتلا ہے، اللہ تعالیٰ اسے پیدا نہ کرتا، اسی طرح وہ کافر جو آخرت میں عذاب میں مبتلا ہوگا، اسے بھی اللہ تعالیٰ پیدا نہ فرماتا، کیونکہ ان دونوں کے حق میں عدم ہی اصلح وانفع ہے۔

ii- اگر اصلح للعبد! اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو پھر بندے کو ہدایت دینے اور طرح طرح کی نعمتیں اور نفع کی چیزیں دینے کی وجہ سے اللہ کا شکر ادا کرنا ضروری نہ ہوتا اور اللہ تعالیٰ کو بندے پر احسان جتلانے کا حق نہ ہوتا، کیونکہ واجب کی ادائیگی سے شکر اور احسان جتلانے کا حق نہیں ہوتا، جیسے کسی کا اپنے پر واجب قرضہ ادا کرنے سے شکر یا احسان جتلانے کا حق نہیں ہوتا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے بندوں پر احسان جتلاتے ہوئے فرمایا: بل اللہ علیکم الخ اور ان نعمتوں کا شکر بجالانا بھی ہم پر واجب ہے۔

iii- اگر اصلح للعبد! اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو پھر اللہ تعالیٰ ابو جہل کے مقابلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ احسان نہ جتلاتا، کیونکہ دونوں کے لیے وہ کچھ کیا گیا، جو ان کے لیے انفع واصلح تھا، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ احسان کیوں جتلایا گیا۔

iv- اگر اصلح للعبد! اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو پھر گناہوں سے محفوظ ہونے کے لیے دعا کرنا، یا نیکی کی توفیق مانگنا اور مصائب سے دوری کی دعا مانگنا، فضول ہوتا، کیونکہ مذکورہ چیزیں عطا کرنا اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو پھر دعائیں مانگنے کی کیا ضرورت ہے؟

v- اگر اصلح للعبد! اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتا، تو اس کی قدرت کا متناہی ہونا لازم آتا، کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں کوئی اصلح للعبد ہو اور بندے کو نہ ملے، تو جب تمام اصلح للعبد بندے کو مل جائیں گے اور اللہ کی قدرت میں کوئی اصلح للعبد نہیں رہے گا، تو اللہ کی قدرت کا متناہی ہونا لازم آئے گا اور یہ باطل ہے اور جو چیز باطل کو مستلزم ہو، وہ خود باطل ہوتا ہے۔ لہٰذا اصلح للعبد اللہ پر واجب ہونا بھی باطل ہوا۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوي، شهادة العالميه فى العلوم العربيه والاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة الثانية: علم الفرائض

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے بقیہ سے دو سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- قال علماؤنا رحمهم الله تعالیٰ تتعلق بتركة الميت حقوق أربعة مرتبة الاول يبدأ بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقي من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث مابقي بعد الدين ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسنة وإجماع الأمة .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) وصیت پر مختصر اور جامع نوٹ ایسے انداز میں تحریر کریں کہ اس کا شرعی حکم واضح ہو جائے؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- (الف) پوتی کے پانچ احوال تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) علاتی بہن کے کوئی سے پانچ احوال تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) شوہر اور اخیافی اولاد کے احوال تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- (الف) عصبہ اور اس کی اقسام کی تفصیلی وضاحت کریں؟ ۲۰

(ب) عول پر مفصل نوٹ لکھیں؟ ۱۰

سوال نمبر 4:- درج ذیل میں سے چار مسائل حل کریں؟ ۴۰

(۱) أبوين　　عشر بنات

(۲) زوج　　خمس أخوات لأب وأم

(۳) أربع زوجات　　ثماني عشرة بنتا　　خمس عشرة جدة　　ستة أعمام

(۴) زوجة　　أربع جدات　　ست أخوات لأم

(۵) زوج　　أم　　أخت لأب وأم

☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

دوسرا پرچہ: علم الفرائض

سوال نمبر 1:- قَالَ عُلَمَاؤُنَا رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالٰی تَتَعَلَّقُ بِتَرِكَةِ الْمَيِّتِ حُقُوقٌ أَرْبَعَةٌ مُرَتَّبَةٌ اَلْاَوَّلُ يُبْدَأُ بِتَكْفِيْنِهٖ وَتَجْهِيْزِهٖ مِنْ غَيْرِ تَبْذِيْرٍ وَلَا تَقْتِيْرٍ ثُمَّ تُقْضٰى دُيُوْنُهٗ مِنْ جَمِيْعِ مَا بَقِيَ مِنْ مَالِهٖ ثُمَّ تُنْفَذُ وَصَايَاهُ مِنْ ثُلُثِ مَا بَقِيَ بَعْدَ الدَّيْنِ ثُمَّ يُقَسَّمُ الْبَاقِيْ بَيْنَ وَرَثَتِهٖ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَإِجْمَاعِ الْأُمَّةِ.

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) وصیت پر مختصر اور جامع نوٹ ایسے انداز میں تحریر کریں کہ اس کا شرعی حکم واضح ہو جائے؟

جواب (الف): اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: "ہمارے علماء احناف فرماتے ہیں کہ میت کے ترکہ سے ترتیب وار چار حقوق متعلق ہوتے ہیں: اوّل حق یہ ہے کہ میت کے کفن دفن سے ابتداء کی جائے، جس میں اسراف اور کنجوسی نہ ہو گی۔ پھر جمیع مال سے اس کے قرض ادا کیے جائیں گے۔ قرض ادا کرنے کے بعد مابقی مال کے تہائی حصہ سے اس کی وصیتیں پوری کی جائیں گی۔ پھر کتاب اللہ، سنت اور اجماع کے طریقے سے باقی مال ورثاء کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا"۔

(ب) وصیت پر نوٹ:

شرعاً بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا وارث بنانا، وصیت کہلاتا ہے۔

وصیت کا شرعی حکم یہ ہے کہ مستحب ہے واجب یا فرض نہیں۔ اس کی شرط یہ ہے کہ وصیت کرنے والا آزاد و بالغ ہو اور قاتل نہ ہو اور موصیٰ لہ وصیت کے وقت موجود اور زندہ ہو اور موصیٰ بہ قابل تملیک ہو۔

وصیت اجنبی کے لیے جائز ہے وارث کے لیے نہیں اور اجنبی کے لیے بھی تہائی مال سے زائد وصیت کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر ورثاء راضی ہوں، تو تہائی سے زائد مال سے بھی پوری کر سکتے ہیں۔ ورثاء اگر کسی وارث کے لیے راضی ہوں، تو پھر وارث کے لیے بھی وصیت جائز ہے۔

سوال نمبر 2:- (الف) پوتی کے پانچ احوال تحریر کریں؟

(ب) علاتی بہن کے کوئی سے پانچ احوال تحریر کریں؟

(ج) شوہر اور اخیافی اولاد کے احوال تحریر کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) پوتی کے احوالِ خمسہ:

۱- پوتی اگر ایک ہو تو نصف ملے گا۔

۲- اگر دو یا دو سے زائد ہوں، تو دو ثلث ملیں گے۔

۳- حقیقی بیٹی اگر ایک ہو تو پوتی کو سدس ملے گا تا کہ دو ثلث پورے ہو جائیں۔

۴- اگر حقیقی بیٹیاں دو یا دو سے زائد ہوں، تو پوتیاں ساقط ہو جائیں گی۔

۵- اگر میت کا بیٹا ہو، تو یعنی ساقط ہو جاتی ہیں۔

(ب) علاتی بہن کے احوالِ خمسہ:

۱- اگر ایک ہو تو نصف ملے گا۔

۲- اگر دو یا دو سے زائد ہوں، تو دو ثلث ملیں گے۔

۳- حقیقی بہن اگر ایک ہو، تو اس کو سدس ملے گا تا کہ دو ثلث مکمل ہو جائیں۔

۴- حقیقی بہنیں اگر دو یا زائد ہوں، تو ساقط ہو جائیں گی۔

۵- بیٹا یا پوتا اگر چہ نیچے تک ہوں، تو پھر بھی ساقط ہو جائیں گی۔

(ج) شوہر کے احوال: ۱- میت کی اگر اولاد ہو، تو ربع ملے گا۔

۲- اگر میت کی اولاد نہ ہو تو نصف ملے گا۔

اخیافی اولاد کے احوال: ۱- اگر ایک ہو، تو سدس ملے گا۔

۲- اگر دو یا زائد ہوں، تو ثلث ملے گا۔

۳- اگر میت کی اولاد اگر چہ نیچے تک ہو، یا باپ یا دادا ہو تو ساقط ہو جائے گی۔

سوال نمبر 3:- (الف) عصبہ اور اس کی اقسام کی تفصیلی وضاحت کریں؟

(ب) عول پر مفصل نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) عصبہ اور اس کی اقسام کی تفصیل:

عصبہ کا لغوی معنیٰ ہے "پٹھہ" اور اصطلاح میں عصبہ اس شخص کو کہتے ہیں جو اصحاب فرائض سے بچا ہوا مال لے لے، یا اصحاب فرائض کی عدم موجودگی میں مال پر قبضہ کر لے۔

ابتداءً عصبہ کی دو اقسام ہیں:

۱- عصبہ نسبی، ۲- عصبہ سببی

عصبہ نسبی وہ شخص ہے جو نسبی قرابت کی وجہ سے عصبہ بنے اور عصبہ سببی وہ آدمی ہے، جو غلام کو آزاد کرنے کی وجہ سے عصبہ بنے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

پھر عصبہ نسبی کی تین قسمیں:

۱۔عصبہ بنفسہ،۲۔عصبہ بغیرہ،۳۔عصبہ مع غیرہ

عصبہ بنفسہ ہر وہ مذکر ہے کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کریں، تو درمیان میں عورت کا واسطہ نہ آئے جیسے بیٹا، باپ وغیرہ۔

عصبہ بغیرہ وہ چار عورتیں ہیں، جن کا عصبہ نصف اور ثلثان مقرر ہے اور اپنے بھائیوں کے ساتھ ملکر عصبہ بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں: بیٹی، پوتی، حقیقی بہن، علاتی بہن۔

عصبہ مع غیرہ ہر وہ عورت ہے جو دوسری عورت کے ساتھ ملکر عصبہ بنے جیسے بہن بیٹی کے ساتھ۔

عول پر مفصل نوٹ:

عول کا لغوی معنیٰ ہے: مائل ہونا، اور اصطلاحی معنیٰ یہ ہے کہ مخرج جب اجتماعی حصوں پر تنگ ہو جائے، تو اس پر کسی شیء کو زیادہ کرنا عول کہلاتا ہے۔

مخارج کا مجموعہ سات ہے۔ جن میں چار مخرج ایسے ہیں کہ ان میں عول نہیں ہوتا اور وہ یہ ہیں:

دو، تین، چار، آٹھ۔

اور تین ایسے ہیں کہ ان میں کبھی عول ہوتا ہے اور کبھی نہیں۔ وہ یہ ہیں:

چھ، بارہ، چوبیس۔

چھ کا عول دس تک ہوتا ہے جفت اور طاق دونوں اعتبار سے۔ 12 کا عول 17 تک ہوتا ہے صرف طاق کے اعتبار سے۔ 24 کا صرف ایک عول ہوتا ہے یعنی 27 تک۔

سوال نمبر 4:۔ درج ذیل مسائل حل کریں؟

(۱) أبوين	عشر بنات		
(۲) زوج	خمس أخوات لأب وأم		
(۳) أربع زوجات	ثماني عشرة بنتا	خمس عشرة جدة	ستة أعمام
(۴) زوجة	أربع جدات	ست أخوات لأم	
(۵) زوج	أم	أخت لأب وأم	

جواب: صورتوں کا حل

۱۔ میت اصل مسئلہ 6x5=30

10 بیٹیاں	ماں	باپ
2/3	1/6	1/6+عصبہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

4	1	1
20	5	5

۲-مـــــیـــــت اصل مسئلہ=6 بالعول=7 35=5x7

زوج	5 حقیقی بہنیں
½	2/3
3	4
15	20

۳-مـــــیـــــت اصل مسئلہ 24 4320=180x24

4 بیویاں	3 بیٹیاں	15 دادیاں	6 چاچے
1/8	2/3	1/6	عصبہ
3	16	4	1
4	9	15	6
540	2880	720	180

۴-مـــــیـــــت اصل مسئلہ=12 بالعول 13 78=6x13

1 زوجہ	4 دادیاں	6 علاتی بہنیں
¼	1/6	2/3
3	2	8
	2	3
18	12	48

۵-مـــــیـــــت اصل مسئلہ=6 وبالعول 8

زوج	ماں	1 علاتی بہن
½	1/3	½
3	2	3

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی، شهادة العالمیه فی العلوم العربیه و الاسلامیه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولیٰ للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة الثالثة: الفقه وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو دو سوالات حل کریں۔

حصہ اول......فقہ

سوال نمبر 1:- وإذا علم الشفيع بالبيع أشهد فی مجلسه ذلك على المطالبة .

(الف) شفعہ کا لغوی اور شرعی معنی تحریر کریں نیز احناف اور شوافع کے نزدیک شفعہ کا مستحق کون ہے؟ ۱۵=۵+۵+۵

(ب) طلب شفعہ کی اقسام اور ان کا حکم سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- ولا بأس بغراب الزرع لأنه يأكل الحب ولا يأكل الجيف وليس من سباع الطير ولا يؤكل الأبقع الذی يأكل الجيف وكذا الغداف قال أبو حنيفة لابأس بأكل العقعق لأنه يخلط فأشبه الدجاجة

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں ۱۰=۵+۵

(ب) جانور کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں ضابطہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) غراب کی اقسام مع احکام وادلہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- ويكره الاحتكار فی أقوات الأدمين والبهائم إذا كان ذلك فی بلد يضر الاحتكار بأهله وكذلك التلقی فإما إذا كان لايضر فلا بأس به .

(الف) صورت مسئلہ تحریر کریں نیز تلقی بالجلب اور تلقی بالركبان کا معنی قلمبند کریں؟ ۱۵=۵+۵+۵

(ب) احتکار کے بارے میں علماء ثلاثہ احناف کا اختلاف سپرد قلم کریں؟ ۱۰

قسم ثانی......اُصول فقہ

سوال نمبر 4:- (وعلى أفضل رسله مصليا) لما كان أجل النعم الواصلة إلى العبد هو دين الإسلام وبه التوصل إلى النعيم الدائم فی دار السلام وذلك بتوسط النبی صلى الله

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عليه وسلم صار الدعاء تلو الثناء على الله تعالىٰ فأردف الحمد بالصلوٰة ۔

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟ ۱۵

(ب) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی تصریح کیوں نہ کی؟ دونوں جواب تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:- الكتاب مرتب على مقدمة وقسمين، لأن المذكور فيه إمامن مقاصد الفن أولا، الثاني المقدمة، والأول إما أن يكون البحث فيه عن الأدلة وهو القسم الأول، أوعن الأحكام وهو القسم الثاني ۔

(الف) بامحاورہ ترجمہ کریں؟ ۱۲

(ب) واعلم أن التعريف إما حقيقي وإما اسمي، تعریف کی دونوں قسموں کی وضاحت کریں؟ ۸

(ج) توضیح کس کتاب کی شرح ہے؟ متن اور ماتن دونوں کا نام لکھیں؟ ۵

سوال نمبر 6:- نقل للمضاف تعريفين، مقبولا ومزيفا وللمضاف إليه تعريفين صرح بتزييف أحدهما دون الآخر، ثم ذكر من عنده تعريفا ثالثا ۔

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ تحریر کریں؟ ۱۳

(ب) فقہ کی تینوں تعریفیں قلم بند کریں؟ ۱۲

☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2022ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

حصہ اوّل: فقہ

سوال نمبر 1:- وإذا علم الشفيع بالبيع أشهد فى مجلسه ذلك على المطالبة ۔

(الف) شفعہ کا لغوی اور شرعی معنی تحریر کریں نیز احناف اور شوافع کے نزدیک شفعہ کا مستحق کون ہے؟

(ب) طلب شفعہ کی اقسام اور ان کا حکم سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) شفعہ کا لغوی واصطلاحی معنیٰ، نیز احناف اور شوافع کے نزدیک شفع کا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

زیادہ حقدار:

2023ء

شفعہ کا لغوی معنیٰ: یہ شفع سے مشتق ہے، یہ ثلاثی مجرد صحیح از باب فتح یفتح کا مصدر ہے یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا۔

شفعہ کا اصطلاحی معنیٰ: شرکت یا پڑوس کی بنیاد پر مشتری کی ادا کردہ قیمت کے بقدر دے کر، کسی منفعت کو اپنی ملکیت میں لینا۔

شفعہ کے مستحقین میں مذاہب:

احناف کے نزدیک شفعہ کا سبب مبیع کے ساتھ شفیع کی ملکیت کا متصل ہونا ہے۔ اتصال کی دو صورتیں: (i) شرکت، (ii) پڑوس۔ پھر شرکت کے دو درجے ہیں: اولاً: عین مبیع میں شرکت یعنی مبیع میں کسی طرح کا کوئی بٹوارہ نہ ہو۔ ثانیاً: حق میں شرکت یعنی راستہ اور پانی کے علاوہ دیگر میں بٹوارہ ہو۔ مبیع میں شریک کو پہلا شفعہ ملے گا اور پڑوس کی وجہ سے دوسرے نمبر والے آدمی کو شفعہ ملے گا یعنی ترتیب یہی ہوگی۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ پڑوس کی وجہ سے شفعہ نہیں ملتا، شفیع کو شفعہ صرف مبیع میں شرکت کی وجہ سے ملے گا۔ دلیل: انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یعنی شفعہ ان چیزوں میں جائز ہوتا ہے، جن میں تقسیم نہ ہو اور تقسیم صرف شریک فی نفس المبیع میں نہیں ہوتی۔

(ب) طلب شفعہ کی اقسام اور ان کا حکم:

طلب شفعہ کی تین اقسام ہیں:

۱- **طلب مواثبہ:** وہ یہ ہے کہ جانتے ہی شفیع شفعہ کو طلب کرے، یہاں تک کہ اگر شفیع کو بیع کی خبر پہنچی اور اس نے اپنا شفعہ طلب نہیں کیا، تو شفعہ باطل ہو جائے گا۔

۲- **طلب تقریر و اشہاد:** اگر مشتری شفیع کے طلب کا انکار کر دے، تو شفیع اپنے اس طلب کے ذریعے قاضی کی عدالت میں اپنا طلب مواثبہ ثابت کر سکتا ہے۔

۳- **طلب خصومت:** اگر کسی شخص نے طلب مواثبہ اور طلب اشہاد کے بعد طلب خصومت میں تاخیر کر دی، تو اس کی یہ تاخیر دو وجوہ سے ہوگی:

(i) عذر کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے، تو بالاتفاق اس سے شفعہ باطل نہیں ہوگا۔

(ii) اگر بغیر عذر کے تاخیر ہوئی ہے، تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی ایک روایت کے مطابق اس صورت میں بھی تاخیر کرنے سے شفعہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

سوال نمبر 2:- وَلَا بَأْسَ بِغُرَابِ الزَّرْعِ لِأَنَّهُ يَأْكُلُ الْحَبَّ وَلَا يَأْكُلُ الْجِيَفَ وَلَيْسَ مِنْ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سِبَاعِ الطَّيْرِ وَلَا يُؤْكَلُ الْأَبْقَعُ الَّذِيْ يَأْكُلُ الْجِيَفَ وَكَذَا الْغُدَافُ قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْعَقْعَقِ لِأَنَّهُ يَخْلِطُ فَأَشْبَهَ الدَّجَاجَةَ ۔

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) جانور کے حلال اور حرام ہونے کے بارے میں ضابطہ تحریر کریں؟

(ج) غراب کی اقسام مع احکام وادلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ عبارت درج ذیل ہے:

کھیتی کا کوا کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، اس لیے کہ وہ دانہ کھاتا ہے، مردار نہیں کھاتا اور چیر پھاڑ کرنے والے پرندوں میں سے بھی نہیں ہے۔ وہ ابقع کوا جو گندگی کھاتا ہے، اسے نہیں کھایا جائے گا اور اسی طرح غداف بھی۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عقعق نامی کوا کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے یہ اختلاط کرتا ہے، لہٰذا یہ مرغی کے مشابہ ہے۔

(ب) جانوروں کی حرمت وحلت کا ضابطہ:

پرندوں اور چار پایوں میں سے درندوں کو حرام کرنے کی وجہ غالباً انسان کی شرافت وکرامت اور اس کی بزرگی ہے، اور ان کی تحریم کا مقصد یہ ہے کہ انسان انہیں کھا کر اپنی شرافت وکرامت کو رذالت وخباثت میں تبدیل نہ کردے۔ بجو اور لومڑی کا شمار درندوں میں ہوتا ہے۔

ہاتھی نوکیلے دانتوں کا ہوتا ہے، مگر چونکہ اس کے اندر درندگی کے تمام اوصاف نہیں ہوتے، اس لیے وہ مکروہ تحریمی ہے۔ ایسے ہی جنگلی چوہا اور نیولا بھی مکروہ ہے، اس لیے کہ یہ درندے تو ہیں، مگر زمین پر رینگ کر چلتے ہیں، زمین میں سوراخ بنا کر رہتے ہیں۔ لہٰذا کامل طور پر درندگی کے فقدان کی وجہ سے انہیں مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام گدھ اور اسی کا ہمشکل اس سے تھوڑا سا چھوٹا جانور ہوتا ہے یعنی بغاث کو بھی مکروہ قرار دیا ہے، کیونکہ یہ دونوں جانور گندگی کھاتے ہیں۔

(ج) غراب کی اقسام اور ان کا حکم:

کوے کی مشہور اقسام اور ان کا حکم حسب ذیل ہے:

ابقع چتکبرا کوا، غداف گرمی کا کوا، عقعق مہوکھا جو سفید کالے، یا سرخ اور کالے رنگ کا ہوتا ہے۔

گندگی کھانے کے سبب ابقع اور غداف کا کھانا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ کوے غلاظت اور گندگی کھاتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقعق کو کھانے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے، خواہ یہ گندگی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کھاتا ہے، بلکہ دیگر صاف و پاک اشیاء بھی کھاتا ہے، اس لیے یہ مرغی کے مشابہ ہے اور مرغی حلال ہے، لہٰذا یہ بھی حلال ہوگا۔

سوال نمبر3:- ويكره الاحتكار في أقوات الآدميين والبهائم إذا كان ذلك في بلد يضر الاحتكار بأهله وكذلك التلقي فإما إذا كان لا يضر فلا بأس به .

(الف) صورت مسئلہ تحریر کریں نیز تلقی بالجلب اور تلقی بالركبان کا معنی قلمبند کریں؟

(ب) احتکار کے بارے میں علماء ثلاثہ احناف کا اختلاف سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) صورت مسئلہ کی وضاحت، نیز تلقی بالجلب اور تلقی بابرکبان کا معنیٰ:

احتکار کی صورت یہ ہے کہ انسان غلہ یا گھاس کو اس غرض سے روک لے کہ جب قیمتیں گراں ہو جائیں گی، تو فروخت کروں گا۔ اس کے حکم میں احناف کے آئمہ ثلاثہ کا اختلاف ہے۔

تلقی الجلب: کوئی تاجر باہر سے سامان تجارت فروخت کرنے کے لیے شہر میں آرہا ہے، اور کوئی شخص اس کے شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس سے ملاقات کرے اور وہ سامان تجارت اس سے خرید لے، تاکہ وہ بعد میں شہر والوں کو مہنگا بیچے، ایسا کرنے سے بیع تو ہو جائے گی، لیکن مکروہ ہوگی۔

تلقی رکبان: تلقی رکبان کے متعلق حضرات مشائخ فرماتے ہیں کہ تلقی رکبان میں اگر متلقی تاجروں سے شہر کا بھاؤ چھپا دے یا کم بھاؤ میں ان سے لے لے، تو یہ ان تاجروں کے ساتھ غداری ہوگی اور غداری کرنا حرام ہے۔ لہٰذا اس صورت میں چاہے اہل شہر کو ضرر ہو یا نہ ہو، تلقی بہر حال مکروہ ہوگی۔

(ب) ذخیرہ اندوزی اور اس کا حکم:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عموماً غلات ہی کی روک تھام سے اہل شہر کو پریشانی لاحق ہوتی ہے، اس لیے غلات ہی سے انسان وحیوان دونوں کا قوام ہے۔ لہٰذا احتکار اس کے ساتھ خاص ہے، کیونکہ یہی لوگوں میں متعارف ہے۔

امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ہر وہ چیز جس سے اہل شہر کو ضرر ہو، وہ احتکار میں داخل ہوگی، خواہ وہ غلہ ہو یا سونا اور یا چاندی۔ چونکہ ضرر ان تمام چیزوں میں موجود ہے، لہٰذا اسی کا اعتبار ہوگا۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عام طور پر کپڑے وغیرہ نہ ملنے سے لوگ پریشان نہیں ہوتے ہیں اور نہ ہی کپڑے روزمرہ کی ضروریات اور خرید وفروخت میں شامل ہیں، اس لیے کپڑوں میں احتکار نہیں ہوگا اور باقی اشیاء میں ہوگا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

قسم ثانی......اُصول فقہ

سوال نمبر 4:-(وَعَلٰى أَفْضَلِ رُسُلِهِ مُصَلِّيًا) لَمَّا كَانَ أَجَلُّ النِّعَمِ الْوَاصِلَةِ إِلَى الْعَبْدِ هُوَ دِيْنُ الْإِسْلَامِ وَبِهِ التَّوَصُّلُ إِلَى النَّعِيْمِ الدَّائِمِ فِيْ دَارِ السَّلَامِ وَذٰلِكَ بِتَوَسُّطِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَارَ الدُّعَاءُ لَهُ تِلْوَ الثَّنَاءِ عَلَى اللهِ تَعَالٰى فَأَرْدَفَ الْحَمْدَ بِالصَّلٰوةِ .

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی تصریح کیوں نہ کی؟

دونوں جواب تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب برعبارت اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

جب بندے تک پہنچنے والی نعمتوں میں سے بڑی نعمت دین اسلام تھی اور اس سے وصل حاصل ہوتا ہے، ہمیشہ کی نعمتوں کی سلامتی کے گھر میں اور یہ نعمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے حاصل ہوئی، اس لیے اللہ تعالیٰ کی ثناء کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دعا کرنا واجب ہوا، تو اس لیے حمد کے بعد صلوٰۃ کا ذکر کیا۔

(ب) مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کے صراحتاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہ کرنے کی وجوہ:

۱- جب اہل عرب کسی کی عظمت بیان کرتے ہیں، تو ادباً اس کا نام نہیں لیتے بلکہ کوئی وصف یا صفت بیان کر دیتے ہیں، یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ کا اسم گرامی ذکر نہیں کیا۔

۲- نام وہاں ذکر کیا جاتا ہے، جہاں التباس کا خوف ہو اور افضل الرسل سے بداہتاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں، اس لیے نام ذکر کرنے کی ضرورت نہ رہی۔

سوال نمبر 5:-الكتاب مرتب على مقدمة وقسمين، لأن المذكور فيه إما من مقاصد الفن أولا، الثاني المقدمة، والأول إما أن يكون البحث فيه عن الأدلة وهو القسم الأول، أوعن الأحكام وهو القسم الثاني .

(الف) بامحاورہ ترجمہ کریں؟

(ب) واعلم أن التعريف إما حقيقي وإما اسمي، تعریف کی دونوں قسموں کی وضاحت کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) توضیح کس کتاب کی شرح ہے؟ متن اور ماتن دونوں کا نام لکھیں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت: کتاب مرتب ہے ایک مقدمہ اور دو قسموں پر، اس لیے کہ جو کچھ مذکور ہے اس کتاب میں یا تو فن کے مقاصد کے قبیل سے ہوگا یا نہیں ہوگا، ثانی مقدمہ ہے۔ اوّل یا تو بحث اس میں ادلہ سے ہوگی اور وہ قسم اوّل ہے، اور یا احکام سے ہوگی، وہ قسم ثانی ہے۔

(ب) تعریف حقیقی اور تعریف اسمی کی وضاحت:

واضع جب کسی شیء کا کوئی نام وضع کرنا چاہتا ہے، تو پہلے اس شیء کا تصور و تعقل کرتا ہے پھر یہ متصورہ متعقل دو حال سے خالی نہیں ہوگا، واضع کا متعقل اس شیء کی نفس حقیقت ہوگی یا دوسری چیز ہوگی، اب اگر واضع کے متعقل (مسمّیٰ اسم) کی ماہیت حقیقیہ کی تعریف اس حقیقت سے کہ ماہیت حقیقیہ ہے، یہ تعریف تعریف حقیقی ہوگی۔ اگر اسم کے مفہوم کی تعریف کی جائے بایں طور کہ اس کی وضاحت مقصود ہو یا اس چیز کی تعریف (اسمی) ہو جس کو واضع نے متصور کیا ہے قطع نظر اس کے کہ اس کے لیے نفس الامر میں حقیقت و ماہیت بھی ہے، ان دونوں صورتوں میں اس تعریف کو تعریف اسمی کہیں گے۔

(ج) توضیح کس کتاب کی شرح، متن اور ماتن دونوں کا نام:

توضیح، تنقیح کی شرح ہے۔ ان کا اسم گرامی صدر الشریعہ علامہ عبید اللہ بن مسعود ہے۔ شارح کا نام: مسعود بن عمر المعروف علامہ سعد الدین تفتازانی ہے۔

سوال نمبر 6:- نَقَلَ لِلْمُضَافِ تَعْرِيْفَيْنِ، مَقْبُوْلًا وَمُزَيَّفًا وَلِلْمُضَافِ إِلَيْهِ تَعْرِيْفَيْنِ صَرَّحَ بِتَزْيِيْفِ أَحَدِهِمَا دُوْنَ الْاٰخَرِ، ثُمَّ ذَكَرَ مِنْ عِنْدِهٖ تَعْرِيْفًا ثَالِثًا۔

(الف) عبارت کی تشکیل اور ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) فقہ کی تینوں تعریفیں قلم بند کریں؟

جواب: (الف) اعراب و ترجمہ عبارت:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے مضاف کی دو تعریفیں کی ہیں یعنی مقبول اور غیر مقبول اور مضاف الیہ کی بھی دو تعریفیں کی ہیں۔ تصریح ان دو میں سے ہر ایک کے غیر مقبول ہونے کی نہ کی۔ پھر مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے تیسری تعریف بھی کی ہے۔

(ب) فقہ کی تین تعریفات:

۱- اَلْفِقْهُ مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَالَهَا وَعَلَيْهَا عَمَلًا یعنی فقہ نفس کا ان اعمال کو جاننا ہے، جو نفس کے لیے مفید اور جو نفس کے لیے مضر ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲-اَلْفِقْهُ الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ مِنْ اَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ یعنی فقہ نام ہے ان احکام شرعیہ عملیہ کے جاننے کا جو ادلہ تفصیلیہ سے حاصل ہوں۔ ادلّہ تفصیلیہ سے مراد کتاب، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔

۳-هُوَ الْعِلْمُ بِكُلِّ الْاَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْعَمَلِيَّةِ الَّتِىْ قَدْ ظَهَرَ نَزُوْلُ الْوَحْيِ بِهَا وَالَّتِىْ اِنْعَقَدَةِ الْاِجْمَاعُ عَلَيْهَا مِنْ اَدِلَّتِهَا مَعَ مَلْكَةِ الْاِسْتِنْبَاطِ الصَّحِيحِ مِنْهَا ۔ یعنی ان تمام احکام شرعیہ عملیہ کے جاننے کا نام ہے، جن پر وحی کا نزول ظاہر ہوا ہو اور ان احکام شرعیہ عملیہ کے جاننے کا نام ہے، جن پر اجماع منعقد ہوا ہو بایں طور کہ یہ علم ان کے ادلہ سے حاصل ہو اور اس کے ساتھ ساتھ ان احکام سے استنباط صحیح کا ملکہ بھی حاصل ہو۔

☆☆☆

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فی العلوم العربيه و الاسلاميه

(ایم اے عربی و اسلامیات) السنة الاولٰی للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة الرابعة: أصول الحديث وأصول التحقيق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: دونوں قسموں میں سے دو دو سوالات کا حل مطلوب ہے۔

القسم الأول...... أصول الحديث

السوال الأول:- (الف) حدیث مشہور کی تعریف لکھیں اور بتائیں کہ اسے حدیث مشہور کہنے کی وجہ کیا ہے؟ ۱۰

(ب) فقہاء کے نزدیک حدیث مشہور کی تعریف کیا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟ ۱۰

(ج) بعض حضرات نے مستفیض اور مشہور میں ایک نسبت بیان کی ہے وہ کیا ہے؟ ۵

السوال الثاني:- وكلها أى الأقسام الأربعة المذكورة سوى الأول وهو المتواتر أحاد ۔

(الف) ترجمہ کریں اور اقسام اربعہ کی وضاحت کریں؟ ۱۵

(ب) خبر واحد کی لغوی و اصطلاحی تعریف کریں اور اس کی دو قسموں مقبول و مردود کی وضاحت کریں؟ ۱۰

السوال الثالث:- ثم الغرابة إما أن تكون فى أصل السند　أى فى الموضع

Madaris News Official

H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

الـذی یـدور الإسـنـاد عـلیـه ویـرجـع ولـو تـعـددت الـطرق إلیه وهو طرفه الذی فیه الصحابی .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۷+۸=۱۵

(ب) فرد مطلق کسے کہتے ہیں تعریف کریں اور کوئی مثال ذکر کریں؟ ۱۰

القسم الثانی...... أصول التحقیق

السوال الرابع:۔ (الف) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام پر روشنی ڈالیں؟ ۱۵

(ب) تقابلی تحقیق کسے کہتے ہیں اور یہ کس اعتبار سے ہوتی ہے؟ ۱۰

السوال الخامس: (الف) لائبریری میں موجود کتب کی اقسام کا مختصر تذکرہ کریں؟ ۱۵

(ب) لائبریری سے کتاب لینے کے کوئی سے چار اصول ذکر کریں؟ ۱۰

السوال السادس:۔ نامناسب موضوعات میں سے کوئی سے پانچ موضوعات کا مختصر مگر جامع خاکہ ذکر کریں؟ ۲۵

☆☆☆☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

چوتھا پرچہ: اصول حدیث و اصول تحقیق

حصہ اوّل: اصول حدیث

السوال الأول:۔ (الف) حدیث مشہور کی تعریف لکھیں اور بتائیں کہ اسے حدیث مشہور کہنے کی وجہ کیا ہے؟

(ب) فقہاء کے نزدیک حدیث مشہور کی تعریف کیا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

(ج) بعض حضرات نے مستفیض اور مشہور میں ایک نسبت بیان کی ہے وہ کیا ہے؟

جواب: (الف) حدیث مشہور کی تعریف اور اس کی وجہ تسمیہ:

حدیث مشہور وہ ہے، جس کے ہر طبقہ (زمانہ) میں کم از کم تین راوی ضرور ہوں اور زائد اس قدر ہوں کہ متواتر کی تمام شرائط کو محیط نہ ہوں۔

چونکہ یہ حدیث دیگر کے مقابلہ میں زیادہ معروف و عام ہے، اس لیے اسے مشہور کہا جاتا ہے۔ اس کا منکر کافر نہیں ہوتا بلکہ گمراہ ہوتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) فقہاء کے ہاں حدیث مشہور کی تعریف اور وجہ تسمیہ:

وہ حدیث جو عصر صحابہؓ میں بر واحد کی طرح ہو مگر دوسرے یا تیسرے دور میں مشہور ہو جائے اور ملت اسلامیہ اسے قبول کرلے حتیٰ کہ متواتر کی طرح ہو جائے اور ہم تک پہنچے جیسے مسعود علی الخفین اور زنا کی صورت میں رجم کرنا۔

وجہ تسمیہ: حدیث مشہور کو مشہور اس کی شہرت کی بنا پر کہا جاتا ہے۔

(ج) مستفیض اور مشہور کی نسبت میں فرق:

مستفیض اور مشہور کے درمیان تساوی کی نسبت ہے یعنی دونوں ایک دوسری کے افراد پر برابر طور پر صادق آتی ہیں۔

السوال الثاني:- وكلها أى الأقسام الأربعة المذكورة سوى الأول وهو المتواتر أحاد .

(الف) ترجمہ کریں اور اقسام اربعہ کی وضاحت کریں؟

(ب) خبر واحد کی لغوی و اصطلاحی تعریف کریں اور اس کی دو قسموں مقبول و مردود کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت اور اقسام اربعہ کی وضاحت:

ترجمہ: یہ سب کی سب یعنی اقسام اربعہ مذکورہ پہلی کے سواء، جو کہ متواتر ہے سب آحاد ہیں۔

۱-خبر متواتر: یہ یقین کا فائدہ دیتی ہے اور یہی اس کا حکم بھی ہے اور اس کی شرائط میں سے ایک شرط بھی ہے لیکن یہ شرط خبر متواتر کے تحقق کے اعتبار سے ہے۔

۲-خبر آحاد: یہ وہ ہوتی ہے، جس کے لیے دو سے زائد طرق محصور ہوتے ہیں۔ اس کے واضح ہونے کی وجہ سے اسے خبر مشہور کہا جاتا ہے۔

۳-خبر عزیز: وہ خبر ہے کہ جسے ہر زمانہ میں دو سے کم راوی روایت نہ کریں۔ اس کا نام یا تو قلیل الوجود ہونے کی وجہ سے ہے یا اس کے طریق ثانی سے پائے جانے کی بناء پر قوی ہونے کی وجہ سے ہے۔ خبر عزیز، خبر صحیح کے لیے شرط نہیں ہے، خلاف ہے اس کا جس نے یہ گمان کیا ہے اور وہ ابو علی جبائی معتزلی ہے۔

۴-غریب: وہ خبر ہے، جس کی روایت میں شخص واحد متفرد ہو اور یہ تفرد خواہ سند کے کسی مقام میں ہو۔

السوال الثالث:- ثُمَّ الْغَرَابَةُ إِمَّا أَنْ تَكُوْنَ فِيْ أَصْلِ السَّنَدِ أَيْ فِي الْمَوْضِعِ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اَلَّذِيْ يَدُوْرُ الْإِسْنَادُ عَلَيْهِ وَ يَرْجِعُ وَلَوْ تَعَدَّدَتِ الطُّرُقُ إِلَيْهِ وَهُوَ طَرْفُهُ الَّذِيْ فِيْهِ الصَّحَابِيُّ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) فرد مطلق کسے کہتے ہیں تعریف کریں اور کوئی مثال ذکر کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر عبارت اور ترجمہ عبارت:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

پھر غرابت یا تو اصل سند میں ہوگی یعنی اس مقام پر ہوگی جس مقام پر سند کا مدار ہوتا ہے، اور جب جگہ سند کے لیے مرجع ہوتی ہے اگر چہ اس کے طرق متعدد ہو جائیں۔ یہ وہ طرف ہے جس میں صحابی ہو۔

(ب) فرد مطلق کی تعریف اور مثال:

تعریف: پہلی صورت یعنی وہ حدیث پاک جسے اکیلا تابعی صحابی سے روایت کرے اگر چہ اس تابعی سے روایت کرنے والے متعدد رواۃ ہوں، اسے فرد مطلق کہتے ہیں۔

مثال: جس طرح حدیث: نهى عن بيع الولاء وعن هبة الخ ہے جسے صرف حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ (تابعی) نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (صحابی) سے روایت کیا ہے۔

القسم الثاني ...... أصول التحقيق

السوال الرابع:- (الف) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام پر روشنی ڈالیں۔

(ب) تقابلی تحقیق کسے کہتے ہیں اور یہ کس اعتبار سے ہوتی ہے؟

جواب: (الف) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام:

موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی بہت سی اقسام ہیں۔ کسی بھی دینی، لغوی، حسابی، منطقی، نفسیاتی، معاشرتی، نباتاتی، حیاتیاتی، فلکیاتی، ارضیاتی، مالی و اقتصادی، انتظامی، انجینئرنگ، فارمیسی، کمپیوٹر یا ان جیسے دیگر نظریاتی و اطلاقی موضوعات پر تحقیق ہو سکتی ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ موضوع کے لحاظ سے تحقیقات کی اقسام دراصل علم و معرفت کی انواع کے لحاظ سے مختلف ہو جاتی ہیں۔ ہر موضوع اپنے اندر کئی فروعات کو سمیٹے ہوئے ہوتا ہے، مثلاً: لغت کے میدان میں بیسیوں مختلف موضوعات پر تحقیق ہو سکتی ہے شاعری، ناول، ڈرامہ، افسانہ، اصواتِ حروف: صرف، نحو، تاریخ لغت، معاجم، علم لغت نویسی، ترجمہ اور زبان کی تعلیم وغیرہ گویا کہ ہر موضوع کے تحت بیسیوں فروعات اور ہر فرع کے ساتھ بیسیوں عنوانات، اور ہر عنوان کے ساتھ بیسیوں اقسام ہوتی ہیں، اور ہر قسم کے مزید کئی شعبے بن جاتے ہیں۔ اس طرح ہزاروں

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

موضوعات ایسے ہیں جنہیں تحقیق کا میدان بنایا جاسکتا ہے۔

(ب) تقابلی تحقیق اور اس کے وقوع کا اعتبار:

اس قسم کی تحقیق میں دو شخصیات یا دو ریاستوں، دو زمانوں، دو کتابوں، دو فلسفوں، دو طرح کے اسالیب یا ایک نوع کے دو امور کے درمیان موازنہ کیا جاتا ہے۔ اس موازنے کی دو جہتیں ہوتی ہیں: ایک جہتِ مشابہت اور دوسری جہتِ اختلاف۔ مگر محقق صرف مشابہت کے پہلو یا صرف اختلاف کے پہلو کو بھی موضوع تحقیق بنا سکتا ہے۔

السوال الخامس:- (الف) لائبریری میں موجود کتب کی اقسام کا مختصر تذکرہ کریں؟
(ب) لائبریری سے کتاب لینے کے کوئی سے چار اصول ذکر کریں؟

جواب: (الف) لائبریری میں موجود کتب کی اقسام:

لائبریری میں موجود مصادر و مراجع اور کتب کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1-عمومی دائرۃ المعارف: (General Encyclopedias)

ایسے انسائیکلوپیڈیاز جن میں مختلف علمی، معاشرتی، اور ادبی موضوعات سے متعلق معلومات اکٹھی کی جائیں "عمومی دائرۃ المعارف" (General Encyclopedias) کہلاتے ہیں۔ ان میں معاجم کی طرح حروف تہجی کی ترتیب پر موضوعات کو مرتب کیا جاتا ہے۔ جیسے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (Encyclopedia Britannica)، امریکن انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia Americana)، عالمی انسائیکلو پیڈیا (International Encyclopedia) اور اردو دائرہ معارف اسلامیہ، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور وغیرہ۔

2-مخصوص دائرۃ المعارف: (Specialized Encyclopedia)

ایسے دائرۃ المعارف جن میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سے کسی ایک پر تفصیلی معلومات فراہم کی جائیں "مخصوص دائرۃ المعارف" (Specialized Encyclopedia) کہلاتے ہیں، جیسے انگلش زبان و ادب کا انسائیکلوپیڈیا (Encyclopedia of English Literature)، تعلیم کا انسائیکلوپیڈیا (Encyclopedia of Education)، معاشرتی علوم کا انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia of Social Sciences)، تاریخ کا انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia of History) اور دین و اخلاق کا انسائیکلوپیڈیا (Encyclopedia of Religion and Ethies) عربی زبان میں بھی بہت سے مخصوص انسائیکلو پیڈیاز "موسوعۃ" اور

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

''دائرۃ المعارف'' کے نام سے تیار کیے گئے ہیں۔

3-عمومی معاجم:(General Dictionaries)

ایسی لغات وقوامیس جن میں کسی ایک موضوع پر اکتفانہ کیا جائے، انہیں عمومی معاجم کہا جاتا ہے۔ان لغات میں بعض اوقات ایک ہی زبان استعمال کی جاتی ہے یعنی ایک زبان کے مفردات کی تشریح اسی زبان میں کی جاتی ہے۔ جیسے انگلش سے انگلش لغت۔ بعض اوقات لغت میں دو زبانیں استعمال کی جاتی ہیں یعنی ایک زبان میں مفردات ذکر کیے جاتے ہیں اور دوسری زبان میں ان کی تشریح کی جاتی ہے۔ جیسے انگلش سے عربی لغت، بعض اوقات لغت میں تین زبانیں بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ ایسی لغات میں ایک زبان میں مفردات کا ذکر ہوتا ہے اور دو زبانوں میں ان کی تشریح کی جاتی ہے، جیسے انگلش سے فارسی اور عربی لغت۔

4-مخصوص معاجم:(Specialized Dictionaries)

ایسی لغات جن میں کسی مخصوص موضوع پر معلومات فراہم کی جائیں، انہیں مخصوص معاجم (Specialized Dictionaries) کہا جاتا ہے جیسے لغوی اصطلاحات کی ڈکشنری، اصطلاحات ریاضیات کی ڈکشنری، اصطلاحات کمپیوٹر کی ڈکشنری، طبی اصطلاحات کی ڈکشنری، اسلامی اصطلاحات کی ڈکشنری اور تعلیمی ڈکشنری وغیرہ۔ علوم وفنون کی تمام طرحوں میں ایک یا دو زبانوں پر مشتمل مخصوص معاجم موجود ہیں۔ یہ معاجم کسی فن سے متعلق کسی خاص اصطلاح کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں جبکہ عام لغوی معاجم میں یہ اصطلاحات اتنی آسانی سے دستیاب نہیں ہوتیں۔

5-سالانہ کارکردگی پر مبنی کتب:(Year Books)

بہت سے حکومتی اور غیر حکومتی ادارے ہر سال کے اختتام پر سالانہ رپورٹس شائع کرتے ہیں جو بہت سے اعداد وشمار اور سالانہ کارکردگی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ان کتابوں کے ذریعے بہت سی جدید معلومات اور مستند اطلاعات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

6-سوانح عمریاں:(Biographies)

سوانح عمریاں کسی بھی میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والی مایہ ناز شخصیات کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہیں۔ یہ شخصیات مختلف زمانوں میں مختلف علاقوں میں زندگی گزارتی ہیں، لیکن ان سوانح عمریوں کے ذریعے ان کے حالات تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

(ب) لائبریری سے کتاب لینے کے چار اصول:

کتب خانوں سے کتاب کا حصول مخصوص نظام کے تحت ہوتا ہے۔ لائبریریوں کے منتظمین یہ نظام

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

خود طے کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس نظام میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ البتہ اس سسٹم کے مشترکہ عناصر درج ذیل ہیں:

1- کتاب حاصل کرنے کی شرائط:

کتب خانوں میں طالب علم کو کتاب جاری کرنے کے لیے لائبریری کارڈ کی شرط لگائی جاتی ہے۔ بعض کتب خانے یونیورسٹی کارڈ قبول نہیں کرتے بلکہ لائبریری کارڈ پر اصرار کرتے ہیں۔

2- کتاب حاصل کرنے کے اوقات:

بعض کتب خانوں میں کتاب حاصل کرنے کے اوقات معیّن ہیں۔ ان اوقات سے پہلے اور بعد میں کتاب جاری نہیں کی جاتی۔

3- لائبریری سے حاصل کردہ کتابوں کی تعداد:

لائبریری سے ایک ہی وقت میں کتابیں حاصل کرنے کے لیے کتابوں کی تعداد مختص کی جاتی ہے۔ اس مقررکردہ تعداد سے زیادہ کتابیں کوئی طالب علم یا استاذ حاصل نہیں کرسکتا ہے۔

4- کتاب واپس کرنے کی مدت:

لائبریری سے حاصل کردہ کتاب کو ایک مخصوص عرصے میں واپس کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ مقررہ مدت کبھی ایک ہفتہ، کبھی دو ہفتے، کبھی ایک مہینہ اور کبھی ایک سال پر محیط ہوتی ہے۔

السوال السادس:- نامناسب موضوعات میں سے کوئی سے پانچ موضوعات کا مختصر مگر جامع خاکہ ذکر کریں؟

جواب: نامناسب موضوعات میں سے کوئی سے پانچ موضوعات:

محقق کو مندرجہ ذیل موضوعات انتخاب کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے:

ا- سوانح عمری:

کسی شخص کی سیرت وسوانح کو موضوع تحقیق بنانے سے گریز کرنا چاہیے کیونکہ یہ اصلی اور تخلیقی تحقیق نہ ہوگی، بلکہ ایک یا ایک سے زیادہ مصادر سے محض نقل کا ایک مجموعہ کہلائے گی۔ البتہ ایک شخص کی سیرت کا دوسرے شخص کی سیرت کے ساتھ موازنہ وتقابل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کسی شخصیت کے انسانی، سیاسی یا ادبی پہلو کو موضوع تحقیق بنایا جاسکتا ہے۔ یا کسی فرد کی شخصیت کے کسی ایک زاویے، معاشرے پر اس کے اثرات یا اس کے علمی کارناموں میں کسی ایک کارنامے یا اس کی تالیفات میں سے کسی ایک کو موضوع تحقیق بنایا جاسکتا ہے۔ سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ آپ کی تحقیق میں کوئی منفرد اور نئی چیز سامنے

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

آئے۔

۲-انتہائی نئے موضوعات:

محقق کو ایسے موضوعات کا انتخاب نہیں کرنا چاہیے جو بہت جدید ہوں یا جن کے بارے میں زیادہ معلومات میسر نہ ہوں یا جن کے بارے میں بہت کم لکھا گیا ہو۔ آپ ایسے موضوع کے بارے میں کیا مقالہ لکھ سکتے ہیں جس کے ماہرین بھی ابھی اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے۔ "**اكتسب فيما تعرف وابتعد عما لا تعرف**" "لکھو جس کے بارے میں جانتے ہو، دور رہو جس کے بارے میں نہیں جانتے ہو"۔

۳-انتہائی فنی موضوعات:

اگر آپ نے یونیورسٹی سے ادب، تعلیم یا معاشرتی علوم (Social Sciences) میں ایم اے کیا ہے، تو آپ "جسم کی قوت مدافعت"، "مریخ پر زندگی کے امکانات"، "الیکٹرونک کمپیوٹرز کی جدید ڈیزائننگ" جیسے دیگر سائنسی اور تکنیکی موضوعات کے بارے میں کیسے لکھ سکتے ہیں۔ ہزاروں موضوعات ایسے ہیں جن کے بارے میں تحقیق کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اس کی استعداد سے بالاتر اور اس کے تخصص سے خارج ہوتے ہیں۔

۴-جذباتی موضوعات:

کئی ایسے موضوعات ہیں جن کے بارے میں ہم انصاف اور غیر جانبداری کے ساتھ لکھ نہیں پاتے کیونکہ ہماری ان سے جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ اگر کوئی محقق ان موضوعات پر لکھنے اور تحقیق کرنے پر مجبور ہو جائے تو پھر اسے اپنے جذباتی پہلو پر مکمل کنٹرول کرنا ہوگا، اور انتہائی ممکنہ حد تک انصاف اور عقلی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے تحقیق کرنا ہوگی، کیونکہ کسی بھی علمی تحقیق کے لیے غیر جانبداری اور انصاف پسندی بنیادی شرط ہے۔

۵-تلخیص:

ایسے موضوع کے انتخاب سے اجتناب کیجیے جو دوسروں کی تحریروں کا خلاصہ معلوم ہو۔ ایک تحقیق کا کئی مصادر و مراجع سے اخذ شدہ مکمل و مدلل مطالعے پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔ جبکہ خلاصہ نویسی میں کوئی تحقیق نہیں ہوتی بلکہ ایک محقق طالب علم کے لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ براہ راست تلخیص نویسی کو مقالے کا موضوع بنائے، کیونکہ ٹرم پیپر میں بھی آپ کے مصادر و مراجع کی تعداد دس سے بیس کے درمیان ہونی چاہیے جبکہ خلاصہ نویسی کے مصادر و مراجع نہیں ہوتے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی،شهادة العالميه فى العلوم العربيه و الاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات)السنة الاولٰى للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة الخامسة: الحديث الشريف-۱

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن ثلثة فقط .

السوال الأول:- عن انس بن مالك قال كانوا اقدار ادوا ان يضربوا بالناقوس و ان فعوا نار الاعلام الصلوٰة حتى راى ذلك الرجل تلك الرؤيا فامر بلال ان يشفع الاذان ويوتر الاقامة .

(الف)حدیث شریف پر اعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کریں؟۱۰+۱۰=۲۰

(ب)حدیث شریف میں شفع اور وتر سے کیا مراد ہے؟۵

(ج)اقامت کی کیفیت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟۹

السوال الثاني:- عن عبدالله بن محمد عن ابيه عن جده قال اتيت النبى صلى الله عليه وسلم فاخبرته كيف رايت الاذان فقال القه على بلال فانه اندى صوتا منك فلما اذن بلال ندم عبدالله فامره رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يقيم فلما تضاد هذان الحديثان اردنا ان نلتمس حكم هذا الباب من طريق النظر لنستخرج به من القولين قولا صحيحا .

(الف)حدیث شریف کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟۱۰+۱۰=۲۰

(ب)کیا ایک شخص کا اذان پڑھنا اور دوسرے کا اقامت کہنا جائز ہے؟اس بارے میں اختلاف ائمہ اور نظر طحاوی بیان کریں؟۱۳

السوال الثالث:- عن ابن عمر أنه كان إذا جدبه السير جمع بين المغرب والعشاء بعدما يغيب الشفق ويقول أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا جدبه السير جمع بينهما .

(الف)حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک شفق کا معنی بیان کریں؟۶+۶+۶=۱۸

(ب)کیا جمع بین الصلاتین جائز ہے؟امام مالک وامام شافعی کا مؤقف لکھ کر احناف کی طرف سے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حدیث مذکور کا جواب تحریر کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

السوال الرابع:- عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا افتتح الصلٰوة يرفع يديه حذو منكبيه ثم يكبر ثم يقول سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰى جدك ولا اله غيرك .

(الف) حدیث شریف کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) کیا ثناء کے ساتھ مزید اذکار کو ملانا جائز ہے؟ اس بارے میں ائمہ احناف کا اختلاف تفصیلاً بیان کریں؟ ۱۳!

☆☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

پانچواں پرچہ: شرح معانی الآثار

السوال الأوّل:- عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانُوْا قَدْاَرَادُوْا اَنْ يَضْرِبُوا بِالنَّاقُوْسِ وَاَنْ يَّرْفَعُوْا نَارًا لِاِعْلَامِ الصَّلٰوةِ حَتّٰى رَاٰى ذٰلِكَ الرَّجُلُ تِلْكَ الرُّؤْيَا فَاُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَيُوْتِرَ الْاِقَامَةَ .

(الف) حدیث شریف پر اعراب لگا کر اردو میں ترجمہ کریں؟

(ب) حدیث شریف میں شفع اور وتر سے کیا مراد ہے؟

(ج) اقامت کی کیفیت کے بارے میں اختلاف ائمہ مع دلائل بیان کریں؟

جواب: (الف) اعراب بر حدیث اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: لوگوں نے ارادہ کیا کہ نماز کا اعلان کرنے کے لیے وہ ناقوس بجائیں، یا آگ بلند کریں، حتیٰ کہ ایک شخص نے خواہ یہ اذان خواب میں ملاحظہ کی، پھر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان دو دو بار اور اقامت ایک بار کہیں۔

(ب) شفع اور وتر کا مفہوم:

شفع: یہ لفظ ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ يَفْتَحُ کا مصدر ہے، جس کا معنیٰ ہے: تکرار، ملانا، جوڑنا اور دو دو پر تقسیم ہونا۔

وتر: یہ بھی ثلاثی مجرد مثال واوی کا مصدر ہے، اس کا معنیٰ ہے: طاق اور ایسا اسم عدد جو دو پر تقسیم نہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہو۔

(ج) اقامت کی کیفیت کے حوالے سے مذاہب آئمہ:

اقامت میں کلمات کی تعداد کے حوالے سے تین مذاہب ہیں:

۱-امام مالک اور اہل مدینہ کے ہاں کلماتِ اقامت دس ہیں۔لفظ اَللّٰہُ اَکْبَـــرُ دومرتبہ،شہادتین دو بار،حیعلتین دوبار،قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ایک بار،لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرُ دوبار اور کلمہ توحید "لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ" ایک بار۔

دلیل: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کلمات اذان دو بار اور کلمات اقامت ایک ایک بار کہے۔

۲-امام احمد،امام شافعی،امام اسحاق بن راہویہ،امام حسن بصری اور اہل شام کا مؤقف ہے کہ کلمات اقامت گیارہ ہیں۔ان کے ہاں صرف "قَـدْ قَـامَتِ الصَّلٰوۃُ" دوبار ہے اور باقی کلمات مذہب اوّل کی مثل ہیں۔

دلیل: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو بار اور اقامت کے کلمات ایک ایک بار کہیں اور "قَـدْ قَـامَتِ الصَّلٰوۃُ" دوبار کہیں۔اس طرح یہ گیارہ کلمات ہوئے۔

۳-امام ابوحنیفہ،سفیان ثوری اور اہل کوفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں کلمات اقامت سترہ ہیں۔پندرہ کلمات اذان اور دوبار قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ خواب میں کلمات تکبیر مثنیٰ مثنیٰ ہیں،کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت مثنیٰ مثنیٰ کہی ہے۔

السـوال الثـانی:- عَنْ عُبَیْدِاللّٰہِ بِنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ کَیْفَ رَاَیْتُ الْاَذَانَ فَقَالَ اَلْقِہِنَّ عَلٰی بِلَالٍ فَاِنَّہٗ اَنْدٰی صَوْتًا مِّنْکَ فَلَـمَّـا اَذَّنَ بِلَالٌ نَـدِمَ عَبْـدُ اللّٰہِ فَاَمَرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّقِیْمَ فَلَمَّا تَضَادَ ھٰـذَانِ الْـحَدِیْثَـانِ اَرَدْنَـا اَنْ نَّـلْتَمِسَ حُکْمَ ھٰذَا الْبَابَ مِنْ طَرِیْقِ النَّظْرِ لِنَسْتَخْرِجَ بِہٖ مِنَ الْقَوْلَیْنِ قَوْلًا صَحِیْحًا ۔

(الف) حدیث شریف کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) کیا ایک شخص کا اذان پڑھنا اور دوسرے کا اقامت کہنا جائز ہے؟ اس بارے میں اختلاف ائمہ اور نظر طحاوی بیان کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) اعراب حدیث اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگادیے گئے اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں، انہوں نے کہا: میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے عرض کیا، جو کچھ اذان کے بارے میں نے خواب میں دیکھا تھا، تو آپ نے فرمایا: تم یہ کلمات اذان بلال کو بتاؤ، کیونکہ وہ تم سے زیادہ بلند آواز ہیں، پس جب بلال نے اذان کہی تو حضرت عبداللہ پریشان ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اقامت کہنے کا حکم فرمایا۔ جب یہ دونوں روایات متضاد ہوئیں تو دونوں روایات میں سے ہم صحیح اور مناسب قول کا استخراج کریں گے۔

(ب) ایک شخص کا اذان اور دوسرے کا اقامت کہنے میں مذاہب آئمہ:

اس بات میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ جو شخص اذان کہے وہی اقامت کہے گا۔ اگر ایک شخص اذان کہے اور دوسرا اقامت کہے تو جواز وعدم جواز میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱- امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور لیث بن سعد رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ایک شخص اذان پڑھے اور دوسرے کا اقامت کہنا درست نہیں ہے۔

دلیل: حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو اقامت کہنے سے منع کر دیا تھا، کیونکہ زیاد بن الحارث الصدائی نے اذان پڑھی تھی، اس لیے اس کو حکم فرمایا کہ تم اقامت بھی کہو۔

۲- امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ مؤذن کے علاوہ دوسرے آدمی کا اقامت کہنا جائز ہے۔ تاہم بعض کا کہنا ہے کہ مؤذن کی رضامندی سے جائز ہے۔

دلیل: وہ روایت ہے کہ حضرت بلال نے اذان کہی اور عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم سے تکبیر کہی۔

السوال الثالث:- عن ابن عمر أنه كان إذا جدبه السير جمع بين المغرب والعشاء بعدما يغيب الشفق ويقول أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا جدبه السير جمع بينهما .

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں نیز امام ابوحنیفہ اور صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک شفق کا معنی بیان کریں؟

(ب) کیا جمع بین الصلاتین جائز ہے؟ امام مالک و امام شافعی کا مؤقف لکھ کر احناف کی طرف سے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

حدیث مذکور کا جواب تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جب وہ سفر کا قصد کرتے تو شفق غروب ہونے کے بعد نماز مغرب اور نماز عشاء کو جمع کرتے اور یوں فرماتے: بے شک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ کرتے، تو دو نمازوں کو اس طرح جمع کرتے تھے۔

احناف کے نزدیک شفق کا معنیٰ:

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شفق وہ سفیدی ہے، جو افق میں سرخی کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ اس کے ختم ہونے پر مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک شفق اس سرخی کو کہتے ہیں، جو سورج غروب ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ جب یہ سرخی ختم ہو جاتی ہے، تو مغرب کا وقت ختم اور عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے۔

(ب) دو نمازوں کو جمع کرنے کے حوالے سے امام مالک اور امام شافعی کا مذہب:

جمع بین صلوٰتین کی دو اقسام ہیں:

(i) جمع صوری: دو نمازوں کو ایسے ادا کرنا کہ دونوں اپنے اپنے وقتوں میں ہوں یعنی پہلی نماز اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز اس کے بالکل ابتدائی وقت میں ادا کرنا۔ یہ جائز ہے۔

(ii) جمع حقیقی: دو نمازوں کو بالکل ایک نماز کے وقت میں جمع کر کے ادا کرنا یعنی نماز ظہر اور نماز عصر کو ظہر کے وقت میں یا عصر کے وقت میں ادا کرنا۔ یہ منع ہے۔ تاہم حج کے موقع پر میدان عرفات اور میدان مزدلفہ میں دو نمازوں کا جمع حقیقی کے طور پر جائز ہے۔

دریافت طلب یہ مسئلہ ہے کہ دو نمازوں کو جمع حقیقی کے طور پر جمع کرنے کے حوالے سے امام مالک اور امام شافعی کا مذہب کیا ہے؟

۱- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ ہر سفر، عذر اور مرض کے موقع پر دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے۔

۲- امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ محض مرض بطن کے عذر کے سبب دو نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے اور ہر عذر یا مرض کی وجہ سے نہیں۔

احناف کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب:

احناف کی طرف سے حدیث مذکور کا جواب کئی طرح سے دیا گیا ہے۔

۱- یہ حدیث منسوخ ہے، اس آیت سے اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ الخ۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲-خبر واحد نص صریح کے مقابلہ میں آجائے، تو وہ غیر معمول بہا ہوتی ہے۔

السوال الرابع:- عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مِنْكَبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ. (2023ء)

(الف) حدیث شریف کی تشکیل اور ترجمہ کریں؟

(ب) کیا ثناء کے ساتھ مزید اذکار کو ملانا جائز ہے؟ اس بارے میں ائمہ احناف کا اختلاف تفصیلاً بیان کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب اور اس کا ترجمہ:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے، انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کا آغاز کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کی لو تک بلند کرتے تھے، پھر تکبیر کہہ کر یوں شروع کرتے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ الخ۔

(ب) ثناء کے ساتھ مزید اذکار شامل کرنے میں مذاہب آئمہ:

نماز کے آغاز میں ثناء کے ساتھ مزید اذکار کا ملانا بھی جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱-امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا موقف ہے کہ اس موقع پر مسنون اذکار کا شامل کرنا جائز ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے، انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کا آغاز ان الفاظ سے کرتے تھے: سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ الخ۔

۲-امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اس موقع پر کوئی ذکر مسنون و مستحب نہیں ہے۔ انہوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم قراءت کا آغاز یوں کرتے تھے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ الخ۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

الاختبار السنوی، شهادة العالميه فی العلوم العربيه والاسلاميه

(ایم اے عربی واسلامیات) السنة الاولی للطلاب السنة ۱۴۴۳ھ

الورقة السادسة: للمؤطين

الوقت المحدد: ثلاث ساعات　　　　مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن اثنين اثنين من كل قسم

القسم الأول...... مؤطا امام مالك

السوال الأول:- مالك عن زيد بن اسلم عن رجل من بنی ضمرة عن ابيه انه قال سئل عن رسول الله صلى الله عليه وسلم عن العقيقة فقال لا احب العقوق وقال من ولدله ولد فاحب ان ينسك عن ولده فليفعل.

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية وأيضاً بين وجه قوله صلى الله عليه وسلم لا أحب العقوق؟(۵+۵+۵=۱۵)

(ب) هل العقيقة مستحبة أم سنة أو واجبة؟ انقل أقوال الفقهاء الكرام عليهم الرحمة فی هذه المسئلة؟ (۱۰)

السوال الثانی:- عن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما قال جاء ت اليهود الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكروا له صلى الله عليه وسلم ان رجلا منهم وامرأة زنيا فقال لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم ما تجدون فی التوراة فی شان الرجم فقالوا نفضحهم ويجلدون فقال عبدالله بن سلام كذبتم.

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية؟ (۵+۵=۱۰)

(ب) اكتبو معنى الإحصان وشرائطه فی ضوء اختلاف الفقهاء الكرام؟ (۳+۷=۱۰)

(ج) هل الرجم حد شرعی أم لا؟ اكتبوه بالدلائل البينة. (۵)

السوال الثالث:- عن عبدالله بن عباس أنه كان يقول ماكان فی الحولين وإن كانت مصة واحدة فانه يحرم.

(الف) شكل الأثر وترجمه إلى الأردية وأيضابين معنى الرضاعة لغة واصطلاحا؟ (۳+۳+۳=۹)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) ما مدة الرضاعة ومقدارها؟ اكتبوهما في ضوء اختلاف الائمة الأربعة مع دلائلهم؟ (۴×۴=۱۶)

القسم الثاني...... مؤطا امام محمد

السوال الرابع:- عن عبدالله بن رافع مولٰى ام سلمة رضى الله عنها زوج النبى صلى الله عليه وسلم عن ابى هريرة انه ساله عن وقت الصلوٰة فقال ابوهريرة انا اخبرك صل الظهر اذا كان ظلك مثلك والعصر اذا كان ظلك مثليك والمغرب اذا غربت الشمس والعشاء ما بينك وبين ثلث الليل فان نمت الى نصف الليل فلانامت عيناك وصل الصبح بغلس.

(الف) شكل النص وترجمه إلى الأردية؟ (۷+۷=۱۵)

(ب) فصل الاختلاف بين الإمامين أبى حنيفة ومحمد فى أول وقت صلوٰة العصر مع دلائلهما؟ (۱۰)

السوال الخامس:- عن أبى هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم انصرف من صلوٰة جهر فيها بالقراءة فقال هل قرأ معى منكم من أحد فقال رجل أنا يا رسول الله قال فقال إنى أقول مالى أنازع القرآن.

(الف) انقلوا الحديث إلى الأردية؟ (۱۰)

(ب) اكتبوا مقالة وجيزة مشتملة على الأدلة فى منع قراءة الفاتحة خلف الإمام؟ (۱۵)

السوال السادس:- (الف) اعترض بعض الناس على الإمام أبى حنيفة ورموه بامور، اذكر منها ثلاثة مع جوابها؟ (۵×۳=۱۵)

(ب) اذكر مآثر الإمام محمد رحمه الله كمافى المقدمة للكنوى لاتنقص عن عشرين سطرا؟ (۱۰)

☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء سال 2022

چھٹا پرچہ: للموطین

القسم الأول...... مؤطا امام مالك

السوال الأول:- مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِي ضَمْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ سُئِلَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ وَقَالَ مَنْ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْ وَلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ ۔

(الف) شكل النص ثم ترجمه إلى الأردية وأيضاً بين وجه قوله صلى الله عليه وسلم لا أحب العقوق؟

(ب) هل العقيقة مستحبة أم سنة أو واجبة؟ انقل أقوال الفقهاء الكرام عليهم الرحمة في هذه المسئلة ۔

جواب: (الف) ترجمہ حدیث اور اعراب:

اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

مالک، زید بن اسلم سے، بنی ضمرہ کے ایک آدمی نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق پوچھا گیا' تو آپ نے فرمایا: میں عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا اور فرمایا: جس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا "لَا اُحِبُّ الْعُقُوْقَ" کہنے کی وجہ:

عقیقہ اور عقوق (والدین کی نافرمانی) کا الگ ہے مگر عقیقہ کرنا مستحب ہے اگر کوئی صاحب استطاعت ہے' فرض یا واجب نہیں ہے۔ عقوق یعنی والدین کی نافرمانی کرنا حرام ہے، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں عقوق کو ناپسند کرتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے عقیقہ ناپسند ہے۔

(ب) عقیقہ کے مستحب یا سنت یا واجب ہونے بارے میں آئمہ کرام کے اقوال:

عقیقہ کی شرعی حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

۱- امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ عقیقہ سنت مؤکدہ ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق واجب ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دلیل: جمہور کی دلیل یہ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا ذبح کیا۔

۲- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عقیقہ مستحب ہے، جو سنت سے ثابت ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: میں عقوق کو پسند نہیں کرتا، جس آدمی کے ہاں کسی بچہ کی ولادت ہو، تو اس لیے مناسب ہے کہ وہ اس کی طرف سے کوئی جانور ذبح کرے۔

السوال الثانی:- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَتِ الْيَهُوْدُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْهُمْ وَامْرَاَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاةِ فِیْ شَأْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَّامٍ كَذَبْتُمْ .

(الف) شكّل النص ثم ترجمه إلى الأردية؟

(ب) اكتبو معنى الإحصان وشرائطه فی ضوء اختلاف الفقهاء الكرام؟

(ج) هل الرجم حد شرعی أم لا؟ اكتبوه بالدلائل البينة؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یہودی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ سے عرض کیا: ان میں سے ایک مرد اور عورت نے آپس میں زنا کا ارتکاب کر لیا ہے، آپ نے ان سے فرمایا: تم ایسے آدمی کی سزا کے بارے میں اپنی کتاب (تورات) میں کیا پاتے ہو؟ بعض نے کہا: ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور انہیں کوڑے مارے جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے جھوٹ کہا ہے۔

(ب) احصان کی تعریف اور اس کی شرائط کے بارے میں اقوال فقہاء:

''احصان'' کا مطلب ہے کہ شادی شدہ ہونا۔ دریافت طلب یہ بات ہے کہ کیا اس کی کوئی شرط بھی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ ''محصن'' کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ زانی شادی شدہ اور غیر مسلم ہو، تو اسے رجم نہیں کیا جائے گا۔

دلیل: جس طرح دیگر شرعی احکام کے نفاذ کے لیے مسلمان ہونا ضروری اسی طرح رجم کے لیے بھی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مسلمان ہونا ضروری ہے۔

۲- امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے ہاں اہل کتاب زانی کو رجم کیا جائے گا اور رجم کے لیے اس کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے۔

دلیل: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زنا کرنے پر ایک یہودی مرد اور یہودیہ عورت کو رجم کروایا تھا۔

(ج) رجم ایک شرعی سزا ہے:

بلاشبہ رجم ایک شرعی سزا ہے، جس پر مسلمان ہمیشہ عمل پیرا ہوتے آرہے ہیں۔ اس بارے میں کثیر دلائل موجود ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱- زیر بحث کے آخر میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے یہود سے فرمایا: رجم کی سزا تورات میں موجود ہے، لہٰذا تم نے اس کا ذکر نہ کر کے یعنی تحقیر اور کوڑوں کی سزا کا ذکر کر کے کذب بیانی سے کام لیا ہے۔ پس تورات لا کر کھولی گئی، تو ایک شخص نے آیت رجم پر ہاتھ رکھ لیا، پھر سیاق وسباق سے اسے پڑھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: تم اپنا ہاتھ اٹھاؤ، انہوں نے اپنا ہاتھ اٹھایا، تو نیچے آیت رجم تھی، انہوں نے کہا: اے محمد! آپ نے سچ کہا ہے، اس میں آیت رجم موجود ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو رجم کروا دیا۔

۲- کثیر روایات میں مذکور ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی شدہ مرد اور عورت جو زنا کے مرتکب ہوئے تھے، انہیں رجم کی سزا دی۔ تاہم غیر شادی شدہ مرد وعورت کو کوڑوں کی سزا دی اور جلاوطن بھی کروایا۔ مگر جلاوطن کی سزا منسوخ ہوگئی اور رجم اور کوڑوں کی سزا باقی رکھی گئی۔

۳- ابتداء قرآن کریم میں بھی آیت رجم نازل ہوئی تھی، پھر وہ منسوخ التلاوت قرار پائی مگر اس کا حکم باقی رکھا گیا۔

۴- خلفاء راشدین کے زمانہ اور مابعد سے دور حاضر تک ہر دور میں رجم کو شرعی سزا ہی قرار دیا گیا ہے۔

السوال الثالث:- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا كَانَ فِي الْحَوْلَيْنِ وَإِنْ كَانَتْ مَصَّةً وَّاحِدَةً فَإِنَّهُ يُحَرِّمُ .

(الف) شكل الأثر وترجمه إلى الأردية وأيضا بين معنى الرضاعة لغة واصطلاحا؟

(ب) ما مدة الرضاعة ومقدارها؟ اكتبوهما في ضوء اختلاف الائمة الأربعة مع دلائلهم؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگادیئے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے، انہوں نے کہا: دو سال کے عرصہ کے دوران خواہ ایک ہی بار دودھ پیا ہو لیکن اس سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے۔

رضاعت کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لفظ رضاعت کا لغوی معنیٰ ہے: دودھ پینا یا پلانا۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: دو سال کی عمر کے دوران بچے کو دودھ پلانا، جس سے حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔

(ب) مدت رضاعت اور اس کی مقدار میں مذاہب آئمہ:

مدت رضاعت کے بارے میں آئمہ فقہ کے مشہور تین اقوال ہیں:

(۱) رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت میں مذاہب آئمہ:

رضاعت کی زیادہ سے زیادہ مدت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، ان کے مذاہب و دلائل کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ کے نزدیک مدت رضاعت تیس مہینے ہیں، آپ نے قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: "وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ" اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فصال اور حمل دو الگ الگ چیزوں کی ایک ساتھ مدت بیان فرمائی ہے لہٰذا کل مدت دونوں کے لیے علیحدہ علیحدہ کامل طور پر ثابت ہوگی جیسے اگر دو قرضوں کے لیے ایک ہی مدت بیان کی جائے مثلاً کسی کے کسی پر روپے بھی ہوں اور غلہ بھی ہو، اور وہ یوں کہے: میں ایک سال تک تمہیں اپنا قرض ادا کرنے کی مہلت دیتا ہوں، تو یہ مدت ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے کامل طور پر ثابت ہوگی اور ان پر تقسیم نہیں ہوگی، اسی طرح آیت مذکورہ میں بھی ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا والی مدت حمل اور فصال میں سے ہر ایک کے لیے کامل طور پر ثابت ہوگی اور تقسیم نہیں ہوگی۔

۲- آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ: آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ رضاعت کی مدت دو سال یعنی چوبیس مہینے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ارشاد خداوندی ہے: "وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ؕ" اللہ تعالیٰ نے حمل اور فصال دونوں کے لیے تیس ماہ کی مدت مقرر فرمائی ہے، اور حمل کی کم از کم مدت چھ مہینے ہے، لہٰذا جب تیس میں سے چھ کو نکالیں گے، تو لامحالہ چوبیس مہینے باقی بچیں گے اور یہی رضاعت کی مدت بنے گی۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۳-امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ: آپ کا موقف یہ ہے کہ مدت رضاعت تین سال ہے، آپ کی دلیل یہ ہے کہ دو سال پورے ہونے کے بعد ایک ایسی مدت کا وجود ضروری ہے، جس میں بچہ اپنی عادت وفطرت کو تبدیل کر لے اور اس کی وہ نشو ونما جو لبن اور دودھ پر منحصر تھی، خوراک اور دیگر غذا مثلاً طعام وغیرہ میں تبدیل ہو جائے، اور اس تبدیلی کے لیے ایک سال نہایت موزوں مدت ہے، اس لیے ایک سال یہ اور دو سال پہلے ملا کر تین سال ہو جائیں گے اور یہی مدت رضاعت ہوگی۔

سوال نمبر 4: وَطَلَاقُ الْحَامِلِ يَجُوزُ عَقِيبَ الْجِمَاعِ لِأَنَّهُ لَا يُؤَدِّي إِلَى اشْتِبَاهِ وَجْهِ الْعِدَّةِ وَ زَمَانُ الْحَبَلِ زَمَانُ الرَّغْبَةِ فِي الْوَطْئِ لِكَوْنِهِ غَيْرَ مُعَلَّقٍ أَوْ فِيهَا لِمَكَانِ وَلَدِهِ مِنْهَا فَلَا يَقِلُّ الرَّغْبَةُ بِالْجِمَاعِ

(۱) مقدار رضاعت میں مذاہب آئمہ:

دودھ کی وہ مقدار جس کے پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، کتنی مقدار میں ہونا چاہیے؟ اس بارے میں ائمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱-حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا موقف ہے کہ دودھ کی مقدار پانچ چسکیاں ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: آغاز میں قرآن کریم میں دس چسکیوں سے ثبوت حرمت کا حکم نازل ہوا لیکن بعد میں یہ منسوخ ہو گیا اور پانچ چسکیوں والا حکم باقی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک یہ حکم باقی رہا۔

۲-حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، جمہور تابعین، تبع تابعین اور ایک قول کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ مطلق دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ یہ مقدار قلیل ہو یا کثیر۔ گویا ایک قطرہ دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ انہوں نے نصوص قرآن سے دلائل اخذ کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ (تمہاری مائیں وہ ہیں، جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا)

۲-اللاتی ارضعنکم امھاتکم (جن خواتین نے تمہیں دودھ پلایا وہ تمہاری مائیں ہیں)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت جس میں قرآن میں دس چسکیوں کا حکم تھا، پھر منسوخ ہو کر پانچ چسکیاں باقی رہ گئیں۔ یہ حکم نہ قرآن میں موجود ہے، نہ اس کی تلاوت کی گئی اور نہ تلاوت کی جاتی ہے۔ گویا یہ ایک بے سروپا روایت ہے جس سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

القسم الثاني...... مؤطا امام محمد

السوال الرابع:- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلٰى اُمِّ سَلْمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهٗ سَاَلَهٗ عَنْ وَّقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبُ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَاِنْ نِّمْتَ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَانَامَتْ عَيْنَاكَ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ۔

(الف) شكل النص وترجمه إلى الأردية؟

(ب) فصل الاختلاف بين الإمامين أبي حنيفة ومحمد في أول وقت صلوٰة العصر مع دلائلهما؟

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ حدیث:

اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

زوجہ رسول حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ بن رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نماز کے وقت کے بارے میں دریافت کیا، تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں کہ جب تمہارا سایہ ایک مثل ہو جائے، تو تم نماز ظہر ادا کرو اور جب تمہارا سایہ دو مثل ہو جائے، تو تم نماز عصر ادا کرو، جب سورج غروب ہو جائے، تو نماز مغرب پڑھو، اور نماز عشاء رات کے تہائی حصہ تک پڑھ سکتے ہو۔ پس اگر تم نصف رات سے پہلے سونے کی کوشش کرو، تو (اللہ کرے) تمہاری آنکھیں نہ سوئیں اور نماز صبح اندھیرے میں پڑھو۔

(ب) نماز عصر کے اوّل وقت میں امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے مذاہب مع دلائل:

اس بات میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ زوال کا وقت ختم ہوتے ہی ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تاہم ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہونے کے وقت میں فقہاء احناف کا اختلاف ہے۔

ا- صاحبین اور امام زفر رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ نماز ظہر کا وقت اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک گنا ہونے پر ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دلیل: ان کی دلیل یہ مشہور روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبرائیل نے مجھے خانہ کعبہ کے پاس دو مرتبہ نماز پڑھائی، چنانچہ پہلی مرتبہ ظہر کی نماز پڑھائی جس وقت سایہ شراک کے مثل تھا، پھر عصر کی نماز پڑھائی جس وقت ہر چیز اپنے کے مثل تھی۔ یہاں شراک سے مراد وہ سایہ ہے، جو عین نصف

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

النہار کے وقت ہوتا ہے۔

۲-امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دلیل: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب گرمی شدت اختیار کر جائے تو نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے سانس کی وجہ سے ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ حجاز مقدس وغیرہ میں مثل اوّل پر گرمیوں میں ابراد نہیں ہوتا، بلکہ اس وقت آسمان پورے شباب پر شرارے برساتا ہے۔

السوال الخامس:- عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم انصرف من صلوٰة جهر فيها بالقراءة فقال هل قرأمعي منكم من أحد فقال رجل أنا يا رسول الله قال فقال إني أقول مالي أنازع القرآن .

(الف) انقلوا الحديث إلى الأردية؟

(ب) اكتبوا مقالة وجيزه مشتملة على الأدلة في منع قراءة الفاتحة خلف الإمام؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز جہری سے پھرے، تو آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قرأت کی ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے قرأت کی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی کہتا ہوں کہ قرأت کرنے میں مجھے الجھن کیونکر ہو رہی ہے۔

(ب) قرأت فاتحہ خلف الامام کی ممانعت پر مضمون:

فقہاء احناف کے ہاں قرأت فاتحہ خلف الامام ممنوع ہے، اس بارے میں کثیر دلائل ہیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱-''قرآن کریم سے جتنا بھی میسر ہو، تم اس کی قرأت کرو''۔ (القرآن)

۲-اسی سے زائد افاضل صحابہ کرام سے عدم قرأت فی خلف الامام پر اجماع ہے۔

۳-قیاس کا بھی تقاضا ہے کہ امام کی اقتداء میں قرأت نہ کی جائے، کیونکہ قرأت کرنا نماز میں خشوع وخضوع کے لیے مانع ہے۔

۴-حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا، جس میں آپ نے ہمیں نماز کے طریقہ کی تعلیم دی، آپ نے فرمایا: جب امام تکبیر کہے، تو تم بھی تکبیر کہو،

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ الخ کہے تو تم آمین کہو۔ ایک روایت میں ہے پس جب وہ قرأت کرے، تو تم خاموشی اختیار کرو۔

۵- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام کا انتخاب اس لیے کیا جاتا ہے کہ جب وہ تکبیر کہے، تم بھی تکبیر کہو، جب وہ قرأت کرے، تو تم خاموشی اختیار کرو، جب وہ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ الخ کہے تو تم آمین کہو۔

۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام قرأت کرے، تو تم خاموشی اختیار کرو۔

۷- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نماز میں جہری قرأت کی جاتی ہے، جب امام قرأت کرے، تو تم میں سے کوئی اس کے ساتھ قرأت ہرگز نہ کرے۔

۸- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص امام کی اقتداء میں نماز ادا کرے، تو امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔

ان روایات اور ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا کہ امام کی اقتداء میں پڑھی جانے والی نماز میں قرأت کرنا منع ہے۔

السوال السادس:- (الف) اعترض بعض الناس على الإمام أبي حنيفة وموه بامور، اذكر منها ثلاثة مع جوابها .

(ب) اذكر مآثر الإمام محمد رحمه الله كمافي المقدمة للكنوى لاتنقص عن عشرين سطرا .

جواب: (الف) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر کیے گئے اعتراضات اور تین کے جوابات:

معاندین ومخالفین کی طرف سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ پر کل آٹھ اعتراضات کیے گئے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- امام صاحب قیاس کو سنت پر مقدم رکھتے تھے۔

جواب: یہ طعن بلا دلیل اور جہالت پر مبنی ہے، جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲- کثیر الرائے ہونے کے سبب محدثین ان کے اصحاب کو اصحاب رائے کہتے ہیں؟

جواب: یہ طعن ہرگز نہیں ہے، بلکہ آپ کی دانائی، معاملہ فہمی، دور اندیشی اور صاحب علم کی علامت ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۳-آپ سے بہت کم احادیث منقول ہیں؟

جواب: یہ طعن کی صورت نہیں بنتی ورنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی قلیل واقل روایات منقول ہیں۔

(ب) آئمہ ثلاثہ کا مختصر تعارف:

۳-امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ:

کنیت ونام: آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کنیت ابوعبداللہ اور نام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی رحمہ اللہ تعالیٰ ہے۔

حصول علم: آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے علماء سے علم حاصل کیا۔

اساتذہ: آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے اساتذہ میں امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام مالک بن انس اور اوزاعی رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ سرفہرست ہیں۔

تلامذہ: آپ رحمہ اللہ تعالیٰ کے تلامذہ میں محمد بن ادریس شافعی، ابوسلیمان جوزجانی اور ہشام عبیداللہ رازی وغیرہ شامل ہیں۔

وصال: آپ نے ۱۸۹ھ کو ایران کے شہر "رے" کے قریب انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الأولٰى: علم الكلام

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- اِعْلَمْ اَنَّ الْاَحْكَامَ الشَّرْعِيَّةَ مِنْهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِكَيْفِيَّةِ الْعَمَلِ وَ تُسَمّٰى فَرْعِيَّةً وَعَمَلِيَّةً وَمِنْهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِالْاِعْتِقَادِ وَتُسَمّٰى اَصْلِيَّةً وَاعْتِقَادِيَّةً وَالْعِلْمُ الْمُتَعَلِّقُ بِالْاُوْلٰى يُسَمّٰى عِلْمَ الشَّرَائِعِ وَالْاَحْكَامِ لِمَا اَنَّهَا لَا تُسْتَفَادُ اِلَّا مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ وَلَا يَسْبِقُ الْفَهْمُ عِنْدَ اِطْلَاقِ الْاَحْكَامِ اِلَّا اِلَيْهَا وَبِالثَّانِيَةِ عِلْمُ التَّوْحِيْدِ وَالصِّفَاتِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) کیفیت عمل سے متعلقہ احکام کو فرعیہ وعملیہ اور اعتقاد سے متعلقہ احکام کو اصلیہ واعتقادیہ کیوں کہا جاتا ہے؟ ۱۰

(ج) اعتقاد سے متعلقہ احکام کے علم کو علم التوحید والصفات موسوم کرنے کی وجہ تحریر کریں؟ ۴

سوال نمبر 2:- (الف) درج ذیل میں سے تین فرقوں کا مختصر تعارف سپردِ قلم کریں؟ ۳×۸=۲۴

معتزلہ، خوارج، قدریہ، جبریہ، مشبہ

(ب) اسباب علم کتنے اور کون کون سے ہیں؟ کسی ایک کی وضاحت کریں؟ ۹

سوال نمبر 3:- وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْكَافِرِيْنَ وَلِبَعْضِ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَتَنْعِيْمُ اَهْلِ الطَّاعَةِ فِي الْقَبْرِ وَسُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ ثَابِتٌ بِالدَّلَائِلِ السَّمْعِيَّةِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۸=۱۳

(ب) عذاب قبر کے بارے اہلسنّت اور معتزلہ کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) اہلسنّت کی طرف سے معتزلہ کے دلائل کا جواب سپردِ قلم کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 4:- والشاعفة ثابتة للرسل والأخيار فی حق أهل الكبائر .

(الف) شفاعت کے بارے اہل سنت اور معتزلہ کا اختلاف مع الدلائل زینتِ قرطاس کریں؟ ۱۳

(ب) ایمان کا لغوی وشرعی معنی بیان کریں اور لغوی شرعی معنی میں مناسبت بیان کریں؟ ۱۰

(ج) ایمان اور اسلام میں فرق ہے یا ایک ہیں؟ اپنا مؤقف دلائل سے واضح کریں؟ ۱۰

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

سوال نمبر 1:- اِعْلَمْ اَنَّ الْاَحْكَامَ الشَّرْعِيَّةَ مِنْهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِكَيْفِيَّةِ الْعَمَلِ وَ تُسَمّٰى فَرْعِيَّةً وَعَمَلِيَّةً وَمِنْهَا مَا يَتَعَلَّقُ بِالْاِعْتِقَادِ وَتُسَمّٰى اَصْلِيَّةً وَاعْتِقَادِيَّةً وَالْعِلْمُ الْمُتَعَلِّقُ بِالْاُوْلٰى يُسَمّٰى عِلْمَ الشَّرَائِعِ وَالْاَحْكَامِ لِمَا اَنَّهَا لَا تُسْتَفَادُ اِلَّا مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ وَلَا يَسْبِقُ الْفَهْمُ عِنْدَ اِطْلَاقِ الْاَحْكَامِ اِلَّا اِلَيْهَا وَبِالثَّانِيَةِ عِلْمِ التَّوْحِيْدِ وَالصِّفَاتِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) کیفیت عمل سے متعلقہ احکام کو فرعیہ و عملیہ اور اعتقاد سے متعلقہ احکام کو اصلیہ و اعتقادیہ کیوں کہا جاتا ہے؟

(ج) اعتقاد سے متعلقہ احکام کے علم کو علم التوحید والصفات موسوم کرنے کی وجہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ”تو جان لے کہ احکام شرعیہ میں بعض وہ ہیں جو کیفیتِ عمل سے تعلق رکھتے ہیں، انہیں فرعیہ و عملیہ کہتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو اعتقاد سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا نام اصلیہ و اعتقادیہ رکھا جاتا ہے۔ وہ علم جو اوّل سے متعلق ہوتا ہے اسے علم الشرائع والاحکام کہتے ہیں، کیونکہ وہ شرع کی جانب سے مستفاد ہوتے ہیں جب احکام کا لفظ بولا جاتا ہے تو ذہن نہیں ان احکام کی طرف سبقت کرتا ہے، جو عمل سے متعلق ہوتے ہیں۔ وہ علم جو دوسری قسم سے متعلق ہوتا ہے (یعنی اعتقاد سے) تو اسے علم التوحید والصفات کا نام دیتے ہیں۔

(ب) وجہ تسمیہ:

کیفیت عمل سے متعلقہ احکام کو فرعیہ تو اس لیے کہتے ہیں: یہ علم اصولِ اعتقاد پر متفرع ہے، ان اصول پر متفرع ہوتے ہیں جو کتاب، سنت، اجماع اور قیاس سے متخرج ہوتے ہیں۔ عملیہ اس لیے کہتے ہیں: ان احکام کا تعلق عمل سے ہوتا ہے۔ اعتقاد سے متعلقہ احکام کو اصلیہ اس لیے کہتے ہیں، کیونکہ وہ قسمِ اوّل کا اصل ہیں۔ اعتقادیہ اس لیے ہیں کہ مقصود ان احکام سے اعتقاد ہے (اعتقاد اصل ہے' اس لیے اصلیہ و اعتقادیہ نام رکھا گیا)

(ج) علم التوحید والصفات نام رکھنے کی وجہ تسمیہ:

اعتقاد سے متعلقہ احکام کو علم التوحید و الصفات اس لیے کہتے ہیں: توحید باری تعالیٰ اور اس کی صفات علم کلام کی ابحاث سے مشہور ترین بحث اور علم کلام کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔ اس لیے اس

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

کو علم التوحید والصفات کہتے ہیں۔

سوال نمبر 2:- (الف) درج ذیل فرقوں کا مختصر تعارف سپردِ قلم کریں؟

معتزلہ، خوارج، قدریہ، جبریہ، مشبہ 14

(ب) اسباب علم کتنے اور کون کون سے ہیں؟ کسی ایک کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) فرقوں کا مختصر تعارف

معتزلہ کا تعارف:

اعتزال کا لغوی معنیٰ ہے: ایک طرف (گوشہ) ہو جانا۔ اسی معنی لغوی سے اصطلاحی معنی لیا گیا ہے کہ معتزلہ کے رئیس واصل بن عطاء (ولادت 80 ہجری، وفات 131 ہجری) نے امام حسن بصری (ولادت: 21 ہجری، وفات: 110 ہجری) کی مجلس سے (مرتکب کبیرہ کے مسئلہ میں) اعتزال کیا (ایک طرف ہو کر تقریر شروع کر دی) جس وجہ سے اس کے متبعین کو معتزلہ کہا جانے لگا۔

معتزلہ کے وجود میں آنے کا پس منظر امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کی تاریخ وفات سے پتہ چلتا ہے کہ معتزلہ کا ظہور دوسری صدی ہجری کے اوائل میں ہوا تھا۔ اس طرح فرقہ معتزلہ کا بانی واصل بن عطاء ہوا۔

معتزلہ اپنے آپ کو اصحابِ عدل و توحید کہتے ہیں اور صفاتِ قدیمہ کی بالکل نفی کرتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ بندہ اپنے افعال کا خود خالق ہے۔ ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے نہ کافر اسی طرح شفاعت کا بھی انکار کرتے ہیں۔

خوارج کا تعارف:

خوارج وہ فرقہ ہے، جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغاوت کی۔ جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ جب تحکیم پر راضی ہوئے تو ایک جماعت آپ کے لشکر سے الگ ہو گئی، کیونکہ وہ تحکیم کو نہیں مانتے تھے اور مقامِ حروراء پر خیمہ زن ہوئے، اسی لیے اس فرقہ کا دوسرا نام حروراء بھی ہے۔ ان کے عقائد باطلہ میں ایک یہ ہے کہ یہ لوگ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو کافر مانتے ہیں۔ رجم، شفاعتِ رسول، عذابِ قبر، حوض، دجال اور رؤیت باری تعالیٰ کے منکر ہیں۔ کلام الٰہی کو مخلوق مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے عقائد باطلہ کے قائل ہیں۔

قدریہ کا تعارف:

قدریہ "معتزلہ" کا ہی لقب ہے یعنی معتزلہ اپنا نام "اصحاب التوحید والعدل" رکھتے ہیں اور

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اپنا لقب ''قدریہ'' ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شیء کو مقدر کر رکھا ہے اور ہر شیء کو اللہ کی تقدیر سے مانتے ہیں (حالانکہ ایسا نہیں بلکہ حسن بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں اور جو محال ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کی قدرت محال کو شامل نہیں)

قدریہ اگرچہ معتزلہ کی ہی شاخ ہے مگر وہ اپنے لیے اس نام کو ناپسند کرتے ہیں، کیونکہ حدیث شریف میں قدریہ کی مذمت وارد ہے۔

جبریہ کا تعارف:

گمراہ فرقوں میں ایک فرقہ ''جبریہ'' ہے۔ اس فرقہ کا آغاز اموی دور کے آغاز میں ہوا۔ اس فرقے کے لوگوں کا نظریہ ہے کہ انسان کو اپنے اعمال پر کوئی اختیار نہیں۔ تمام افعال کا مصدر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ انسان اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں مجبور محض ہے۔

مشبہ کا تعارف:

وہ قوم اور فرقہ جو اللہ تعالیٰ کو مخلوقات کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور اس کی تمثیل محدثات کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہ معتزلہ کی شاخ ہے جو بندوں کے افعال پر اللہ کے افعال کو قیاس کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے انہیں مشبہ کہتے ہیں۔

(ب) اسباب علم شرح عقائد کی روشنی میں:

علم کا سبب تین حالتوں سے خالی نہیں ہوسکتا۔ وہ خارج از مدرک ہوگا یا نہیں، بصورت اوّل خبر صادق ہوگا۔ بصورت ثانی وہ آلہ ادراک ہوگا یا مدرک ہوگا۔ علیٰ سبیل الاول حواس ہیں و علیٰ سبیل الثانی عقل ہے۔

خبر صادق: وہ خبر ہے جو واقع کے مطابق ہو۔

یہ اسباب علم میں سے ایک ہے۔ اس کی دو اقسام ہیں:

۱- خبر متواتر: خبر متواتر وہ ہے جو اتنے کثیر لوگوں کی زبان پر جاری ہو جن کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔ اس سے یقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

۲- خبر رسول: وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزہ کی شکل میں عطا ہوتی ہے جو نبوت و رسالت کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے۔ یہ یقینی و قابل اعتقاد و قابل عمل ہوتی ہے۔

عقل کی تعریف: انسان کی فطرتی قوت کا نام ہے جس سے بالفعل ضروریات کا علم حاصل ہوتا ہے اور ضروریات کے باعث انسان میں علوم نظریہ قبول کرنے کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

عقل ضروریات کا علم پیش کرنے کا سبب بنتی ہے جس کے نتیجہ میں نظر و فکر کے بعد حاصل ہونے والا

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اعتقاد یقینی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔

سوال نمبر 3:-وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْكَافِرِيْنَ وَلِبَعْضِ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَتَنْعِيْمُ اَهْلِ الطَّاعَةِ فِي الْقَبْرِ وَسَوَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ ثَابِتٌ بِالدَّلَائِلِ السَّمْعِيَّةِ ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) عذاب قبر کے بارے اہلسنّت اور معتزلہ کا اختلاف مع الدلائل تحریر کریں؟

(ج) اہلسنّت کی طرف سے معتزلہ کے دلائل کا جواب سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ''قبر کا عذاب کافروں کے لیے اور بعض گناہ گار مومنوں کے لیے اور قبر میں اہل طاعت کو انعامات سے نوازنا اور منکر نکیر کا سوال کرنا، دلائل سمعیہ سے ثابت ہے۔''

(ب) عذابِ قبر کے بارے میں اہلسنّت کا مؤقف:

اہلسنّت کا مؤقف عذابِ قبر کے بارے میں یہ ہے کہ کافروں کے لیے اور بعض نافرمان مومنوں کے لیے حق ہے اور دلائل سمعیہ سے ثابت ہے۔ بعض مومنوں کی قید اس لیے لگائی کہ بعض ایسے بھی ہوں گے کہ گناہ گار ہونے کے باوجود انہیں عذابِ قبر نہ ہوگا جیسا کہ شہداء وغیرہ۔

دلیل نمبر ۱- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قف اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ○

دلیل نمبر ۲- وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

دلیل نمبر ۳- نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه۔''

علاوہ ازیں بہت سی آیات واحادیث اثباتِ عذابِ قبر پر دال ہیں۔

معتزلہ کا مؤقف: معتزلہ نے عذابِ قبر کا انکار کر دیا اور کہا: قبر میں میت کو عذاب نہیں ہوگا۔

دلیل: اس لیے کہ میت جماد اور بے جان ہے اور بے حس ہے۔ نہ ہی تو اسے کسی چیز کا ادراک ہے اور نہ ہی وہ حیات ہے نہ شعور نہ علم، کیونکہ یہ سب ذی حیات کے اوصاف ہیں۔ جب ایسا ہے' تو پھر میت تکلیف اور عذاب کا ادراک کیسے کر سکتی ہے۔ لہٰذا جو آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ اس بارے نازل یا بیان ہوئی ہیں، ان کی تاویل کی جائے گی۔

(ج) اہلسنّت کی طرف سے جواب:

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ ہر شیء پر قادر ہے، تو ممکن ہے کہ وہ میت میں خاص قسم کی حیات پیدا کر

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دے (جو روح کے بغیر ہو) جس سے میت عذاب قبر کا ادراک کر سکے۔ عذاب قبر کے لیے جسم میں روح کا ہونا ضروری نہیں اور یہ بھی صورت ہو سکتی ہے کہ جسم کا روح کے ساتھ تعلق قائم رکھے۔ اگرچہ روح جسم سے دور، کسی اور عالم میں ہو اور اس تعلق کی وجہ سے اس میت میں خاص قسم کی حیات حاصل ہو جائے جس وجہ سے میت عذاب قبر کا ادراک کر سکے جیسا کہ شہداء کے بارے میں "بل احياء عند ربهم يرزقون"

سوال نمبر 4:- والشفاعة ثابتة للرسل والأخيار فی حق أهل الكبائر .

(الف) شفاعت کے بارے اہل سنت اور معتزلہ کا اختلاف مع الدلائل زینتِ قرطاس کریں؟

(ب) ایمان کا لغوی و شرعی معنی بیان کریں اور لغوی شرعی معنی میں مناسبت بیان کریں؟

(ج) ایمان اور اسلام میں فرق ہے یا ایک ہیں؟ اپنا مؤقف دلائل سے واضح کریں؟

جواب: (الف) شفاعت کے بارے اہل سنت کا مؤقف:

اہل سنت کا عقیدہ اور مؤقف ہے کہ اہل کبائر کے حق میں حضرات انبیاء اور صلحائے امت کی شفاعت یعنی گناہ معاف کرانے اور گناہگار کو عذاب سے رہائی دلانے کے لیے کثرتِ احادیث واخبار سے ثابت ہے۔

دلیل ۱- ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَ اسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط" اور کفار کے بارے میں ہے: "فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِينَ o"

آیاتِ مذکورہ میں مومنوں کے لیے شفاعت اور کافروں کے لیے عدم شفاعت ثابت ہے۔

دلیل ۲- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شفاعتی لأهل الكبائر"

معتزلہ کا مؤقف: معتزلہ کے نزدیک اہل کبائر کی مغفرت ممکن نہیں۔ لہٰذا ان کے لیے شفاعت کرنا بھی ممکن نہیں۔

دلیل: وَاتَّقُوا يَوْماً لَّا تَجْزِىْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَاهُمْ يُنْصَرُوْنَ o

دلیل ۲- "مَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَّلَا شَفِيعٍ يُّطَاعُ o"

دونوں آیتیں اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ کسی کے حق میں بھی کسی کی شفاعت قبول نہ کی جائے گی۔

(ب) ایمان کا لغوی معنی: ایمان کا لغوی معنی "تصدیق" ہے اور اَمَن سے مشتق ہے جس کا حقیقی معنی بے خوف کرنا، دل سے قبول کرنا۔

ایمان کا شرعی معنی: نبی علیہ السلام جو امور واحکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر آئے دل سے ان کی

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تصدیق کرنا اور زبان سے اقرار کرنا۔

لغوی وشرعی معنی میں مناسبت: تصدیق کرنے میں معنی لغوی یعنی مخبر کے حکم کا یقین کرنا اور اس کی بات کو سچ جان کر سچا ماننا بھی موجود ہے، کیونکہ جب کوئی آدمی کسی کی تصدیق کرتا ہے، تو اس کو اپنی طرف سے تکذیب اور مخالفت سے مامون اور بے خوف کر دیتا ہے۔ پس دونوں میں مناسبت ظاہر ہے۔

(ج) ایمان اور اسلام میں فرق:

ہمارے نزدیک ایمان اور اسلام ایک ہی ہیں (ہر مومن مسلم ہے اور ہر مسلم مؤمن ہے) کیونکہ اسلام خضوع وانقیاد کا نام ہے یعنی احکام کو قبول کرنا اور ان پر اذعان رکھنا اور یہی تصدیق کی حقیقت ہے۔

۱۔دلیل: ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاَخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيْهَا مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ اس آیت کریمہ میں مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ مستثنیٰ منہ ہے اور غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ○ مستثنیٰ ہے۔ اور استثناء میں اصل اتصال ہوتا ہے یعنی مستثنیٰ متصل۔ مستثنیٰ متصل میں مستثنیٰ منہ میں داخل ہوتا ہے۔ پس یہاں ایک ہی گھرانے کو مومنین سے اور مسلمین سے تعبیر کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام ایک ہے۔

دلیل ۲۔ شرعاً ایسا صحیح نہیں کہ کسی کے لئے کہا جائے کہ وہ مسلم ہے مؤمن نہیں یا وہ مؤمن ہے مسلم نہیں۔

لہٰذا جو مسلم ہے وہ مؤمن اور جو مومن ہے وہ مسلم۔

دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ ان میں تغایر نہیں۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثانية: علم الفرائض

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے بقیہ سے دو سوالات حل کریں۔

سوال نمبر 1:- وَالْعَصَبَةُ كُلُّ مَنْ يَأْخُذُ مَا اَبْقَتْهُ اَصْحَابُ الْفَرَائِضِ وَعِنْدَ الْاِنْفِرَادِ يُحْرِزُ جَمِيْعَ الْمَالِ ثُمَّ بِالْعَصَبَةِ مِنْ جِهَةِ السَّبَبِ وَهُوَ مَوْلَى الْعِتَاقَةِ ثُمَّ عَصَبَتُهُ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۵=۱۰

(ب) کتاب اللہ میں کل کتنے اور کون کون سے فروض ہیں تحریر کریں؟ ۱۰

(ج) مخارج فروض کل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- (الف) ماں اور سگی بہن میں سے ہر ایک کے مکمل احوال مع امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۲۰

(ب) ماں کیا حجب حرمان یا حجب نقصان ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو کہاں اور کب؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- (الف) حجب پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) دو عددوں میں پائی جانے والی نسبت کی اقسام مع تعریفات وامثلہ ضبط تحریر میں لائیں؟ ۲۰

سوال نمبر 4:- درج ذیل میں سے چار مسائل حل کریں۔ ۴۰

(۱) زوج	أم	أخت لأب وأم	
(۲) جدة	أب	أخ	زوج
(۳) زوجة	أب	أم	ابن الابن
(۴) أم	أب	ابن	بنت
(۵) أربعة أبناء	بنتان	حفيدة	الأخوان لأم

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

دوسرا پرچہ: علم فرائض

سوال نمبر 1:- وَالْعَصَبَةُ كُلُّ مَنْ يَأْخُذُ مَا اَبْقَتْهُ اَصْحَابُ الْفَرَائِضِ وَعِنْدَ الْاِنْفِرَادِ يُحْرِزُ جَمِيعَ الْمَالِ ثُمَّ بِالْعَصَبَةِ مِنْ جِهَةِ النَّسَبِ وَهُوَ مَوْلَى الْعِتَاقَةِ ثُمَّ عَصَبَتُهُ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) کتاب اللہ میں کل کتنے اور کون کون سے فروض ہیں تحریر کریں؟

(ج) مخارج فروض کل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: عصبہ ہر وہ شخص ہے جو وہ مال لے جو اصحاب فرائض نے چھوڑا ہو اور اصحاب فرائض نہ ہونے کے وقت تمام مال محفوظ کر لے۔ پھر عصبہ کے ساتھ جو سبب کے اعتبار سے اور وہ مولی عتاقہ ہے پھر اس کے عصبات۔

(ب) کتاب اللہ میں مذکور فروض:

کتاب اللہ میں چھ فروض مذکور ہیں جو یہ ہیں:

۱- نصف (½)، ۲- ربع (1/4)، ۳- ثمن (1/8) ان تین معین حصوں کا تعلق نوع اول سے ہے۔

۴- ثلثان (2/3)، ۵- ثلث (1/3)، ۶- سدس (1/6) ان تین معین حصوں کا تعلق نوع ثانی سے ہے۔

(ج) مخارج فروض کی تفصیل:

کل مخارج سات ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

جب کسی مسئلہ میں ایک ہی فرض ہو تو ہر فرض کا مخرج اس کا ہم نام ہوگا جیسے نصف کا مخرج دو، ربع کا مخرج چار، ثمن کا مخرج آٹھ، ثلث اور ثلثان دونوں کا مخرج تین اور سدس کا مخرج چھ ہوگا۔ لیکن اگر فروض ایک سے زیادہ ہوں اور ان کا تعلق نوع اول و ثانی سے ہو تو پھر ان کے مخرج یوں ہوں گے:

اگر نوع اوّل میں سے نصف (½) اور نوع ثانی سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ چھ (6) سے بنے گا۔

اگر نوع اوّل سے ربع (1/4) ہو اور نوع ثانی سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ بارہ (12) سے بنے گا۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

اگر نوع اوّل سے ثمن (1/8) ہو اور نوع ثانی سے کوئی ایک ہو یا تمام ہی ہوں تو مسئلہ چوبیس (24) سے بنے گا۔

سوال نمبر 2:-(الف) ماں اور سگی بہن میں سے ہر ایک کے مکمل احوال مع امثلہ سپرد قلم کریں؟

(ب) ماں کیا حجب حرمان یا حجب نقصان ہوتی ہے یا نہیں؟ اگر ہوتی ہے تو کہاں اور کب؟

جوابات: (الف) ماں کی حالتیں:

ماں کی کل تین حالتیں ہیں:

۱-سدس ملتا ہے جب میت کی اولاد یا دو بھائی بہن ہوں خواہ حقیقی باپ شریک ہوں یا ماں شریک جیسے ماں اور بیٹا۔

۲-باقی مال کا تہائی حصہ یعنی باقی کا ثلث ملتا ہے اگر ماں کے ساتھ باپ اور زوجین میں سے کوئی ایک موجود ہو جیسے ماں، باپ، شوہر/زوجہ۔

۳-کل مال کا تہائی حصہ ملتا ہے اگر میت کی اولاد یا بہن بھائی موجود نہ ہوں جیسے ماں، باپ۔

حقیقی بہنوں کے حالات:

حقیقی بہنوں کے حالات پانچ ہیں:

۱-نصف: جب ایک ہو جیسے چچا اور سگی بہن۔

۲-دو ثلث: جب دو یا دو سے زیادہ ہوں جیسے 3 بہنیں اور چچا۔

۳-حقیقی بھائی کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہیں جیسے بھائی، بہن۔

۴-بیٹوں یا پوتیوں کے ساتھ مل کر عصبہ بنتی ہیں جیسے بیٹی/پوتی، 2 سگی بہنیں۔

۵-سقوط: جب میت کے بیٹے یا پوتے اگر چہ نیچے ہوں یا باپ دادا بھی ہوں۔

(ب) ماں حجب نقصان ہوتی ہے یا حجب حرمان:

ماں حجب نقصان ہوتی ہے یعنی اس کا حصہ کم ہو جاتا ہے یہ حجب حرمان نہیں ہوتی یعنی مکمل طور پر حصہ سے محروم نہیں ہوتی۔

حجب نقصان ہونے کا سبب:

اگر میت کی اولاد بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی وغیرہ یا دو بہن بھائی ہوں، تو اس کو ثلث الکل کی بجائے سدس ملتا ہے۔

سوال نمبر 3:-(الف) حجب پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ب) دوعددوں میں پائی جانے والی نسبت کی اقسام مع تعریفات وامثلہ ضبطِ تحریر میں لائیں؟

جوابات: (الف) حجب پر تفصیلی نوٹ:

لغوی معنی: حجب کا لغوی معنی ہے "منع" یعنی رکنا۔

اصطلاحی معنی: اصطلاح میں کسی معین شخص کا کسی دوسرے شخص کی موجودگی میں کل یا بعض میراث سے رک جانا، حجب کہلاتا ہے۔

اقسام حجب:

حجت کی دو قسمیں ہیں:

نمبر1: حجب نقصان، **نمبر2:** حجب حرمان

حجب نقصان: حجب نقصان یہ ہے کہ کسی وارث کا زیادہ حصہ سے کم حصہ کی طرف منتقل ہو جانا۔ یہ پانچ ورثاء ہیں:

۱-زوج، ۲-ماں، ۳-زوجہ، ۴-پوتی، ۵-علاتی بہن

حجب حرمان: حجب حرمان یہ ہے کہ کسی معین وارث کا کسی دوسرے وارث کی موجودگی میں کل وراثت سے محروم ہو جانا جیسے کافر، غلام، مرتد۔

اس کی دو اقسام ہیں:

۱-وہ فریق جو کسی حال میں بھی محجوب نہیں ہوتے:

i-باپ، ii-ماں، iii-بیٹا، iv-بیٹی، v-شوہر، vi-بیوی

۲-وہ فریق جو کبھی وارث بنتے ہیں اور کبھی محجوب ہوتے ہیں۔ وہ مذکورہ چھ افراد کے علاوہ ہیں جیسے بیٹے کی موجودگی میں پوتا۔

(ب) دوعددوں میں پائی جانے والی نسبت کی اقسام:

۱-تداخل کی تعریف:

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے، تو دو عددوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک کو متداخل کہیں گے جیسے 4 اور 8 وغیرہ۔

۲-تماثل کی تعریف:

جو دو عدد باہم برابر ہوں ایسے دو عددوں میں تماثل کی نسبت ہوگی، ان دو عددوں میں سے ہر ایک

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

عدد کو متماثل کہیں گے۔

جیسے 5اور 5، 9اور 9وغیرہ۔

۳-تباین کی تعریف:

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں، ان میں سے بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم بھی نہ ہو رہا ہو اور کوئی ایسا تیسرا عدد بھی موجود نہ ہو، جو ان دو عددوں کو پورا پورا تقسیم کر سکے، تو ان دو عددوں کے درمیان تباین کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر ایک کو متباین کہیں گے۔

جیسے 3اور 5...... 21اور 47وغیرہ۔

۴-توافق کی تعریف:

جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں اور بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم نہ ہو رہا ہو اور کوئی تیسرا عدد ہو جو ان دو عددوں کو پورا پورا تقسیم کر سکے، تو ان کے درمیان توافق کی نسبت ہوگی۔ ان دو عددوں میں سے ہر ایک کو متوافق کہیں گے جیسے 8اور 12، 6اور 9وغیرہ۔

سوال نمبر 4:-درج ذیل مسائل حل کریں؟

(۱) زوج	أم	أخت لأب وأم	
(۲) جدة	أب	أخ	زوج
(۳) زوجة	أب	أم	ابن الابن
(۴) أم	أب	ابن	بنت
(۵) أربعة أبناء	بنتان	حفيدة	الأخوان لأم

جوابات:

(۱)

مسئلہ 6 والعول 9

میـــــــــــــت

زوج	ماں	اخت لاب وام
½	1/3	½
3	2	4

(۲)

مسئلہ 2

میـــــــــــــت

جدۃ	اب	اخ	زوج
X	عصبہ	X	½

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

X	1	X	1

(۳) مسئلہ 24

میـــت

زوجہ	اب	ام	ابن الابن
1/8	1/6	1/6	عصبہ
3	4	4	13

(۴) مسئلہ 18=3x6

میـــت

ام	اب	ابن	بنت
1/6	1/6	عصبہ	
1	1	4	
3	3	12	
		(8)	(4)

(۵) مسئلہ 10

میـــت

اربعۃ ابناء	بنتان	حفیدہ	الاخوان لام
عصبہ		X	X
8	2		

ہر بیٹے کو 2

ہر بیٹی کو 1

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الثالثة: الفقه وأصوله

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوالات کے جوابات لکھیں؟

حصہ اوّل......فقہ

سوال نمبر 1:- واذا اشترى خمسة نفر دارا من رجل فللشفيع أن ياخذ نصيب أحدهم وإن اشتراها رجل من خمسة أخذها كلها أو تركها.

(الف) صورت مسئلہ لکھیں اور دونوں صورتوں کا فرق دلیل سے واضح کریں؟ ۱۲

وتسليم الأب والوصي الشفعة على الصغير جائز عند أبي حنيفة وأبي يوسف وقال محمد وزفر رحمهما الله هو على شفعته اذا بلغ.

(ب) صورت مسئلہ کی وضاحت کریں اور فریقین کے دلائل لکھتے ہوئے راجح مذہب کی وجہ ترجیح تحریر کریں؟ ۱۳

سوال نمبر 2:- (الف) اضحیہ کی تعریف، حکم اضحیہ کے بارے اختلاف ائمۃ مع دلائل قلمبند کریں؟ ۱۵

(ب) وہ عیوب بیان کریں جن کی وجہ سے جانور کی قربانی جائز نہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- ولا ينبغي للسلطان أن يسعر على الناس.

(الف) اس مسئلہ کو دلائل سے واضح کریں؟ ۱۰

(ب) موجودہ دور میں حکومت کی طرف سے نرخ نامے جاری ہوتے ہیں اس بارے شرعی حکم بیان کریں؟ ۱۰

(ج) بیع السلاح کا حکم تحریر کریں؟ ۵

حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر 4:- حامد الله ولا يجوزان يكون حامدا حالا من فاعل يقول لان قوله وبعد فان العبد على ما في النسخة المقروءة عند المصنف صارف عن ذلك واما على

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

النسخة القديمة الخالية عن هذا الصارف فالظاهر انه حال عنه ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟ ۱۰+۵=۱۵

(ب) یہ عبارت ایک سوال کے جوابات پر مشتمل ہے، سوال مع جواب قلمبند کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5:- قولہ وعلى أفضل رسله مصليا ولما كان أجل النعم الواصلة الى العبد هو دين الاسلام وبه التوصل الى النعيم الدائم فى دار السلام وذلك بتوسط النبى صلى الله عليه وسلم صار الدعاء تلو الثناء على الله تعالىٰ فأردف الحمد بالصلوٰة ۔

(الف) ترجمہ کریں اور عبارت مذکورہ کی غرض شارح واضح کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) توضیح تلویح حقیقت میں کتنی اور کون کون سی کتابوں کا مجموعہ ہے؟ ۵

سوال نمبر 6:- (الف) فقہ کی تعریف امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک کیا ہے؟ ۱۰

(ب) حکم کی عرف، اصطلاح اصول اور اصطلاحِ منطق کے مطابق تعریفات لکھیں؟ ۱۰

(ج) علامہ بزدوی کا پورا نام لکھیں؟ ۵

☆☆☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

تیسرا پرچہ: فقہ و اصول فقہ

حصہ اوّل ..... فقہ

سوال نمبر 1:- واذا اشترى خمسة نفر دارا من رجل فللشفيع أن ياخذ نصيب أحدهم وان اشتراها رجل من خمسة أخذها كلها أوتركها ۔

(الف) صورت مسئلہ لکھیں اور دونوں صورتوں کا فرق دلیل سے واضح کریں؟

وتسليم الأب والوصى الشفعة على الصغير جائز عند أبى حنيفة وأبى يوسف وقال محمد وزفر رحمهما الله هو على شفعته اذا بلغ ۔

(ب) صورت مسئلہ کی وضاحت کریں اور فریقین کے دلائل لکھتے ہوئے راجح مذہب کی وجہ ترجیح تحریر کریں؟

جوابات: (الف) صورتِ مسئلہ:

مسئلہ یہ ہے کہ جب پانچ آدمیوں کی جماعت نے کسی شخص سے کوئی گھر خریدا تو اس صورت میں شفیع کے لیے جائز ہے کہ ان میں سے کسی ایک کا حصہ لے۔ اگر ایک گھر کو کسی شخص نے پانچ آدمیوں سے کوئی

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مکان خریدا تو اس صورت میں شفیع یا تو مکمل مکان لے گا یا پھر سارے کا سارا ترک کرے گا۔

فرق: دونوں صورتوں میں فرق کی وضاحت یہ ہے کہ دوسری صورت میں مکان کا کچھ حصہ لینے سے مشتری پر صفقہ متفرق ہو جائے گا یعنی دوبارہ تجارت کرنا لازم آئے گا۔ پس تفرق صفقہ کی وجہ سے مشتری کو زیادہ ضرر اور نقصان اٹھانا لازم آئے گا جبکہ پہلی صورت میں شفیع کسی ایک مشتری کے قائم مقام ہو جائے گا۔ لہٰذا اس صورت میں صفقہ متفرق نہیں ہوگا۔ لہٰذا مشتری پر کوئی ضرر بھی نہیں آئے گا۔ لہٰذا ایک حصہ لے سکتا ہے۔

(ب) صورت مسئلہ کی وضاحت:

مسئلہ یہ ہے کہ کسی چھوٹے بچے کو میراث میں ملنے والے مکان کے برابر کوئی مکان فروخت ہوا، تو اس بچے کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔ اب ہوا یوں کہ بچے کے باپ یا اس کے وصی نے حق شفعہ ترک کر دیا تو کیا اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا یا نہیں؟

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔

شیخین کا مذہب:

مذکورہ مسئلہ میں امام اعظم اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں: والد یا وصی کے حق شفعہ سونپنے سے حق شفعہ باطل اور ختم ہو جائے گا۔

شیخین کی دلیل:

شیخین کی دلیل یہ ہے کہ شفعہ تجارت کے معنی میں ہے، کیونکہ قیمت کے بدلے وہ چیز لی جاتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی بچے نے بیع کی تو والد یا وصی کو ختم کرنے کا اختیار ہے، تو پھر شفعہ بھی چونکہ تجارت اور بیع کی مثل ہے، تو اسے بھی ختم کر سکتے ہیں۔

امام محمد و امام زفر کا مذہب:

امام محمد و امام زفر رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک باپ یا وصی کے شفعہ سے دستبردار ہونے کی وجہ سے حق شفعہ ختم نہیں ہوگا بلکہ بالغ ہونے تک اس بچے کے لیے حق شفعہ ثابت رہے گا۔

دلیل: ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ شفعہ بچے کا ثابت شدہ حق ہے۔ لہٰذا باپ اور وصی اسے باطل کرنے کے مالک نہیں ہوں گے جیسا کہ اس کی دیت اور قصاص کو باطل کرنے کے مالک نہیں۔ اس لیے بھی کہ حق شفعہ نقصان کو دور کرنے کے لیے شروع ہوا۔ لہٰذا باپ اور وصی اگر اس کو ختم کر دیں گے، تو یہ بچہ کو ضرر دینا ہے نہ کہ ضرر کو اٹھانا۔ اس لیے باپ یا وصی کو بچے کے حق شفعہ کو ختم کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر 2:-(الف) اضحیہ کی تعریف، حکم اضحیہ کے بارے اختلاف ائمۃ مع دلائل قلمبند کریں؟
(ب) وہ عیوب بیان کریں جن کی وجہ سے جانور کی قربانی جائز نہیں؟

جواب: (الف) اضحیہ کی تعریف: مخصوص جانور کو مخصوص دنوں میں عبادت کی نیت سے ذبح کرنا اضحیہ (قربانی) کہلاتا ہے۔

اضحیہ کا حکم: امام محمد، امام زفر، امام حسن اور امام ابو یوسف کی ایک روایت کے مطابق قربانی واجب نہیں۔ امام شافعی اور امام ابو یوسف کی دوسری روایت کے مطابق قربانی سنت ہے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں: وجوب کا قول صرف امام صاحب کا ہے جبکہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول سنت کا ہے۔

قائلین وجوب کی دلیل:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''جو شخص وسعت پائے اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عیدگاہ کی طرف نہ آئے'' اس جیسی وعید ترکِ واجب پر ہوتی ہے، غیر واجب کے ترک پر نہیں ہوتی۔

اس لیے بھی قربانی واجب ہے کہ قربانی قربت اور عبادت ہے۔ جس کی طرف اس کا وقت منسوب اور مضاف ہے۔ اسی لیے تو یوم الاضحیٰ کہا جاتا ہے۔ پس یہ اضافت وجوب کی خبر دیتی ہے، کیونکہ قاعدہ ہے کہ اضافت اختصاص کا فائدہ دیتی ہے۔ اختصاص تبھی متحقق ہوگا جب مضاف الیہ پایا جائے۔ کسی شیء کا وجود اس کے واجب ہونے سے پایا جائے گا، کیونکہ ممکن ہے کہ لوگ غیر واجب کے ترک پر اجماع کر لیں لیکن ترکِ واجب پر اجماع نہیں کر سکتے۔ اب اگر قربانی کو واجب قرار نہ دیں تو پھر اس کا وجود مشکل ہوگا اور وجود دشوار اور مشکل ہوگا، تو پھر اختصاص کا فائدہ بھی نہ ہوگا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قربانی واجب ہے۔

قائلین سنت کے دلائل:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ کرے پس چاہیے کہ وہ اپنے بال اور ناخن میں سے کچھ بھی نہ کاٹے''۔ اس فرمان میں قربانی کو ارادہ کے ساتھ معلق کیا گیا ہے اور قربانی کو ارادہ کے ساتھ معلق کرنا وجوب کے منافی ہے۔ اس لیے بھی کہ قربانی اگر مقیم پر واجب ہوتی تو مسافر پر بھی واجب ہوتی، کیونکہ دونوں عباداتِ مالیہ میں مختلف نہیں جیسے زکوٰۃ میں مختلف نہیں۔ پس مسافر پر واجب نہ ہونا عدمِ وجوب کی دلیل ہے۔

(ب) عیوب کا بیان:

اندھا جانور، کانا جانور، لنگڑا جانور جو قربان گاہ تک چل کر نہ جا سکے، بہت کمزور جانور کی قربانی کرنا

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

جائز نہیں۔اسی طرح کان کٹے، دم کٹے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں۔اسی طرح وہ جانور جس کی دم یا کان کا اکثر حصہ کٹا ہو، اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے۔

سوال نمبر3:-ولا ينبغي للسلطان أن يسعر على الناس .

(الف) اس مسئلہ کو دلائل سے واضح کریں؟

(ب) موجودہ دور میں حکومت کی طرف سے نرخ نامے جاری ہوتے ہیں اس بارے شرعی حکم بیان کریں؟

(ج) بیع السلاح کا حکم تحریر کریں؟

جواب: (الف) مسئلہ کی وضاحت: مسئلہ یہ ہے کہ بادشاہ کو لوگوں پر ریٹ مقرر کرنا جائز نہیں۔

دلیل ۱- نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''تم لوگ ریٹ مقرر نہ کرو پس بے شک اللہ تعالیٰ بھاؤ مقرر کرنے والا ہے، وہی قبضہ کرنے والا، کشادگی پیدا کرنے والا اور رزق دینے والا ہے۔''

دلیل ۲- اس لیے بھی کہ ثمن عاقد کا حق ہے۔لہٰذا اس کی تعیین بھی اس کی طرف سے ہوگی۔لہٰذا سلطان کو اس کے حق کے درپے ہونا جائز نہیں۔

(ب) موجودہ دور میں حکومت کا نرخ نامہ مقرر کرنے کا حکم:

امام صاحب کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ غلہ والے اگر تحکم کرتے ہیں اور نارمل قیمت سے بہت زیادہ قیمت لیتے ہیں، تو اس حالت میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے سلطان نرخ مقرر کر سکتا ہے، کیونکہ سلطان اگر ریٹ مقرر نہیں کرتا تو اس میں غلہ والے مسلمانوں سے زائد قیمت وصول کر کے ان پر ظلم کریں گے۔

(ج) بیع السلاح کا حکم: فتنہ کے زمانہ میں ہتھیار کی بیع کرنا مکروہ ہے کیونکہ یہ معصیت کا سبب ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر4:-حَـامِـدًا لِلّٰهِ وَلَا يَـجُـوْزُ اَنْ يَكُوْنَ حَامِدًا حَالًا مِنْ فَاعِلٍ يَقُوْلُ لِاَنَّ قَوْلَهُ وَبَـعْدُ فَاِنَّ الْعَبْدَ عَلٰى مَا فِي النُّسْخَةِ الْمَقْرُوْءَةِ عِنْدَ الْمُصَنِّفِ صَارِفٌ عَنْ ذٰلِكَ وَاَمَّا عَلَى النُّسْخَةِ الْقَدِيْمَةِ الْخَالِيَةِ عَنْ هٰذَا الصَّارِفِ فَالظَّاهِرُ اَنَّهُ حَالٌ عَنْهُ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) یہ عبارت ایک سوال کے جوابات پر مشتمل ہے، سوال مع جواب قلمبند کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ترجمہ: "حامدًا للّٰہ" اور نہیں جائز کہ حامدًا کو یقول کے فاعل سے حال بنایا جائے، کیونکہ ماتن کا قول "وبعد فان العبد" وہ نسخہ جو مصنف کے ہاں موجود ہے، اس ترکیب سے پھیر رہا ہے۔ قدیم نسخہ کے مطابق جس میں "وکند فان العبد" والے الفاظ نہیں، حامدًا کو یقول کے فاعل سے حال بنانا 15 درست ہے۔

(ب) سوال اور جواب کی تقریر:

تقریرِ سوال یہ ہے کہ حامدًا کو بعد میں آنے والے "یقول" کے فاعل سے حال بنانا درست ہے یا نہیں؟

تو علامہ تفتازانی نے اس کا جواب دیا کہ توضیح کا وہ نسخہ جو ان کے ہاں موجود ہے، معتبر ہے اور پڑھا جاتا ہے جس میں "وبعد فان العبد" کے الفاظ مذکور ہیں، وہ نسخہ تو حامدًا کو یقول کے فاعل سے حال بنانے سے روک رہا ہے' کیونکہ "اِنَّ" ہمزہ کے کسرہ کے ساتھ حرف مشبہ بفعل ہے، جو صدارتِ کلام کو چاہتا ہے۔ اگر ہم حامدًا کو یقول کے فاعل سے حال بناتے ہیں' تو پھر اس کی صدارت فوت ہو جائے گی۔ ان حرف مشبہ بفعل کا خاصہ ہے کہ وہ اپنے مابعد کو ماقبل میں عمل کرنے سے روک دیتا ہے۔ لیکن نسخہ قدیمہ میں چونکہ "اِنَّ" موجود نہیں۔ لہٰذا یہاں مذکورہ خرابی لازم نہیں آئے گی، تو اس میں یقول کے فاعل سے حال بنانا درست ہے۔

سوال نمبر5:- قولہ و علی أفضل رسلہ مصلیا ولما کان أجل النعم الواصلة الی العبد هو دین الاسلام وبه التوصل الی النعیم الدائم فی دار السلام وذلك بتوسط النبی صلی اللہ علیه وسلم صارُ الدعاء تلو الثناء علی اللہ تعالی تارک الحمد بالصلوٰۃ۔

(الف) ترجمہ کریں اور عبارت مذکورہ کی غرض شارح واضح کریں؟

(ب) توضیح تلویح حقیقت میں کتنی اور کون کون سی کتابوں کا مجموعہ ہے؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: "ماتن کا قول "وعلی افضل رسلہ مصلیاً" جب بندے تک پہنچنے والی نعمتوں سے سب سے اجل اور بڑی نعمت دین اسلام ہے اور اسی نعمتِ ایمان کے سبب دارالسلام یعنی جنت میں دائمی نعمتوں تک پہنچنا ہے۔ یہ سب نبی علیہ السلام کے توصل سے ہی ممکن ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد نبی علیہ السلام کے لیے بلندی درجات کی دعا کی اور حمد کے بعد صلوٰۃ کا ذکر کیا۔"

غرض شارح: غرض شارح ماتن کی اس عبارت کا ماقبل سے ربط بیان کرنا ہے اور ایک سوال مقدر کا جواب دینا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ماتن رحمہ اللہ تعالیٰ مقصد کتاب میں شروع ہوتے فعل صلوٰۃ جو کہ اس کتاب کے مقاصد سے نہیں، میں شروع کیوں ہوئے؟ تو شارح نے اس سوال کا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

بعد فعل صلوٰۃ کا ذکر اس لیے کیا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی نعمتوں کا ہم تک پہنچنے کا وسیلہ نبی علیہ السلام کی ذاتِ مبارکہ ہیں اور نعمتوں سے سب سے بڑی نعمت یعنی دین اسلام بھی ہم تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے پہنچی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے محسن ٹھہرے۔ محسن کا شکریہ ادا کرنا واجب ہے۔ اس لیے محسن کا حق اداء کرنے اور اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے حمد کے بعد صلوٰۃ کا ذکر کیا۔

(ب) توضیح اور تلویح کا تعارف:

توضیح تلویح درحقیقت دو کتابیں ہیں جو دو مصنفوں نے لکھی ہیں "توضیح" مسعود بن عمر المشہور علامہ سعد الدین تفتازانی کی کتاب ہے جو صدر الشریعت علامہ عبید اللہ بن مسعود کی کتاب "تنقیح الاصول" کی شرح ہے۔ توضیح "تنقیح" کی ہی شرح ہے جو علامہ عبید اللہ بن مسعود نے تصنیف فرمائی ہے۔

سوال نمبر 6:- (الف) فقہ کی تعریف امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک کیا ہے؟

(ب) حکم کی عرف، اصطلاح اصول اور اصطلاحِ منطق کے مطابق تعریفات لکھیں؟

(ج) علامہ بزدوی کا پورا نام لکھیں؟

جواب: (الف) امام ابوحنیفہ کے نزدیک فقہ کی تعریف: "معرفة النفس مالها وما عليها"

یعنی نفس کا اپنے مفید اور غیر مفید (مضر) چیزوں کو جاننا۔

امام شافعی کے نزدیک فقہ کی تعریف: احکام شرعیہ عملیہ کو تفصیلی دلائل سے جاننا فقہ کہلاتا ہے۔

(ب) اہل عرف کے نزدیک حکم تعریف: ایک امر کو دوسرے امر کی طرف نسبت کرنا ایجاب یا سلب کے ساتھ۔

اصولیوں کے نزدیک حکم تعریف: اللہ تعالیٰ کا خطاب جو اِقْتِضَاءً یا تَخْيِيْرًا مکلفین کے افعال کے ساتھ متعلق ہو۔

منطقیوں کی اصطلاح میں حکم تعریف: اس چیز کا ادراک کہ نسبت واقع ہوئی ہے یا واقع نہیں ہوئی، اس حکم کو تصدیق کہتے ہیں۔

(ج) علامہ بزدوی کا پورا نام: علی بن محمد آپ کا پورا نام ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنّت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الرابعة: أصول الحديث وأصول التحقيق

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

نوٹ: ہر حصہ سے دو دو سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل......اصول حدیث

سوال نمبر 1:- فَإِذَا جُمِعَ هٰذِهِ الشُّرُوْطِ الْاَرْبَعَةُ وَهِيَ عَدَدٌ كَثِيْرًا حَالَتِ الْعَادَةُ تَوَاطُئُهُمْ وَتَوَافُقُهُمْ عَلَى الْكِذْبِ رَوَوْا ذٰلِكَ عَنْ مِّثْلِهِمْ مِنَ الْاِبْتِدَاءِ اِلَى الْاِنْتِهَاءِ وَكَانَ مُسْتَنِدُ اِنْتِهَائِهِمِ الْحِسَّ وَانْضَافَ اِلٰى ذٰلِكَ اَنْ يَّصْحَبَ خَبْرُهُمْ اِفَادَةُ الْعِلْمِ لِسَامِعِهٖ فَهٰذَا هُوَ الْمُتَوَاتِرُ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) خبر متواتر کی تعریف اور حکم بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2:- (الف) ابن حجر کی "شرح نخبة الفكر" کا منہج، مزایا اور اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں؟ ۱۵

(ب) "شرح نخبة الفكر" کی وجہ تالیف تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3:- مندرجہ ذیل اصطلاحات میں سے پانچ کی تعریفات قلمبند کریں؟ ۵×۵=۲۵

حسن لذاته، المحفوظ، المتابعة، المعضل، المتروك، المقلوب، المضطرب

حصہ دوم......اصول تحقیق

سوال نمبر 4:- (الف) علمی تحقیق کی اہمیت بیان کریں؟ ۱۰

(ب) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام کی وضاحت کریں؟ ۱۰

(ج) مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت بیان کریں؟ ۵

سوال نمبر 5:- (الف) مصادر اور مراجع کی وضاحت اور فرق تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) شروحات، حواشی اور ہوامش میں فرق واضح کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6:- محقق کی خصوصیات پر تفصیلاً نوٹ لکھیں؟ ۲۵

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

چوتھا پرچہ: اصول حدیث واصول تحقیق

حصہ اوّل: اصول حدیث

سوال نمبر 1:- فَإِذَا جُمِعَ هٰذِهِ الشُّرُوْطُ الْأَرْبَعَةُ وَهِيَ عَدَدٌ كَثِيْرًا حَالَتِ الْعَادَةُ تَوَاطُئَهُمْ وَتَوَافُقَهُمْ عَلَى الْكِذْبِ رَوَوْا ذٰلِكَ عَنْ مِثْلِهِمْ مِنَ الْاِبْتِدَاءِ اِلَى الْاِنْتِهَاءِ وَكَانَ مُسْتَنِدُ اِنْتِهَائِهِمِ الْحِسَّ وَانْضَافَ اِلٰى ذٰلِكَ اَنْ يَّصْحَبَ خَبَرُهُمْ اِفَادَةُ الْعِلْمِ لِسَامِعِهٖ فَهٰذَا هُوَ الْمُتَوَاتِرُ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) خبر متواتر کی تعریف اور حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: ''جب جمع ہو جائیں یہ چار شرائط اور وہ یہ کہ تعداد کثیر ہو کہ محال سمجھے عادۃً ان کا متفق ہونا جھوٹ پر اور روایت کریں وہ اسے ابتداء سے انتہاء تک ان کی مثل تعداد اور ان کی انتہائی سند حس ہو (عقل سے اس کا تعلق نہ ہو) اور یہ کہ ان کی خبر اپنے سامع کو علم یقینی کا فائدہ دے، پس وہ متواتر ہے۔''

(ب) خبر متواتر کی تعریف: وہ حدیث جس کے راوی ہر زمانہ میں اتنی کثیر تعداد میں ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو۔

حکم: خبر متواتر پر عمل کرنا واجب ہے اور اس میں بحث نہیں کی جاتی۔

سوال نمبر 2:- (الف) ابن حجر کی ''شرح نخبة الفكر'' کا منہج، مزایا اور اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں؟

(ب) ''شرح نخبة الفكر'' کی وجہ تالیف تحریر کریں؟

جواب: (الف) شرح نخبۃ الفکر کی خصوصیات:

احادیث صحیحہ کو غیر صحیحہ سے ممتاز کرنا ایک مشکل کام تھا، اس لیے ایک ایسے ترازو کی ضرورت تھی جس سے احادیث صحیحہ اور غیر صحیحہ کو ناپا جا سکے۔ چنانچہ ائمہ حدیث نے اصول حدیث کی طرف اپنی توجہ مبذول کی کہ کثیر تعداد میں اس فن میں کتب تصنیف فرمائیں۔ ان میں سے کوئی منظور ناس ہوئی تو کسی کو قدر کی نگاہ سے نہ دیکھا گیا۔

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اصول حدیث میں تصنیف فرمائی، جس کا نام

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

انہوں نے ''نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر'' رکھا جو اختصار اور اپنی جامعیت کے اعتبار سے لوگوں میں بہت زیادہ مقبول ہوئی۔ چونکہ وہ مختصر تھی اور ترتیب احسن تھی اور ہر مشکل مسئلہ پر مشتمل تھی، اس لیے لوگوں نے اس کی شرح لکھنے کی فرمائش کی جس کو قبول کرتے ہوئے میں نے اس کی شرح لکھی جس کا نام ''نزہۃ النظر فی نخبۃ الفکر'' رکھا۔

شرح نخبۃ الفکر اصول حدیث میں ایک معتبر اور جامع کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ اپنی جامعیت کی وجہ سے ہی عرب وعجم ہر جگہ مشہور ومعروف ہے۔ اس شرح میں علامہ موصوف نے ہر اس چیز کی وضاحت کر دی جنہیں سمجھنا طلبہ پر دشوار تھا۔ ہر مشکل مقام کو حل کر دیا جن تک رسائی مشکل تھی اور اس کے مخفی خزانوں کو کھول دیا جو مبتدی پر مخفی تھے۔ اس شرح میں توجیہ ووضاحت میں کمال مبالغہ کا مظاہرہ کیا اور مبتدی کو اس کے مخفی گوشوں پر متنبہ کیا اور اس شرح کی تلخیص کی ایسی مطلب خیز توضیح کر دی کہ مبتدی کو انتہائی غور وخوض کی ضرورت نہیں بلکہ آسانی سے مبتدی اس پر حاوی ہو سکتا ہے۔

وجہ تالیف کتاب:

مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: مجھ سے اہل علم حضرات نے گزارش کی میں علم حدیث کی اصطلاحات میں ایک اہم اور مخلص کتاب تصنیف کروں، تو میں نے اہل علم حضرات کے ارشاد کے مطابق اس فن میں ایک اہم اور مخلص کتاب تصنیف کر دی۔ اس کا نام رکھا ''نخبة الفكر فى مصطلع الاثر'' اس کتاب میں ترتیب میری اپنی ہے۔ اور پہلے بلا ترتیب بکھرے ہوئے مسائل کو مرتب کیا۔

سوال نمبر 3:- مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات قلمبند کریں؟

حسن لذاته، المحفوظ، المتابعة، المعضل، المتروك، المقلوب، المضطرب

جواب: حسن لذاته کی تعریف: جس حدیث میں کمال ضبط کے سواء صحیح لذاتہ کی تمام صفات پائی جائیں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

المحفوظ کی تعریف: اگر ثقہ راوی نے ایسے شخص کی مخالفت نہ کی جس کو ضبط یا تعداد یا کسی اور وجہ ترجیح میں سے کسی وجہ سے ترجیح حاصل ہو۔ بالفاظ دیگر اگر ایسے ارجح کی مخالفت کی جائے جو ضبط یا کثرت تعداد یا اس کے علاوہ کسی وجہ ترجیح میں اس سے عمدہ ہو تو راجح کو محفوظ کہتے ہیں اور اس کے مقابل مرجوح کو شاذ کہتے ہیں۔

متابعہ کی تعریف: کسی حدیث کی روایت کرنے میں راوی کے ساتھ دوسرا راوی بھی شریک ہو جائے اور اس کے شیخ سے روایت کرے۔

معضل کی تعریف: اگر سند کے درمیان سے دو راوی اکٹھے گر جائیں تو اسے حدیث معضل کہتے

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہیں۔

متروک کی تعریف: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

مقلوب کی تعریف: اگر حدیث کے راویوں کے اسماء میں تقدیم و تاخیر ہو جیسے مروۃ بن کعب کی بجائے کعب بن مروہ کہنا، تو مقلوب ہے۔

مضطرب کی تعریف: اگر سند یا متن حدیث میں زیادتی، نقصان یا تقدیم و تاخیر کر دی جائے، تو اسے مضطرب کہتے ہیں۔

حصہ دوم......اصول تحقیق

سوال نمبر 4:- (الف) علمی تحقیق کی اہمیت بیان کریں؟

(ب) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام کی وضاحت کریں؟

(ج) مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت بیان کریں؟

جوابات: (الف) علمی تحقیق کی اہمیت:

بلاشبہ علمی تحقیق ایک حیات بخش اور فکری سرگرمی ہے، اس سلسلے میں ہمارے اسلاف نے اپنی تحقیقات کے ذریعے نظری و علمی دنیائے معرفت کو اس قدر زرخیز اور مالا مال کر دیا کہ انہیں کی تحقیقات کو اساس بنا کر مغربی مفکرین اور دانشوروں نے علمی جدوجہد میں قدم رکھا۔ تحقیق و جستجو سائنسی، صنعتی، زرعی، انتظامی اور تعلیمی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ حسن عمل، نشوونما، پختگی، عمدگی، وسائل کے حصول، موازنہ و تقابل، تجربہ کاری، اسباب و علل کی دریافت، نتائج کے حصول، واقعات و حالات کی تہہ تک پہنچنے اور عوامل کے تجزیہ کے لیے بھی واحد وسیلہ و ذریعہ ہے۔ علمی تحقیق ایسی دلکش اور پرکیف چیز ہے جو بہت سے اہل علم کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اس کے بغیر زندگی گزارنا ان کے لیے ممکن نہیں رہتا۔ یہ محقق کو سوچنے کا ڈھنگ، عمدہ شعور اور تکمیل کی طرف بڑھنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ یہ محقق کے لیے نئے نئے نظریات، قوانین اور آراء کے دریچے کھولتی ہے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے "البحث کاشف للحقیقة" "تحقیق حقیقت کو منکشف کرتی ہے۔" ایک تحقیق ذوق رکھنے والے طالب علم کے لیے حقائق کی دریافت سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے!

علمی تحقیق محقق کی علمی لحاظ سے اور پیشہ وارانہ تربیت کرتی ہے۔ اس سے محقق کو مشاہدہ کی قوت ملتی ہے۔ اس کے اندر واقعات کا کھوج لگانے، ان کو باہمی ترتیب دینے، ان کے علل و اسباب تک پہنچنے، ان کا تجزیہ کرنے اور ان سے استنتاج و استنباط کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ ان سب پر مستزاد یہ کہ اس میں خود احتسابی اور علمی امانت داری کا احساس فروغ پاتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد انسان کو بہت سے مالی منافع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ بہت سے عہدوں اور ملازمتوں کے لیے تحقیق میں مہارت کی شرط ہوتی ہے۔ کئی ادارے اور کمپنیاں صرف اس بات پر بھاری مالی معاوضے ادا کرتی ہیں کہ ان کی مصنوعات اور سامان کی بہتر تشہیر اور خرید وفروخت ہو۔ ان کی پیداوار اور معیار میں اضافہ ہو، اور برآمدات اور درآمدات کا نظام بہتر سے بہتر ہو سکے۔ بہت سارے تعلیمی، انتظامی اور مالی ادارے مستقل طور پر تحقیق کا کام جاری رکھتے ہیں تا کہ وہ ترقی کا ہدف حاصل کر سکیں۔

اس طرح تحقیقی ذوق اور تحقیقی صلاحیت محقق کو اپنے پیشے میں علمی و مادی دونوں طرح کے فائدے سے نوازتی ہے۔ کسی ملک اور ریاست کے لیے ممکن نہیں کہ وہ زندگی کے کسی شعبے میں علمی تحقیقات کے بغیر ترقی کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام وزارتیں اور تمام بڑے ادارے شعبۂ تحقیق یا شعبۂ مطالعہ یا شعبۂ ترقی کے نام سے ایسے شعبے قائم کرتے ہیں جن کا مقصد بہتر سے بہتر اور جدید سے جدید تر کا حصول ہوتا ہے۔ تمام جامعات میں علمی تحقیق کے مراکز قائم ہیں، بلکہ بڑی جامعات میں تو مختلف شعبہ ہائے علوم سے متعلق الگ الگ کلیات اور مراکز ابحاث قائم کیے گئے ہیں۔

ملک وقوم اور افراد و معاشرہ کی ترقی کا واحد اور مثالی راستہ تحقیق و جستجو ہی ہے۔ ایجاد، اختراع اور دریافت تحقیقات کے بغیر ممکن نہیں۔ ان کے بغیر فرد اور معاشرہ رسمی تقلید کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ دوسروں کے اعمال اور کارناموں اور ان کے افکار ونتائج کا سہارا لیتا ہے۔ اختصار کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ علمی تحقیق نفس انسانی، ملک وریاست اور علم ومعرفت کی ترقی کا انتہائی فعال اور یکتا ذریعہ اور سبب ہے۔

(ب) موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام:

موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی بہت سی اقسام ہیں۔ کسی بھی دینی، لغوی، حسابی، منطقی، نفسیاتی، معاشرتی، نباتاتی، حیاتیاتی، فلکیاتی، ارضیاتی، مالی واقتصادی، انتظامی، انجینئرنگ، فارمیسی، کمپیوٹر یا ان جیسے دیگر نظریاتی و اطلاقی موضوعات پر تحقیق ہو سکتی ہے۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ موضوع کے لحاظ سے تحقیقات کی اقسام دراصل علم ومعرفت کی انواع کے لحاظ سے مختلف ہو جاتی ہیں۔ اور ہر موضوع اپنے اندر کئی فروعات کو سمیٹے ہوئے ہوتا ہے، مثلاً: لغت کے میدان میں بیسیوں مختلف موضوعات پر تحقیق ہو سکتی ہے شاعری، ناول، ڈرامہ، افسانہ، اصواتِ حروف: صرف، نحو، تاریخ لغت، معاجم، علم لغت نویسی، ترجمہ اور زبان کی تعلیم وغیرہ گویا کہ ہر موضوع کے تحت بیسیوں فروعات اور ہر فرع کے ساتھ بیسیوں عنوانات، اور ہر عنوان کے ساتھ بیسیوں اقسام ہوتی ہیں، اور ہر قسم کے مزید کئی شعبے بن جاتے ہیں۔ اس طرح ہزاروں

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

موضوعات ایسے ہیں جنہیں تحقیق کا میدان بنایا جا سکتا ہے۔

(ج) مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت:

مسئلہ تحقیق سے مراد تحقیق کے علمی افکار، موضوعات، مسائل اور میدانات ہیں، اور مسئلہ تحقیق کی تحدید سے مراد تحقیق کی اہمیت کی وضاحت اور تحقیق کے مفروضے نیز معلومات، مواد، وسائل، نمونوں، مثالوں، تجربات اور اسالیب کی نوعیت اور علمی مناہج کی اقسام جن کے ذریعے مقالے کی تیاری میں مدد لی جاتی ہے۔

سوال نمبر 5:-(الف) مصادر اور مراجع کی وضاحت اور فرق تحریر کریں؟

(ب) شروحات، حواشی اور ہوامش میں فرق واضح کریں؟

جواب:(الف) مصادر و مراجع کی تعریف اور ان کے درمیان فرق:

مصادر و مراجع دو الگ الگ اصطلاحات ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا اطلاق کتابوں کے ایک مجموعے پر کیا جاتا ہے جن سے محقق تحقیق کے دوران استفادہ کرتا ہے۔ البتہ ان دونوں مجموعوں کے درمیان بنیادی طور پر ان کی خصوصیات کی وجہ سے کچھ فرق ہے۔

مصدر سے مراد وہ کتاب ہے جو علوم میں سے کسی علم کے بارے میں ایسے طریقے سے تحقیق کرتی ہو جس میں جامعیت، وسعت اور ایسی گہرائی ہو جو اس کتاب کو ایسا اصلی ذریعہ بنا دے کہ محقق اس علم کے بارے میں تحقیق کرنے کے لیے اس کتاب سے بے نیاز نہ ہو سکے۔

دوسرے لفظوں میں یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مصادر سے مراد ایسی دستاویزات اور مؤلفین کے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی تحقیقات ہیں یا کسی خاص واقعہ کے عینی شاہدین اور معاصرین کی لکھی ہوئی ایسی تحریریں ہیں جو واقعات و حادثات رونما ہوتے وقت موجود تھے اور دیکھ رہے تھے اور انہوں نے انہیں اپنے قلم سے مدون کر لیا، پس وہ اپنے بعد آنے والوں کے لیے مصادر تھے، یا وہ آنے والی نسلوں کے لیے گزشتہ علوم و معارف کو جمع کرنے والے اور نقل کرنے کا بڑا واسطہ اور ذریعہ تھے۔ چنانچہ علامہ ابن جریر طبری کی تفسیر ''جامع البیان'' مصدر کا درجہ رکھتی ہے' کیونکہ یہ ایسا اصل الاصول ہے کہ علم تفسیر میں تحقیق کرنے والوں کے لیے اس سے استغنا ممکن نہیں۔

امام بخاری کی ''جامع صحیح' اور امام مسلم کی ''صحیح مسلم'' علم حدیث میں مصادر اور اصول کا درجہ رکھتی ہیں۔ ابن اثیر کی ''الکامل فی التاریخ' اور مسعودی کی ''مروج الذہب'' ایسے مصادر ہیں کہ تاریخ اسلامی کے محقق کے لیے ان کی طرف رجوع کیے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ ادب عربی میں مبرد کی کتاب ''کتاب الکامل''، جاحظ کی ''البیان والتبیین''، ابن قتیبہ کی ''ادب الکاتب'' اور ''الشعر والشعراء'' اور قلقشندی کی ''صبح الاعشٰی''

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

مصادر کا درجہ رکھتی ہیں۔

امام نووی کی انتخاب کردہ احادیث ''اربعین نوویہ''...... ابن اثیر کی ''جامع الاصول''...... علامہ سیوطی کی ''الجامع الصغیر فی الحدیث''...... علامہ زرکلی کی ''الاعلام''...... عمر رضا کحالہ کی ''معجم المؤلفین''...... سید قطب کی ''مشاہد القیامۃ فی القرآن الکریم'' وغیرہ۔

اصلی مصدر اور ثانوی مراجع کا مزید فرق سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل مثالیں ہیں:

1- قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر دیکھنے کے لیے ایسی بنیادی تفسیروں کی طرف رجوع کریں جن میں احادیث نبویہ، اقوال صحابہ، تابعین اور پہلے دور کے مفسرین کی آراء کو ذکر کیا گیا ہو جیسے: تفسیر طبری (310ھ) ایسی بنیادی تفسیروں کو چھوڑ کر بعد کے ادوار میں لکھی گئی تفسیروں کی طرف رجوع کرنا درست نہیں ہوگا۔

2- جب آپ کسی حدیث کی تخریج کرنا چاہیں تو ان بنیادی کتب حدیث کا انتخاب کریں جو پہلی صدی ہجری سے لے کر پانچویں صدی ہجری کے آخر تک لکھی گئی ہیں جیسے: صحیح بخاری (م 256ھ)، صحیح مسلم (261ھ)، سنن ابی داؤد (م 275ھ)، سنن ترمذی (م 279ھ)، سنن نسائی (م 303ھ)، سنن ابن ماجہ (م 273ھ)، مؤطا امام مالک (م 179ھ) اور مسند امام احمد (م 241ھ)۔ اگر کوئی محقق ان کتابوں کی طرف رجوع کیے بغیر ابن اثیر (م 606ھ) کی ''جامع الاصول'' یا علامہ سیوطی (م 911ھ) کی ''الجامع الصغیر'' یا کسی ایسی کتاب کی طرف رجوع کرے جس کے مؤلف کا انتقال 500ھ کے بعد ہوا تو اس کا یہ عمل درست شمار نہ ہوگا۔ اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ مؤلف کی تاریخ وفات کا علم ہونا بھی ضروری ہے' تا کہ یہ مطالعہ کیا جا سکے کہ زیر نظر کتاب مصدر ہے یا مراجع؟

3- جب آپ معاجم اور قوامیس میں کسی لفظ کا معنی و مفہوم دیکھنا چاہیں تو لغت کے قدیم اور اصلی مصادر کی طرف رجوع کریں جیسے خلیل بن احمد فراہیدی (م 170ھ) کی ''معجم العین'' اور یہ بہت بڑی غلطی ہوگی کہ آپ منجد یا اس جیسے دوسرے ثانوی مراجع کا حوالہ درج کریں؟ ہاں البتہ اگر کوئی لفظ جدید یا مولد ہو اور اس کا معنی صرف اس ثانوی مراجع میں ہی پایا جائے' تو ایسی صورت میں یہ کتاب صرف اس لفظ کے لیے مصدر شمار ہوگی۔

4- کسی عظیم علمی شخصیت کے حالات اور سوانح عمری سے متعلق معلومات کے لیے مؤلف کے ہم عصر یا اس کی وفات کے بعد قریبی زمانے سے تعلق رکھنے والے مصادر سے رجوع کریں؟ جیسے امام بخاری کے احوال حیات کے لیے ابونعیم (م 430ھ) کی ''حلیۃ الاولیاء''...... علامہ خلیلی (م 446ھ) کی ''الارشاد الی معرفۃ علماء الحدیث فی البلاد''...... علامہ مزی (م 742ھ) کی ''تہذیب الکمال'' اور علامہ ذہبی (م 748ھ) کی ''تذکرۃ الحفاظ'' مصادر شمار ہوتے ہیں۔ متاخر دور میں تحریر کیے گئے مراجع کی طرف رجوع کرنا

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درست نہیں ہوگا جیسے علامہ زرکلی (1368ھ) کی ''الاعلام'' یا عمر رضا کحالہ (م 1408ھ) کی ''معجم المؤلفین'' ہاں البتہ اگر اس شخصیت کا تعلق متاخر اور جدید دور سے ہو اور صرف انہی دو کتابوں میں اس کا تذکرہ ہو، تو پھر یہ دونوں کتابیں صرف اسی شخصیت کے حالات زندگی کے لیے مصدر شمار ہوں گی۔

(ب) شروعات، حواشی اور ہوامش میں فرق:

مسلمان علماء نے اپنے اسلاف کی کتابوں پر شروحات لکھنا چوتھی ہجری میں شروع کیا۔ اس ضمن میں ابوسلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم خطابی (388ھ) کی صحیح بخاری کی شرح مسمیٰ ''اعلام السنن فی شرح صحیح البخاری'' مشہور و معروف ہے۔ واضح رہے شروح اور حواشی میں فرق ہے۔ شرح میں متن کے ہر ہر لفظ کی وضاحت کی جاتی ہے، اور ہر لفظ کے لغوی معنی اور اس سے مستنبط ہونے والے احکام وفوائد کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ نیز اس میں احکام وفوائد کے دلائل بھی ذکر کیے جاتے ہیں، اور ان پر تبصرہ بھی کیا جاتا ہے، جبکہ حواشی میں کتاب کی عبارت کے ہر ہر لفظ کی وضاحت نہیں کی جاتی، بلکہ ان الفاظ کو زیر غور لایا جاتا ہے جن کی شرح، تعلیق کی ضرورت ہو۔ یہ الفاظ مختلف جگہوں سے منتخب کیے جاتے ہیں، کبھی ایک دوسرے کے قریب بھی ہوتے ہیں اور کبھی بہت فاصلے پر بھی ہوتے ہیں۔

مؤلفین حضرات کبھی تو اصل کتاب پر حاشیہ لکھتے ہیں اور کبھی اصل کتاب کی شرح پر بھی حاشیہ لکھا جاتا ہے۔ دوسری صورت میں حاشیہ کے اندر ان الفاظ کو زیر بحث لایا جاتا ہے جنہیں شارح نے نظر انداز کر دیا ہو جبکہ ان کی وضاحت ناگزیر ہو، ایسے حاشیے کو صفحے کے کناروں میں سے کسی کنارے پر یا صفحے کی نچلی جانب لکھا جاتا ہے، اور اسے ایک لکیر کھینچ کر متن سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ کبھی ایسے حواشی متن کے صفحات میں بھی لکھے جاتے ہیں، لیکن اس صورت میں متن کی عبارت کو قوسین کے اندر رکھ کر حاشیے سے جدا کر دیا جاتا ہے۔

جہاں تک ہوامش کا تعلق ہے، تو موجودہ دور میں اس سے مراد وہ تعلیقات و شروحات ہیں جنہیں محقق صفحات کے نچلی جانب لکھا جاتا ہے، اور متن اور ان کے درمیان میں ایک لائن لگا کر فاصلہ کر دیا جاتا ہے۔ متن میں وارد ہونے والے جس لفظ پر ہامش میں تبصرہ کرنا مقصود ہو اس کے اوپر متن میں ہی قوسین کے درمیان ایک نمبر دیا جاتا ہے، پھر وہی نمبر ہامش میں درج کیے جانے والے تبصرے کو دے دیا جاتا ہے۔ ایک صفحے کے اندر جن الفاظ پر تعلیقات لگانا مقصود ہو انہیں ترتیب کے لحاظ سے مسلسل نمبر دیے جاتے ہیں، اور یہی مسلسل نمبر اور ان کی ترتیب صفحے کے نیچے ہامش میں برقرار رہتی ہے۔ نیز ہر صفحے پر دوبارہ سے نئے نمبر لگائے جاتے ہیں۔ البتہ اگر ہر صفحے پر ہوامش لکھنے کا اہتمام نہ کیا جائے بلکہ حواشی و حوالہ جات کو فصل کے آخر تک یا باب کے آخر تک یا پورے مقالے کے آخر تک مؤخر کر دیا جائے، جنہیں اصطلاح میں کہا جاتا

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ہے، تو پھر حواشی کو شروع سے آخر تک مسلسل نمبر لگانے پڑیں گے جو ہزاروں کی تعداد تک پہنچ سکتے ہیں، لیکن پہلا طریقہ یعنی ہر صفحے کے الگ الگ حواشی لگانا زیادہ بہتر اور متداول ہے۔

سوال نمبر 6:- محقق کی خصوصیات پر تفصیلاً نوٹ لکھیں؟

جواب: محقق کی خصوصیات:

بلاشبہ تحقیق ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے نتائج، تخلیقات، ایجادات، انکشافات اور نئی چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے۔ اس لیے عمل تحقیق کے لیے ایک خداداد صلاحیت کی ضرورت ہوتی ہے، اور یہ کام ہر ایک کے بس میں نہیں ہوتا۔ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ایک طالب علم اچھا تعلیمی ریکارڈ ہونے کے باوجود تحقیق کے میدان میں مایہ ناز مقام حاصل نہیں کرسکتا۔ اور اسی طرح ایک طالب علم کا تعلیمی ریکارڈ اتنا اچھا نہیں ہوتا لیکن تحقیق کی دنیا میں وہ گراں قدر خدمات سرانجام دیتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی طالب علم میں تحقیق و جستجو کی صلاحیت پائی جائے، تو اس کی نشوونما کرنا چاہیے، اور اس صلاحیت سے فائدہ اٹھانا چاہیے، اور اسے مطلوبہ معیار تک پہنچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ طلبہ میں اس صلاحیت کی موجودگی کی مندرجہ ذیل علامات ہوتی ہیں:

۱- وہ طالب علم تحقیق کے لیے نیا موضوع منتخب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۲- انتخاب کردہ موضوع کے لیے ابتدائی خاکہ تحقیق تیار کرنے کی استعداد رکھتا ہو۔

۳- مختلف افکار و آراء پر تنقید اور اپنی رائے اور فکر پر دلائل قائم کرنے کا ملکہ رکھتا ہو۔

۴- مذاکرات کے ذریعے نئے نئے افکار کی طرف توجہ مبذول کرانے اور مباحثہ و مناقشہ کے ذریعے کسی جدید رائے کو ثابت کرنے یا رد کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔

اب ہم اختصار کے ساتھ کچھ ایسی خصوصیات اور صفات کا ذکر کرتے ہیں جن سے محقق کو آراستہ ہونا چاہیے:

تحقیق میں میلان اور دلچسپی:

میلان و رغبت تحقیق کے عمل کی کنجی ہے۔ اس کے بغیر اس میدان میں داخل ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنا بہت سا وقت اپنے موضوع کے مطالعہ اور اس سے متعلق معلومات اکٹھی کرنے پر صرف کرے، اور اس موضوع پر لکھی گئی ہر کتاب کو نظر سے گزارنے کی کوشش کرے، اور پھر مطالعہ سے حاصل شدہ معلومات کو اچھی طرح ہضم کرے، اپنے موضوع کے متعلق تمام معلومات و اخبار اور تصورات کو واضح کرے تاکہ اس کی تحقیق کے نتائج تعارض اور تناقض سے محفوظ ہوسکیں۔

صبر و تحمل:

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

محقق کو بار بار مصادر و مراجع کی طرف رجوع کرنے اور انہیں پڑھنے سے اکتانا اور بیزار نہیں ہونا چاہیے بلکہ جب تک مقصود حاصل نہ ہو جائے اور سارا معاملہ واضح نہ ہو جائے، اس وقت تک صبر و تحمل کے ساتھ محنت کرتا رہے۔ اس کا مقصد کم سے کم وقت میں صرف ڈگری کا حصول نہ ہو بلکہ صبر و تحمل اور وقار و احتیاط کے ساتھ آراستہ، بہتر سے بہتر مواد و معلومات جمع کرنے اور انہیں ترتیب دینے کا اہتمام کرے۔ ہمیشہ اپنی تحقیق کے کمال، تحقیق اور علمی دنیا میں ایک قابل قدر اضافے کی طرف متوجہ رہے۔

علمی دیانتداری:

تحقیق کو ہر طرح سے سرقہ سے پاک ہونا چاہیے، اور علمی امانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ ہر نقل و اقتباس کا حوالہ ضرور دیا جائے۔ ہر عبارت کو کہنے والے کی طرف منسوب کیا جائے، اور تمام معلومات کا ان کے مؤلفین کی طرف نسب کرتے ہوئے حاشیہ میں حوالہ دیا جائے۔ نیز عبارت و اقتباس نقل کرتے ہوئے کسی قسم کا اختلاس، تحریف، زیادتی یا کمی نہ ہو، جو عبارت کے مقصود و مطلوب میں خلل و بگاڑ پیدا کرے۔ اس علمی امانت داری سے محرومی ایک بری صفت ہے جسے قرآن مجید کی بہت سی آیات میں یہودیوں کا شیوہ قرار دیا گیا ہے۔

تواضع و عاجزی:

محقق کے لیے ضروری ہے کہ تکبر و غرور اور خود پسندی سے اجتناب کرے۔ کسی آراء و نظریات کو گھٹیا نہ کہے، کسی کی ذات پر کیچڑ نہ اچھالے۔ اگرچہ جو وہ کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہی کیوں نہ ہو، اور اس کی تنقید یا تبصرہ درست ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ یہ سب کچھ اس کی تحقیق کو داغدار بنا دے گا، اس کا علمی مرتبہ گر جائے گا، اور قاری اس کی تحقیق کے مطالعہ سے متنفر ہو جائے گا۔ اگر تحقیق کے آداب اور علمی معروضیت کا خیال رکھا جائے، تو محقق ایسی بہت سی غلطیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے جو تحقیق کے حسن کو پامال کر دیتی ہیں۔

نظم و نسق اور تنظیم و ترتیب کی صلاحیت:

محقق کو اپنے تحقیقی عمل میں منطقی ترتیب اور نظم و نسق کا دامن تھامے رہنا چاہیے۔ اسے چاہیے کہ اپنی فکر کو منظم و مرتب رکھے، اور فکری انتشار سے دور رہے۔ جب مطالعہ کرے، تو اپنے مطالعہ کو کسی ایک مسئلے اور نکتے پر مرکوز رکھے۔ ایک سے زائد مسائل یا نکات پر بیک وقت غور و فکر نہ کرے، کیونکہ اس طرح سے تمام مسائل کے ضیاع کا خدشہ پیدا ہو جاتا ہے، اگر وہ اپنے مطالعہ کو کسی ایک مسئلہ یا موضوع پر مرکوز رکھے گا تو مطلوبہ نتائج بہترین طریقے سے حاصل کر لے گا۔ اسی طرح جب اپنی معلومات کو ترتیب دینا چاہے، اور ابواب و فصول کے مطابق ان معلومات کو تحریر کرنا چاہے تو اس مرحلے پر بھی بڑی احتیاط، تنظیم اور ترتیب کے

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

ساتھ چلے۔ مختلف ابواب وفصول کو بیک وقت تحریر کرنا شروع نہ کر دے، بلکہ ایک ایک فصل کی معلومات مرتب کرے، اور جب تک ایک فصل تحریر کرنے سے مکمل طور پر فارغ نہ ہو جائے دوسری فصل کو ہاتھ نہ لگائے۔ نیز مرحلہ وار اور ترتیب وار خاکہ تحقیق کے مطابق مقالے کو آخری شکل دے۔

ذہانت اور حاضر دماغی:

یقینی طور پر ایک ذہین اور روشن دماغ محقق ہی مختلف افکار کو باہم مربوط کر سکتا ہے، اور ان کے درمیان موازنہ کی اہلیت رکھتا ہے، اور اپنی اس صلاحیت کی بنا پر درست نتائج حاصل کر سکتا ہے۔

غیر جانبداری اور انصاف پسندی:

محقق کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ذاتی آراء، ذاتی رجحانات ومیلانات اور شخصی نظریات وترجیحات کو بالائے طاق رکھ کر تحقیق کے میدان میں قدم رکھے، اور غیر جانبدار ہو کر اپنے موضوع کے بارے میں سوچے، ہاں اگر کوئی بات اس کے عقیدے کے مسلمات سے متصادم ہو، تو اسے دفاع کرنے کا حق حاصل ہے۔ لہٰذا محقق کو تحقیق بناتے وقت اور نتائج نکالتے وقت عقیدے کی مسلمات سے دستبردار نہیں ہونا چاہیے، اور یہ کوئی جذباتی بات نہیں بلکہ عقلی و منطقی فیصلہ ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ علمی تحقیق کی بنیاد ذاتی خواہشات پر نہیں ہوتی بلکہ عقل اور دلیل پر استوار ہوتی ہے، اور اسلامی عقیدہ قطعیت اور ثبوت کے اس درجے پر ہے کہ اس کی آراء ونظریات علم منطق اور عقل سلیم سے متصادم نہیں ہو سکتے۔ البتہ دوسرے مذاہب کے عقائد محض احساسات، جذبات اور عقلی تسلیم کی بجائے قلبی تسلیم پر موقوف ہوتے ہیں۔

غیر جانبداری کا تقاضا یہ بھی ہے کہ محقق دوسروں کی آراء پر حکم لگانے میں بھی انصاف سے کام لے اور دوسروں کے ساتھ اسی طرح انصاف کرے کہ جس طرح وہ اپنی ذات کے ساتھ انصاف چاہتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ دوسروں کی آراء کو حقیر سمجھا جائے یا ان کے مخالف نظریات کی تشہیر کی جائے، اگر کبھی ایسا کرنا ضروری بھی ہو، تو بڑے احترام، نرمی، عدل وانصاف اور احسن انداز کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة الخامسة: الحديث الشريف – ا

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ۱۰۰

الملاحظة: أجب عن الثلاثة فقط .

السؤال الأول: (الف) اذكر اسم الطحاوی وولادته ووفاته وشيوخه وتلاميذه ومذهبه وتصانيفه؟ ۷×۳=۲۱

(ب) اذكر مزايا شرح معانی الأثار؟ ۱۳

السؤال الثانی: لايغرنكم نداء بلال ولا هذا البياض حتی يبدو الفجر .

(الف) اكتب اختلاف الأئمة فی مسئله تأذين الفجر قبل طلوعه؟ ۱۲

(ب) اكتب دلائل أئمة الثلاثة فی هذا المسؤل ورجح مذهب الامام فی ضوء نظر الطحاوی؟ ۱۵

(ج) ما علامت الفجر الصادق والفجر الكاذب؟ ٦

السؤال الثالث: (الف) اذكر خمسة دلائل من القرآن والسنة علی عدم جواز القراء ة مطلقا خلف الامام؟ ۲۰

(ب) كل صلوٰة لم يقرا فيها بأم القرآن فهی خداج و(اقراها بالفارسی فی نفسك) اكتب عن هذين الحديثين؟ ۳

(ج) "المؤتم" حقق تحقيقا صرفيا؟ ۳

السؤال الرابع: قَالَ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ اَوْ مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مُضَرَ فَاَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللهَ قَدْ نَصَرَكَ وَاسْتَجَابَ لَكَ وَاِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللهَ لَهُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مُرِيْئًا مُرِيْعًا طَبَقًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ قَالَ فَمَا كَانَ اَلْاَجْمَعُهُ اَوْ نَحْوَهَا حَتّٰى مَطِرُوْا .

(الف) شكل الحديث وترجم الی الأردية؟ ۲۰

(ب) اكتب مذهب الامام الأعظم فی صلوٰة الاستسقاء بالدليل؟ ۱۰

(ج) ما مؤقف الطحاوی فی هذه المسئلة؟ ۳

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

پانچواں پرچہ: حدیث شریف-ا

سوال نمبر 1:-(الف) اذكر اسم الطحاوی وولادته ووفاته وشيوخه وتلاميذه ومذهبه وتصانيفه؟

(ب) اذكر مزايا شرح معانی الأثار ۔

جواب: (الف) تعارف امام طحاوی:

ولادت ونسب نامہ: آپ مصر میں وادی نیل کے کنارے ''طحا'' نامی بستی میں پیدا ہوئے۔ایک قول کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش 239ھ اور دوسرے کے مطابق 237ھ ہے۔آپ کا پورا نام مع کنیت والقاب یہ ہے: الامام الحافظ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک بن سلمۃ بن سلیم بن خباب الازدی المصری الطحاوی الحنفی۔

حصول تعلیم واساتذہ: آپ مذہبی گھرانے کے فرد جلیل تھے،سن شعور کو پہنچتے ہی علوم اسلامیہ کا آغاز کر دیا،اپنے زمانہ کے ممتاز ترین محدثین،فقہاء اور اصحاب علم وفن سے اکتساب علم کیا۔آپ کے چند مشہور اساتذہ کرام کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

سلیمان بن شعیب کیسانی،ابوموسیٰ یونس بن عبد الاعلی الصدفی وغیرہ کے نام لیے جاتے ہیں۔(وصی احمد محدث سورتی،ترجمہ امام طحاوی علی شرح معانی الآثار،ج:ا،ص:) حافظ ابن حجر عسقلانی نے علم حدیث میں امام طحاوی کے جن مشائخ کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں: یونس بن عبد الاعلی،ہارون بن سعید ایلی،محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکیم،بحر بن نصر،عیسیٰ بن مشرود،ابراہیم بن ابی داؤد النصرلیس،ابوبکر اور بکار بن قتیبہ۔

تدریسی خدمات وتلامذہ: آپ نے علوم وفنون کی تکمیل کے بعد تاحیات درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا،ہزاروں علماء وفقہاء نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔آپ کے تلامذہ کی فہرست طویل جن میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

ابو محمد عبد العزیز بن محمد الہیتمی الجوہری،حافظ احمد بن القاسم بن عبد اللہ البغدادی المعروف بابن الخشاب،ابوبکر علی بن سعدویہ البروعی،ابو القاسم مسلمۃ ابن القاسم بن ابراہیم القرطبی،ابو القاسم عبد اللہ بن علی الداؤدی،حسن بن القاسم بن عبد الرحمٰن المصری،قاضی ابن ابی العوام،ابو الحسن محمد بن احمد اخمیمی،حافظ ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی المقری،ابو الحسن علی بن احمد الطحاوی،ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب طبرانی صاحب ''المعجم'' حافظ ابو سعید عبد الرحمٰن بن احمد بن یونس مصری،حافظ ابوبکر محمد بن جعفر بن الحسین بغدادی،

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

میمون بن حمزہ العبید لی وغیرہ۔

تبدیلیٔ مسلک: امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ شروع میں شافعی المسلک تھے، بعد میں انہوں نے شافعی مسلک کو ترک کر کے حنفی مسلک اختیار کر لیا۔ اس کی وجہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ابتداءً شافعی المذہب تھے، ایک دن انہوں نے کتب شافعیہ میں پڑھا کہ جب حاملہ عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ ہو، تو بچہ نکالنے کے لیے اس کے پیٹ کو چیرا نہیں جائے گا۔ برخلاف مذہب ابو حنیفہ۔ امام طحاوی کو مذہب حنفی کے مطابق پیٹ چیر کر نکالا گیا تھا۔ امام طحاوی نے اس کو پڑھ کر کہا: میں اس شخص کے مذہب سے راضی نہیں ہوں، جو میری ہلاکت پر راضی ہو۔ پھر انہوں نے شافعیت کو ترک کر دیا اور حنفی مسلک کو اختیار کر لیا اور اس مسلک کے عظیم مجتہد بن گئے۔

یادگار تصانیف مبارکہ: آپ نے درس و تدریس اور تصنیف و تالیف کے مشغلہ کو اوڑھنا بچھونا بنا رکھا تھا، شب و روز میں یہی وظیفہ اعظم تھا، آپ کی تصانیف کی تعداد دو درجن سے زائد ہے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں: (۱) احکام القرآن (۲) شرح معانی الآثار (۳) مشکل الآثار (۴) اختلاف العلماء (۵) کتاب الشروط (۶) الشروط الصغیر (۷) الشروط الاوسط (۸) مختصر الطحاوی فی الفقہ (۹) النوادر الفقہیہ (۱۰) کتاب النوادر والحکایات (۱۱) حکم ارض مکہ (۱۲) حکم الفیئ والغنائم (۱۳) نقص کتاب المدلسین (۱۴) کتاب الاشربہ (۱۵) الرد علی عیسیٰ بن ابان (۱۶) الرد علی ابی عبید (۱۷) اختلاف الروایات (۱۸) الرزیہ (۱۹) شرح الجامع الکبیر (۲۰) شرح الجامع الصغیر (۲۱) کتاب المحاضر والجلات (۲۲) کتاب الوصایا والفرائض (۲۳) کتاب التاریخ الکبیر (۲۴) اخبار ابی حنیفہ (۲۵) عقیدۃ الطحاوی (۲۶) تسویہ بین اخبرنا وحدثنا (۲۷) سنن الشافعی (۲۸) صحیح الآثار۔

وصال: آپ تا حیات فقہ حنفی کی اشاعت و تدریس میں مصروف عمل رہے۔ آخر ۳۲۱ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

(ب) شرح معانی الآثار کی خصوصیات:

شرح معانی الآثار امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ زندہ جاوید اور کثیر الفوائد پر مشتمل یادگار تصنیف ہے، جو دیگر کتب احادیث سے کئی اعتبار سے منفرد اور یہی اس کی خصوصیات ہیں، جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) مخالفین اسلام کے طعن کا جواب: یہ کتاب مخالفین اسلام کے مشہور طعن کے دفاع کی غرض سے لکھی گئی ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس میں متعارض

Madaris News Official
H_M_Hasnain_Asadi

Dars e Nizami All Board Books

احادیث کو جمع کیا، پھر علماء اسلام کی تاویلات کے ذریعے ان کے درمیان پائے جانے والے تعارض کا ارتفاع کر کے مخالفین اسلام کا منہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا۔

(۲) منفرد اسلوب: امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک باب کے تحت پہلے اپنی سند کے ساتھ ایک حدیث نقل کرتے ہیں، پھر وضاحت کرتے ہیں: اس روایت سے بعض لوگوں نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے، مگر احناف اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں اور ان کی دلیل فلاں حدیث، پھر اس حدیث کو نقل کر کے مذہب احناف کو ترجیح دیتے ہیں۔

(۳) تطبیق: یعنی دو مختلف روایات کو نقل کر کے ان کے درمیان راجح اور مرجوح ہونے کے اعتبار سے تطبیق پیدا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں: نماز بغیر وضو کے صحیح نہیں ہے اور وضو بھی بغیر بسم اللہ کے درست نہیں ہے۔ پھر اسی مضمون کی دوسری روایت نقل کر کے فرماتے ہیں: ایک قوم کا یہی مذہب ہے کہ بسم اللہ کے بغیر وضو درست نہیں ہے جبکہ دوسرے لوگوں یعنی احناف نے اس کی مخالفت کی ہے، ان کا کہنا ہے: جس آدمی نے بغیر بسم اللہ پڑھے وضو کیا، اس نے اچھا نہیں کیا، مگر اس کا وضو صحیح ہے۔ پھر بطور تائید ان کی دلیل نقل کرتے ہیں۔

(۴) جرح: بعض اوقات امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ دو متعارض روایات کے درمیان ایک کو فیصلہ کن قرار دینے سے قبل فن رجال کا سہارا لیتے ہیں، دونوں متضاد روایات میں سے ایک روایت کو باعتبار اسناد کے مرجوح قرار دیتے ہیں جبکہ دوسری روایت کو راجح اور استنباط حکم کے لیے اصل قرار دیتے ہیں۔

(۵) نظر صحیح سے استدلال: امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ دو متعارض روایات نقل کر کے، دونوں کا محمل بھی بیان کرتے، پھر دلیل عقلی سے مذہب احناف کو ترجیح و قوی قرار دیتے ہیں۔

(۶) راجح مذہب کی تائید: امام طحاوی اس میں مذاہب اور ان کے دلائل ذکر کرنے کے بعد بطور محاکمہ ایک نظر قائم کر کے راجح مذہب کی تائید کرتے ہیں۔

سوال نمبر 2:- لایغرنکم نداء بلال و لا ھذا البیاض حتی یبدو الفجر .

(الف) اکتب اختلاف الأئمة فی مسئله تأذین الفجر قبل طلوعه؟

(ب) اکتب دلائل أئمة الثلاثة فی ھذا المسؤل ورجح مذھب الامام فی ضوء نظر الطحاوی؟

(ج) ما علامت الفجر الصادق و الفجر الکاذب؟

جوابات: (الف) طلوع فجر سے قبل اذان پڑھنا:

طلوع فجر سے پہلے اذان پڑھنے کے مسئلہ میں آئمہ میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

امام ابوحنیفہ، امام محمد، سفیان ثوری اور حسن بصری کا موقف یہ ہے کہ اذان طلوع فجر صادق سے پہلے جائز نہیں لوٹانا واجب ہے۔ امام ابو یوسف، شافعی و مالک واحمد اور جمہور کے نزدیک اذان طلوع فجر صادق سے پہلے پڑھنا جائز ہے۔

(ب) اس مسئلہ میں آئمہ ثلاثہ کے دلائل:

امام شافعی، امام مالک اور امام محمد اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

سالم بن عبداللہ نے کہا: میں نے عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک بلال رات کو اذان دیتا ہے، تم کھاتے پیتے رہو، یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔

امام ابوحنیفہ، حضرت حفصہ سے روایت کردہ حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

حضرت ابن عمر، حضرت حفصہ سے نقل کرتے ہیں: آپ فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب مؤذن اذان پڑھتا تو آپ دو رکعت فجر کی پڑھتے پھر مسجد کی طرف نکلتے۔ اور کھانا (سحری کے لیے) حرام ہو جاتا اور جب تک طلوع صبح صادق نہ ہوتی، تو آپ (مؤذن رسول) اذان نہ پڑھتے۔

وقت فجر سے پہلے اذان فجر کے عدم جواز کے حوالے سے نظر طحاوی:

بالاتفاق ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی اذان وقت سے پہلے کہنا درست نہیں ہے۔ لہٰذا مختلف فیہ کو متفق علیہ پر قیاس کرتے ہوئے نظر کا تقاضا ہے کہ فجر کی اذان بھی وقت سے پہلے کہنا درست نہ ہو۔

(ج) فجر صادق کی علامت:

یہ ایک روشنی ہے کہ مشرق کی طرف جہاں سے سورج طلوع ہونے والا ہے، اس کے اوپر آسمان کے کنارے پر دکھائی دیتی ہے، یہاں تک کہ آسمان پر پھیل جاتی ہے اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے۔ اس سے قبل آسمان کے درمیان میں ایک ذرا سی سپیدی ظاہر ہوتی ہے، جس کے نیچے سارا آسمان سیاہ ہوتا ہے۔

فجر کاذب: فجر صادق کے نیچے سے پھوٹ کر روشنی جنوباً شمالاً دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے اور یہ دراز سپیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے۔ اس کو فجر کاذب کہتے ہیں۔

سوال نمبر 3:- (الف) اذكر خمسة دلائل من القرآن والسنة على عدم جواز القراءة مطلقا خلف الامام؟

(ب) كل صلوٰة لم يقرا فيها بأم القرآن فهي خداج و (قراها بالفارسى فى نفسك) اكتب عن هذين الحديثين؟

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) "المؤتم" حقق تحقيقا صرفيا .

جوابات: (الف) قرأت خلف الامام کے عدم جواز پر دلائل:

۱-حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ایک نماز پڑھ کر فارغ ہوئے جس میں آپ نے بلند آواز میں قرأت کی تھی پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میری اقتداء میں تم میں سے کسی نے قرأت کی تھی؟ تو ایک شخص نے عرض کیا: میں نے کی تھی۔ یارسول اللہ! تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی سوچ رہا تھا کہ میری قرأت میں کیوں رکاوٹ ڈالی جارہی ہے۔ (راوی کہتے ہیں) اس کے بعد بلند قرأت والی نمازوں میں لوگوں نے آپ کی اقتداء میں قرأت کرنا چھوڑ دیا، جب انہوں نے یہ بات سنی۔

۲-نافع حضرت عبداللہ بن عمر کے بارے میں یہ نقل کرتے ہیں: ان سے پوچھا گیا کہ کیا کوئی شخص امام کی اقتداء میں قرأت کرے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: "جب کوئی شخص امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو، تو امام کا قرأت کرنا اس کے لیے کافی ہے۔

۳-حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جو شخص امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہا ہو، تو امام کا قرأت کرنا اس کا قرأت کرنا شمار ہوگا۔

۴-حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں تم قرأت سے خاموش رہو، کیونکہ نماز ایک مشغولیت ہے اور امام تمہارے لیے کافی ہے۔

۵-زید بن اسلم نے ابوصالح سے اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام اس لیے بنایا گیا ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے پس جب وہ قرأت کرے، تو تم خاموش رہو۔

(ب) مذکورہ حدیثوں کی تکمیل:

۱-وحدثنا حسين بن نصير قال: سمعت يزيد قال: انا محمد بن اسحق قال: ثنا يحيى بن عباد ابن عبدالله بن الزبير، عن ابيه عباد عن عائشة قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول (كل صلاة لم يقراء فيها بام القرآن فهي خداج)

۲-حدثنا يونس قال انا ابن وهب ان مالكا حدثه عن العلاء بن عبدالرحمن انه سمع ابا السائب مولى هشام بن زهرة يقول سمعت اباهريرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (من صلى صلاة لم يقراء فيها بام القرآن فهي خداج غير تمام) فقلت يا ابا هريرة اني اكون احيانا وراء الامام قال اقراء ها بالفارسي في نفسك .

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

(ج) صرفی تحقیق:

المؤتم: صیغہ واحد مذکر اسم فاعل از باب افعال۔

سوال نمبر 4:- قَالَ كَعْبُ بْنُ مُرَّةَ أَوْ مُرَّةُ بْنُ كَعْبٍ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى مَضَرَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ قَدْ نَصَرَكَ وَاسْتَجَابَ لَكَ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوْا فَادْعُ اللهَ لَهُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا طَبَقًا غَدَقًا عَاجِلًا غَيْرَ رَائِثٍ نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ قَالَ فَمَا كَانَ إِلَّا جُمُعَةٌ أَوْ نَحْوَهَا حَتّٰى مُطِرُوْا۔

(الف) شكل الحديث وترجم الى الأردية؟

(ب) اكتب مذهب الامام الأعظم فى صلوٰة الاستسقاء بالدليل؟

(ج) ما مؤقف الطحاوى فى هذه المسئلة؟

جوابات: (الف) شکل الحدیث: حدیث کی تشکیل سوالیہ حصہ میں کر دی گئی ہے۔

ترجمۃ الحدیث: کعب بن مرہ یا مرہ بن کعب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مضر کے لیے بددعا فرمائی۔ چنانچہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ نے آپ کی مدد فرمائی اور آپ کی دعا قبول فرمائی۔ آپ کی ایک قوم ہلاک ہوا چاہتی ہے، آپ ان کے لیے دعا فرما دیں، تو آپ نے یوں تعریف فرمائی:

اے اللہ! ہمیں ایسے (بادل سے) بارش عطا فرما جو سیراب کرنے والی ہو، سبزہ اگانے والی، شادابی لانے والی، موٹے قطرات والی، جلد برسنے والی، نہ رکنے والی اس کی بارش فائدہ مند ہو اور نقصان سے خالی ہو۔ کعب کہتے ہیں ایک جمعہ یا اس کے برابر دن گزرے تھے کہ بارش ہوگئی۔

(ب) صلوٰۃ الاستسقاء میں امام اعظم کا مذہب:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک احادیث مبارکہ میں بارش کے لیے دعا کا تذکرہ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بارش کے لیے کبھی فقط دعا فرمائی اور کبھی نماز پڑھی۔ پس مستقل نماز مسنون نہیں۔ البتہ کبھی دعا فقط، کبھی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں فقط دعا کا تذکرہ ہے اور اسی حدیث سے آپ استدلال کرتے ہیں۔

(ج) مذکورہ مسئلہ میں نظر طحاوی:

جب ہم نے غور کیا تو ہم نے عبادات میں جمعہ اور عیدین میں خطبہ پایا، جمعہ کا خطبہ پہلے اور عیدین کا خطبہ نماز کے بعد ہے دیکھا جائے گا کہ خطبہ استسقاء کی مشابہت زیادہ کس سے ہے، تو غور کرنے پر معلوم ہوا کہ جمعہ کا خطبہ فرض اور عیدین کا خطبہ مسنون ہے۔ عید کی نماز اس کے بغیر بھی ہو جائے گی اگرچہ خلاف

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سنت ہے اور نماز استقاء کی زیادہ مشابہت خطبہ عید سے ہے، کیونکہ یہ بغیر خطبہ کے بھی درست ہے۔ یہاں امام طحاوی نے امام ابوحنیفہ کے مذہب کو نقل کرنے میں پوری توجہ سے کام نہیں لیا۔ امام صاحب استقاء میں نماز کا انکار نہیں کرتے۔ البتہ نماز کو لازم قرار نہیں دیتے بلکہ دعا اور نماز دونوں کو جائز کہتے ہیں۔ ان کی طرف نماز استقاء کے انکار کا قول منسوب کرنا درست نہیں۔ یہاں امام طحاوی کا رجحان امام صاحب کے مذہب کی طرف نہیں بلکہ فریق ثانی یعنی امام ابو یوسف کے مؤقف کی طرف ہے۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

القسم الثاني ...... مؤطا امام محمد

السؤال الرابع: فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَاِنْ نُمْتَ اِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا نَامَتْ عَيْنَاكَ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ .

(الف) شكل الأثر ثم ترجمه الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) ما المراد بالشفق عند الامام أبي حنيفة والامام الشافعي عليهما الرحمة؟ وأيضا بين أول وقت المغرب وآخر وقتها عند الامامين المذكورين؟ ۵+۵=۱۰

السؤال الخامس: (الف) اكتب صفة صلوة الخوف عند الأحناف؟ ۱۵

(ب) اكتب صفة العمرة؟ ۱۰

السؤال السادس: قال محمد وبهذا نأخذ لاقراءة على الجنازة وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى .

(الف) اكتب اختلاف الامام أبي حنيفة والامام الشافعي عليهما الرحمة في مسئلة القراءة في صلوة الجنازة بالدلائل؟ ۱۵

(ب) اكتب صفة صلوة الجنازة عند الأحناف؟ ۱۰

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

تنظيم المدارس اهلسنّت پاكستان

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2023ء/۱۴۴۴ھ

الورقة السادسة: الحديث الشريف — ٢

الوقت المحدد: ثلاث ساعات مجموع الارقام: ١٠٠

الملاحظة: أجب عن اثنين من كل قسم .

القسم الأول...... مؤطا امام مالك

السؤال الأول: عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اِنْ كَانَ لِيَكُوْنَ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اسْتَطِيْعُ اَنْ اَصُوْمَهُ حَتّٰى يَاْتِيَ شَعْبَانُ .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟ ٥+١٠=١٥

(ب) بين معنى الصوم لغة اصطلاحا و أيضالم أخرت عائشة رضى الله عنها قضاء صيامها؟ ٥+٥=٢٠

السؤال الثاني: عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقَعِيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرِّضَاعَةِ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ لَهُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ صَنَعْتُ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰذَنَ لَهُ عَلَيَّ .

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟ ٥+١٠=١٥

(ب) اكتب مذهب الأربعة عليهم الرحمة فى الرضاعة الموجبة للحرمة مع دلائلهم وترجيح مذهب الامام الأعظم عليه الرحمة بالدلائل؟ ١٠

السؤال الثالث: مَالِكٌ اَنَّهُ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ فِي الْبَازِيْ وَالْعِقَابِ وَالصَّقْرِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ اَنَّهُ اِذَا كَانَ مُعَلَّمًا يَفْقَهُ كَمَا تَفْقَهُ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ فَلَا بَاْسَ بِاَكْلِ مَا قُتِلَتْ مِمَّا صَادَتْ اِذَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلٰى اِرْسَالِهَا .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية . ٥+١٠=١٥

(ب) عرف الكلب المعلم والبازى والعقاب وحكمها سواء أم لا؟ ١٠

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars-e-Nizami All Board Books

القسم الثاني...... مؤطا امام محمد

السؤال الرابع: فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّي الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَاِنْ نُمْتَ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا نَامَتْ عَيْنَاكَ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ .

(الف) شكل الأثر ثم ترجمه الى الأردية؟ ۵+۱۰=۱۵

(ب) ما المراد بالشفق عند الامام أبي حنيفة والامام الشافعي عليهما الرحمة؟ وأيضابين أول وقت المغرب وآخر وقتها عند الامامين المذكورين؟ ۵+۵=۱۰

السؤال الخامس: (الف) اكتب صفة صلوٰة الخوف عند الأحناف؟ ۱۵

(ب) اكتب صفة العمرة؟ ۱۰

السؤال السادس: قال محمد وبهذا نأخذ لاقراء ة على الجنازة وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالىٰ .

(الف) اكتب اختلاف الامام أبي حنيفة والامام الشافعي عليهما الرحمة في مسئلة القراء ة في صلوٰة الجنازة بالدلائل؟ ۱۵

(ب) اكتب صفة صلوٰة الجنازة عند الأحناف؟ ۱۰



H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء بابت 2023ء

چھٹا پرچہ: حدیث شریف-۱

القسم الأول...... مؤطا امام مالك

سوال نمبر 1:-عَنْ اَبِی سَلْمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اِنْ كَانَ لِيَكُوْنَ عَلَّى الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَسْتَطِيْعُ اَنْ اَصُوْمَهٗ حَتّٰى يَأْتِيَ شَعْبَانُ .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟

(ب) بين معنى الصوم لغة واصطلاحا و أيضالم أخرت عائشة رضى الله عنها قضاء صيامها؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اگر میرے ذمہ رمضان کے کچھ روزے باقی ہوتے تو میں قضا نہ رکھ سکتی' یہاں تک کہ ماہ شعبان آجاتا۔

(ب) صوم کا لغوی واصطلاحی معنیٰ:

لفظ صوم کا لغوی معنیٰ ہے: منع کرنا، رکنا، باز آنا۔ اس کا اصطلاحی وشرعی معنیٰ ہے: صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع سے بچے رہنا صوم کہلاتا ہے۔

روزوں کی قضاء مؤخر کرنے کی وجہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رمضان کے روزے جو حیض کے سبب قضاء ہوتے تھے، ان کو شعبان کے علاوہ کسی اور ماہ میں رکھنے کی فرصت نہ پاتی تھیں، کیونکہ اُن دنوں میں آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہمہ وقت مشغول رہا کرتی تھیں اور اس طرح مستعد رہا کرتی تھیں کہ آپ جس وقت بھی خدمت وصحبت کے لیے بلائیں حاضر ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ رمضان کی طرح ماہ شعبان میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔ اس لیے آپ کو مہلت مل جاتی، تو آپ اپنے ذمہ جو روزے ہوتے ان کی قضاء رکھتیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

سوال نمبر 2:-عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَفْلَحَ أَخَا أَبِي الْقُعَيْسِ جَاءَ يَسْتَأْذِنُ عَلَيْهَا وَهُوَ عَمُّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ بَعْدَ مَا نَزَلَ الْحِجَابُ قَالَتْ فَأَبَيْتُ أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ فَلَمَّا جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرْتُهُ بِالَّذِي صَنَعْتُ فَأَمَرَنِي أَنْ آذَنَ لَهُ عَلَيَّ.

(الف) شكل الحديث ثم انقله الى الأردية؟

(ب) اكتب مذهب الأربعة عليهم الرحمة في الرضاعة الموجبة للحرمة مع دلائلهم وترجيح مذهب الامام الأعظم عليه الرحمة بالدلائل؟

جواب: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمة الحديث: حضرت عروہ بن زبیر سے منقول ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ابوقعیس کے بھائی افلح نے ان سے اندر آنے کی اجازت طلب کی، وہ آپ کے رضاعی چچا تھے۔ یہ واقعہ پردے کے احکام نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: میں نے انہیں گھر میں آنے کی اجازت نہ دی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو میں نے آپ کو اس کے متعلق بتایا، تو آپ نے مجھے حکم دیا/ہدایت کی کہ میں انہیں اندر آنے کی اجازت دے دیا کروں۔

(ب) مقدار رضاعت میں مذاہب آئمہ:

دودھ کی وہ مقدار جس کے پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے، کتنی مقدار میں ہونا چاہیے؟ اس بارے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کا مؤقف ہے کہ دودھ کی مقدار پانچ چسکیاں ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں: آغاز میں قرآن کریم میں دس چسکیوں سے ثبوت حرمت کا حکم نازل ہوا لیکن بعد میں یہ منسوخ ہو گیا اور پانچ چسکیوں والا حکم باقی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک یہ حکم باقی رہا۔

۲- حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام مالک، جمہور تابعین، تبع تابعین اور ایک قول کے مطابق حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ مطلق دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ یہ مقدار قلیل ہو یا کثیر۔ گویا ایک قطرہ دودھ پینے سے بھی رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔ انہوں نے نصوص قرآن سے دلائل اخذ کیے ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ (تمہاری مائیں وہ ہیں، جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا)

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

۲- اَللَّاتِیْ اَرْضَعْنَكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ (جن خواتین نے تمہیں دودھ پلایا وہ تمہاری مائیں ہیں)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی دلیل کا جواب یوں دیا جاتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت جس میں قرآن میں دس چسکیوں کا حکم تھا، پھر منسوخ ہو کر پانچ چسکیاں باقی رہ گئیں۔ یہ حکم نہ قرآن میں موجود ہے، نہ اس کی تلاوت کی گئی اور نہ تلاوت کی جاتی ہے۔ گویا یہ ایک بے سروپا روایت ہے جس سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی۔

سوال نمبر3:- مَالِكٍ اَنَّهٗ سَمِعَ بَعْضَ اَهْلِ الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ فِي الْبَازِيْ وَالْعِقَابِ وَالصَّقْرِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ اَنَّهٗ اِذَا كَانَ مُعَلَّمًا يَفْقَهُ كَمَا تَفْقَهُ الْكِلَابُ الْمُعَلَّمَةُ فَلَا بَاْسَ بِاَكْلِ مَا قُتِلَتْ مِمَّا صَادَتْ اِذَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلٰى اِرْسَالِهَا .

(الف) شكل الحديث ثم ترجمه الى الأردية؟

(ب) عرف الكلب المعلم والبازى والعقاب وحكمها سواء أم لا؟

جواب: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں اعراب لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: امام مالک نے کہا: میں نے اہل علم کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ باز، عقاب اور شکرا اور، جانور ان کے مشابہ ہوں اگر ان کو تعلیم دی جائے اور وہ سمجھدار ہو جائیں جیسے سکھائے ہوئے کتے سمجھدار ہوتے ہیں، تو ان کا مارا ہوا جانور بھی درست ہے بشرطیکہ کہ بسم اللہ کہہ کر چھوڑے جائیں۔

(ب) الکلب المعلم:

''کتے کا سدھایا ہوا ہونا'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کتا تین مرتبہ کھانا چھوڑ دے۔

باز و عقاب: باز اور عقاب کے سکھائے ہوئے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بلانے پر وہ واپس آ جائیں۔

مذکورہ بالا کے شکار کا حکم:

اگر کتا شکار کو خود کھانے لگے اور باز اور عقاب وغیرہ بلانے سے واپس نہ آئیں، تو ان کا شکار کیا ہوا جانور حلال نہ ہوگا، لیکن جب انہیں چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا جائے۔ پس اگر اس جانور نے شکار پکڑ کر زخمی کر دیا اور وہ مر گیا، تو اس کا کھانا حلال ہے۔ جب اس سے کتے نے کھالیا، تو پھر اس شکار کو نہ کھایا جائے گا۔ اگر باز یا عقاب وغیرہ نے کھالیا تو پھر اسے (شکار کو) کھالیا جائے گا، جب چھوڑنے والے نے شکار کو زندہ پایا تو ذبح کرنا واجب ہے۔ اگر اس نے ذبح نہیں کیا اور شکار مر گیا، تو نہیں کھایا جائے گا۔ اگر کتے نے اس کا گلا گھونٹ دیا زخمی نہ کیا، تو اسے بھی نہ کھایا جائے گا۔

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

القسم الثانی...... مؤطا امام محمد

سوال نمبر 4:-فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَا اُخْبِرُكَ صَلِّ الظُّهْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ اِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ وَالْمَغْرِبَ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَالْعِشَاءَ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ ثُلُثِ اللَّيْلِ فَاِنْ نُمْتَ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ فَلَا نَامَتْ عَيْنَاكَ وَصَلِّ الصُّبْحَ بِغَلَسٍ.

(الف) شكل الأثر ثم ترجمه الى الأردية؟

(ب) ما المراد بالشفق عند الامام أبي حنيفة والامام الشافعي عليهما الرحمة؟ وأيضابين أول وقت المغرب وآخر وقتها عند الامامين المذكورين؟

جوابات: (الف) شکل الاثر: سوالیہ حصہ میں تشکیل کردی گئی ہے۔

ترجمۃ الاثر: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں بتاتا ہوں تم نماز ظہر اس وقت ادا کرو جب تمہارا سایہ تمہارے جتنا ہو۔ تم عصر کی نماز اس وقت ادا کرو جب تمہارا سایہ تم سے دگنا ہو۔ مغرب اس وقت ادا کرو جب سورج غروب ہو جائے۔ نماز عشاء ایک تہائی رات تک ادا کر سکتے ہو۔ اگر تم نصف رات تک سوئے رہو، تو تمہاری آنکھ نہ لگے۔ صبح کی نماز اندھیرے میں ادا کرو۔

(ب) شفق کی تفسیر میں اختلاف

شفق کی تعریف وتفسیر میں احناف وشوافع کا مذہب حسب ذیل ہے:

امام شافعی کا مذہب: آپ کے نزدیک شفق سے مراد وہ سرخی ہے، جو غروب آفتاب کے بعد افق پر نمودار ہوتی ہے۔ شوافع کی دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا: شفق سرخی ہے۔

صاحبین بھی امام شافعی سے متفق ہیں۔

امام ابوحنیفہ کا مذہب: امام اعظم کے نزدیک شفق سے مراد وہ سفیدی ہے جو بعد از غروب نمودار ہونے والی سرخی کے غائب ہونے کے بعد نمودار ہوتی ہے۔ آپ کی دلیل یہ حدیث ہے:

حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں: میں تم تمام لوگوں کی بنسبت عشاء کے وقت کو زیادہ جانتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب تیسری رات کا چاند ڈوب جاتا تھا۔ تیسری رات کا چاند افق کی سفیدی غائب ہونے کے بعد غروب ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مغرب کا وقت سفیدی غائب ہونے تک رہتا ہے۔ نیز کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی سفیدی کے وقت عشاء کی نماز پڑھی ہو۔ البتہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ مغرب کی نماز

H_M_Hasnain_Asadi
Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

پڑھنے میں تعجیل مستحب ہے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ میری امت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک وہ مغرب کی نماز میں ستاروں کے جالی دار بننے تک تاخیر نہ کرے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث منقول ہے، جس کے کچھ الفاظ یوں ہیں: "ثم اذن للعشاء حين ذهب بياض النهار وهو الشفق" علامہ نیموی "صاحب آثار السنن" فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ شفق سفیدی ہے، جیسا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔

نماز مغرب کی ابتداء و انتہاء میں مذاہب آئمہ: احادیث کی روشنی میں مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہو جاتا ہے۔ البتہ بعض حضرات کے نزدیک جب ستارے ظاہر ہوں تو مغرب کا وقت داخل ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا: اس کے بعد نماز نہیں حتیٰ کہ شاہد طلوع ہو، تو یہ حضرات شاہد سے ستارے مراد لیتے ہیں لیکن یہ حضرت لیث کی اپنی رائے ہے۔ ممکن ہے کہ اس سے رات کا آنا مراد ہو، متواتر روایات سے اسی کو تائید حاصل ہوتی ہے۔

مغرب کا وقت کب ختم ہوتا ہے؟ اس سلسلے میں اختلاف ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ عشاء کی نماز اس وقت ادا فرمائی جب شفق غائب ہوئی۔ چونکہ شفق کی تفسیر میں اختلاف ہے، اس لیے وقتِ مغرب کے نکلنے میں بھی اختلاف ہے، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام شافعی کے نزدیک شفق سے مراد سرخی ہے۔ لہٰذا جب سرخی ختم ہو جائے، تو مغرب کا وقت ختم ہو گیا، جبکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شفق سے مراد سفیدی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول قیاس کے موافق ہے، کیونکہ فجر کے وقت پہلے سرخی اور پھر سفیدی ہوتی ہے۔ یہ ایک ہی نماز کا وقت ہے اور وہ فجر کی نماز ہے۔ جب دونوں ختم ہو جائیں، تو ختم ہو جاتا ہے، تو قیاس کا تقاضا ہے کہ مغرب کے وقت بھی یہ دونوں (سرخی اور سفیدی) جمع ہوں۔

سوال نمبر 5:-(الف) اكتب صفة صلوة الخوف عند الأحناف؟

(ب) اكتب صفة العمرة؟

جوابات: (الف) صلوٰۃ الخوف کا طریقہ:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک سفر و حضر دونوں میں نماز خوف ادا کرنا درست ہے۔ صلوٰۃ الخوف ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب شدید خوف ہو تو امام لوگوں کے دو گروہ بنا دے جن میں سے ایک دشمن کے مقابلہ میں رہے گا اور دوسرا امام کے پیچھے ایک رکعت ادا کرے گا، جس میں دو سجدے کرے گا۔ جب یہ گروہ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

دوسرے سجدے سے سر اُٹھائے گا، تو دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے گا۔ پہلا گروہ امام کے پیچھے آ کر ایک رکعت اور دو سجدے کرے گا۔ امام تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر دے گا۔ لیکن اس گروہ کے افراد سلام نہیں پھیریں گے بلکہ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں گے۔ پہلا گروہ آ کر اپنی باقی رہ جانے والی ایک رکعت ادا کرے گا اور دو سجدے کرے گا۔ وہ اس کو الگ الگ ادا کریں گے۔ اس میں قرأت نہیں کریں گے، کیونکہ اس کا حکم لاحق سا ہے۔ یہ لوگ تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں گے۔ پھر دوسرا گروہ آ کر اسی طرح اپنی باقی ایک رکعت ادا کرے گا، سجدے ادا کرے گا اور اس میں تلاوت کرے گا۔ پھر یہ لوگ تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیں گے۔

(ب) عمرہ ادا کرنے کا طریقہ:

عمرہ کی ادائیگی میں محض چار کام ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے میقات سے احرام باندھنا، اس کے بعد مکہ مکرمہ پہنچ کر سات چکر طواف بیت اللہ کرنا (بعد میں دوگانہ نماز طواف پڑھنا) پھر صفا و مروہ کے سات چکر سعی کرنا اور آخر میں سر کے بال کٹانا۔

سوال نمبر 6:- قال محمد وبهذا نأخذ لاقراءة على الجنازة وهو قول أبى حنيفة رحمه الله تعالیٰ۔

(الف) اكتب اختلاف الامام أبى حنيفة والامام الشافعى عليهما الرحمة فى مسئلة القراءة فى صلوٰة الجنازة بالدلائل؟

(ب) اكتب صفة صلوٰة الجنازة عند الأحناف؟

جوابات: (الف) نمازِ جنازہ میں قرأت کرنا:

اس مسئلہ میں امام ابوحنیفہ اور امام شافعی میں اختلاف پایا جاتا ہے:

امام ابوحنیفہ کا مؤقف: امام ابوحنیفہ اس بات کے قائل ہیں کہ نمازِ جنازہ میں قرأت نہیں کی جائے گی، کیونکہ نمازِ جنازہ ایک دعا ہے۔ آپ حضرت ابن عمر کی بیان کردہ روایت سے استدلال کرتے ہیں:

لا قراءة فى الصلوٰة على الجنائز ۔

امام شافعی کا مؤقف: امام شافعی اس بات کے قائل ہیں کہ پہلی تکبیر کے بعد (ثناء کی جگہ) سورۃ فاتحہ کی قرأت کی جائے گی اس کے بعد والی تکبیروں میں وہی معمول ہوگا جس کے امام ابوحنیفہ قائل ہیں۔ آپ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی روایت سے استدلال کرتے ہیں:

فقراء فاتحة الكتاب...... الخ

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

Dars e Nizami All Board Books

متاخرین فقہاءِ احناف نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت مکروہ ہے لیکن اگر کوئی شخص دعا کی نیت سے پڑھے تو حرج نہیں۔

(ب) صلوٰۃ الجنازۃ ادا کرنے کا طریقہ:

پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد وثناء کی جائے گی، دوسری تکبیر کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے گا، تیسری تکبیر کے بعد میت کے لیے دعائے مغفرت کی جائے گی۔ چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔

☆☆☆

H_M_Hasnain_Asadi

Madaris News Official

تنظیم المدارس (اہلِ سنت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طلباء از **2024**

سوالیہ پرچہ کے ساتھ

نورانی گائیڈ

حل شدہ پرچہ جات



مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

شبیر برادرز® زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم۔اے عربی واسلامیات۔سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد　　الورقة الاولیٰ:علم الکلام　　مجموع الارقام

ثلاث ساعات　　۱۰۰

نوٹ: کوئی سے تین سوالات حل کریں؟

سوال نمبرا:۔ و المحدث للعالم هو الله تعالیٰ ای الذات الواجب الوجود الذی یکون وجوده ذاته ولا یحتاج الی شیئی اصلا اذلو کان جائز الوجود لکان من جملة العالم فلم یصلح محدثا للعالم و مبدأ له مع ان العالم اسم لجمیع ما یصلح علما علی وجودله و قریب من هذا ما یقال ان مبدا الممکنات باسرها لا بدان یکون و اجبا اذلو کان ممکنا لکان من جملة الممکنات فلم یکن مبدالها ۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) علم فقہ، اصول فقہ اور علم الکلام کی تعریفات تحریر کریں نیز علم کلام کی ضرورت قلمبند کریں؟

سوال نمبر۲:۔ (الف) معتزلہ کون ہیں؟ ان کے چیدہ چیدہ عقائد ونظریات بھی لکھیں نیز امام اشعری نے اعتزال کیسے چھوڑا؟ تحریر کریں؟

(ب) سوفسطائیہ کون ہیں؟ نیز ان کے گروہوں اور ان کے عقائد کو واضح کریں؟

سوال نمبر۳:۔ الله تعالیٰ خالق لافعال العباد۔

(الف) مسئلہ مذکورہ میں اہل حق ومعتزلہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کریں؟

(ب) ایمان واسلام متحد ہیں یا متفرق؟ دلائل سے واضح کریں؟

سوال نمبر4:۔ (الف) کرامات اولیاء پر جامع مضمون سپرد قلم کریں؟

(ب) خلافت راشدہ پر جامع مفصل نوٹ زینتِ قرطاس کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الاولیٰ: علم الکلام

سوال نمبر ا:-

وَالْمُحْدِثُ لِلْعَالَمِ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَىِ الذَّاتُ الْوَاجِبُ الْوُجُوْدُ الَّذِىْ يَكُوْنُ وَجُوْدُهُ مِنْ ذَاتِهٖ وَلَا يَحْتَاجُ اِلٰى شَىْءٍ اَصْلًا اِذْلَوْ كَانَ جَائِزَ الْوُجُوْدِ لَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْعَالَمِ فَلَمْ يَصْلَحْ مُحْدِثًا لِلْعَالَمِ وَ مُبْدَاً لَهٗ مَعَ اَنَّ الْعَالَمَ اِسْمٌ لِجَمِيْعِ مَا يَصْلَحُ عَلَمًا عَلٰى وُجُوْدِهٖ لَهٗ وَ قَرِيْبٌ مِنْ هٰذَا مَا يُقَالُ اِنَّ مَبْدَاَ الْمُمْكِنَاتِ بَاَسْرِهَا لَا بُدَّ اَنْ يَكُوْنَ وَاجِبًا اِذْلَوْ كَانَ مُمْكِنًا لَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْمُمْكِنَاتِ فَلَمْ يَكُنْ مَبْدَاً لَهَا۔۔

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) علم فقہ، اصول فقہ اور علم الکلام کی تعریفات تحریر کریں نیز علم کلام کی ضرورت قلمبند کریں؟

جواب: (الف) اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ العبارۃ: عالم کو پیدا کرنے والا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یعنی وہ ذات جو واجب الوجود ہے اور اس کا وجود ذاتی ہے، قطعاً کسی شئی کا محتاج نہیں، اس لیے کہ اگر وہ جائز الوجود ہوتا تو ضرور وہ جملہ عالم سے ہوتا۔ پس وہ محدث للعالم کی صلاحیت نہ رکھتا اور عالم کا مبداء نہ ہوتا۔ حالانکہ عالم اسم جمیع ان چیزوں کا جو اس کے وجود پر علم (علامت) بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اسی کے قریب قریب وہ بات جو کہی گئی کہ تمام ممکنات کا مبداء ضروری ہے کہ واجب ہو اس لیے کہ اگر ممکن ہو، تو جملہ ممکنات سے ہوگا (جب ایسے ہے) تو وہ ان ممکنات کا مبداء نہیں ہوگا۔ (حالانکہ ایسا نہیں ہے)۔

(ب) تعریفات:

علم فقہ: اگر احکام عملیہ کی معرفت اس کے ادلہ تفصیلیہ سے حاصل ہو، تو اسے علم فقہ کہتے ہیں۔

اصول فقہ: اگر فقہ کا وہ علم ادلہ کے ان احوال کی اجمالی معرفت عطا کرے، جو مفید احکام ہیں، تو اسے اصول فقہ کہتے ہیں۔

علم الکلام: وہ احکام جن کا تعلق اعتقاد سے ہو، ان احکام کا علم علم الکلام کہلاتا ہے۔

علم الکلام کی ضرورت: اوائل امت یعنی صحابہ کرام اور تابعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں ہونے کی وجہ سے ان کے عقائد صحیح تھے، لیکن جب فتنے اٹھے اور آئمہ دین پر بغاوت شروع ہوگئی اور آراء

مختلف ہو گئیں' فتاویٰ کثیر ہو گئے اور اپنے نفس کی پیروی ہونے لگی اور ہر بات میں علماء کی طرف رجوع ہونے لگا' تو علماء کرام نے اس علم کی طرف اپنی توجہ مبذول کی تا کہ مذاہب واختلافات کو واضح کر سکیں۔

سوال نمبر ۲:-(الف) معتزلہ کون ہیں؟ ان کے چیدہ چیدہ عقائد ونظریات بھی لکھیں نیز امام اشعری نے اعتزال کیسے چھوڑا؟ تحریر کریں؟

(ب) سوفسطائیہ کون ہیں؟ نیز ان کے گروہوں اور ان کے عقائد کو واضح کریں؟

جوابات: (الف) معتزلہ: یہ وہ فرقہ ہے جو قرآن وسنت کے وارد شدہ عقائد میں جن پر صحابہ کرام کی ایک جماعت کا اعتقادی عمل تھا' اس میں اختلاف کرتا ہے اور یہ حضرت امام حسن بصری سے الگ ہو گیا۔

معتزلہ کے چیدہ چیدہ عقائد ونظریات: معتزلہ کے چیدہ چیدہ عقائد ونظریات درج ذیل ہیں:

ان کا عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے اور نہ کافر۔

ان کا عقیدہ ہے کہ تمام مخلوق اپنے افعال کی خود خالق ہوتی ہے' افعال کے ساتھ اللہ کی تخلیق کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

ان کا عقیدہ ہے کہ آخرت میں دیدار الٰہی نہ ہو گا' اور یہ اللہ کی صفات ازلیہ کے منکر ہیں۔

یہ شفاعت کے منکر ہیں۔

ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ بعض کام مشیت الٰہی کے بغیر بھی صادر ہو جاتے ہیں۔

امام اشعری نے اعتزال کو چھوڑا؟: شیخ ابوالحسن نے اپنے استاد ابو علی جبائی سے تین بھائیوں کے حوالے سے سوال کیا' جن میں سے ایک مطیع' دوسرا عاصی اور تیسرا بچپن میں فوت ہوا؟ تو ابو علی جبائی نے جواب میں کہا: پہلے کو جنت میں ثواب دیا جائے گا' دوسرے کو عذاب دیا جائے گا' اور تیسرے کو نہ ثواب دیا جائے گا' نہ عذاب دیا جائے گا۔ تو ابوالحسن اشعری نے کہا: اگر تیسرا یوں کہے: اے اللہ! تو نے مجھے بڑا ہونے کی حالت میں کیوں نہ مارا' تا کہ میں تجھ پر ایمان لاتا اور تو مجھے جنت عطا کرتا؟ تو اللہ تعالیٰ کیا فرمائے گا؟ تو ابو علی جبائی نے کہا: رب تعالیٰ فرمائے گا: میں جانتا تھا' اگر تو بڑا ہوتا' تو ضرور میری نافرمانی کرتا اور دوزخ میں داخل ہوتا' تو تیرے لیے یہی بہتر تھا کہ تو بچپن میں مر جائے۔ تو ابوالحسن اشعری نے فرمایا: اگر دوسرا کہے: اے اللہ! تو نے مجھے چھوٹی عمر میں کیوں نہ مارا' تا کہ میں تیری نافرمانی نہ کرتا اور دوزخ میں داخل نہ ہوتا' تو اللہ تعالیٰ کیا فرمائے گا؟ اس بات پر ابو علی جبائی کے ہوش اڑ گئے اور وہ لاجواب ہو گیا۔ تو ابوالحسن اشعری نے ان کے مذہب کو ترک کر دیا اور ان کے رد میں مشغول ہو گئے' تو ان کے گروہ کو "اہل سنت و جماعت" کا نام دیا گیا۔

(ب) سوفسطائیہ: یہ فلاسفہ کا ایک احمق ٹولہ ہے جو حقائق کا انکار کرتا ہے۔

سوفسطائیہ کے گروہ اور ان کے عقائد: سوفسطائیہ کے تین گروہ ہیں ان کے نام اور عقائد درج ذ
ہیں:

۱۔عنادیہ کا عقیدہ: یہ حقائق الاشیاء کا انکار کرتے ہیں اور ان حقائق کو اوہام اور خیالات باطلہ گما
کرتے ہیں۔

۲۔عندیہ کا عقیدہ: یہ حقائق کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اعتقاد کے تا
ہیں۔اگر ہم کسی چیز کے جوہر ہونے کا اعتقاد کریں گے تو وہ جوہر ہوگا یا عرض کا ہونے کا اعتقاد کریں گے
وہ عرض ہوگا۔

۳۔لاادریہ کا عقیدہ: یہ ثبوت وعدم ثبوت شئی کے علم کا انکار کرتے ہیں شئی کے ثبوت وعدم ثبوت میں
شک کرتے ہیں اور اپنے اس شک میں بھی شک کرتے ہیں۔

سوال نمبر۳:۔

اللہ تعالٰی خالق لافعال العباد .

(الف) مسئلہ مذکورہ میں اہل حق ومعتزلہ کے مذاہب مع دلائل تحریر کریں؟

(ب) ایمان واسلام متحد ہیں یا متفرق؟ دلائل سے واضح کریں؟

جوابات: (الف) اللہ تعالٰی خالق افعال ہے اہل سنت اور معتزلہ کے مذاہب: اعمال انسانی کی دو
اقسام ہیں:

۱۔افعال اضطراریہ: وہ افعال جو انسانی ارادہ کی بغیر انسان سے صادر ہوتے ہیں، یہ بالاتفاق مخلوق
ہیں، ان کے صدور کا انسانی بساط وطاقت سے کوئی تعلق نہیں ہے جیسے مرتعش کی حرکت

۲۔افعال اختیاریہ: وہ ہیں جن کو انسان اپنے اختیار سے کر سکتا ہے جیسے ایمان وکفر وغیرہ اس قسم کے
افعال کے صدور میں اختلاف ہے۔

(i) اہل سنت وجماعت کہتے ہیں کہ اللہ تعالٰی انسان کے تمام افعال کا خالق ہے، خواہ افعال خیر ہوں
یا شر ہوں۔انسان ان سب کا کرنے والا ہے اور اس کے کسب سے یہ صادر ہوتے ہیں۔

(ii) معتزلہ کا نظریہ ہے کہ انسان اپنے افعال کا خود خالق ہے۔

(ب) ایمان واسلام کا متحد یا متفرق ہونا: ایمان اور اسلام ایک ہی ہیں، ہر مومن مسلمان ہوتا ہے اور
ہر مسلمان مومن ہے۔اس لیے اسلام خضوع اور انقیاد ہے یعنی احکام کو قبول کرنے اور ان پر اذعان رکھنے
کے معنی میں ہے۔یہی قبول واذعان ہی حقیقت تصدیق ہے اور تصدیق ایمان ہے۔اس بات کی تائید
قرآن پاک سے بھی ہوتی ہے۔

جیسے فرمان الٰہی ہے: فاخرجنا من کان فیھا من المومنین فما وجدنا فیھا غیر بیت من المسلمین

شرعاً بھی ایسا نہیں ہوسکتا کہ کسی کو مومن تو کہا جائی مگر اس کو مسلمان تسلیم نہ کیا جائے یا اس کے برعکس ہو۔ ہماری مراد یہ ہے کہ ایک کا سلب دوسرے سے نہیں ہوسکتا جبکہ مفہوم کے اعتبار سے ان میں ترادف نہیں ہے بلکہ مساوات ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ ایمان اللہ تعالیٰ کی تصدیق ہے اور اسلام انکساری و تابعداری ہے۔ یہ انکساری و تابعداری ایمان قبول کرنے سے ہی متحقق ہوتی ہے۔ لہٰذا کوئی بھی ایک دوسرے سے منفک نہیں، تو ثابت ہوا کہ ان میں کوئی فرق نہیں۔

سوال نمبر۴: - (الف) کرامات اولیاء پر جامع مضمون سپردِ قلم کریں؟

(ب) خلافت راشدہ پر جامع مفصل نوٹ زینتِ قرطاس کریں؟

جوابات: (الف) کرامات اولیاء: کرامت وہ امر ہے جو عادت کے خلاف ہو اور کسی ولی سے صادر ہو۔

کرامات اولیاء میں معتزلہ کا اختلاف ہے، وہ کرامات کو نہیں مانتے، ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر ولی سے کرامت کو مان لیا جائے تو اس کا معجزہ کے ساتھ اشتباہ پیدا ہو جائے گا اور اس طرح ولی و نبی میں فرق کرنا مشکل ہو جائے گا۔

معتزلہ کی اس بات کے متعدد جوابات ہیں: سب سے پہلے بات تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں کثرت سے کرامت کا بیان موجود ہے مثلاً حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس بے موسمی پھلوں کا پایا جانا، آصف بن برخیا کا پلک جھپکنے کے وقت میں تخت بلقیس کا حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کرنا وغیرہ۔

اسی طرح صحابہ کرام اور دیگر اولیاء سے بھی تواتر کے ساتھ کرامات ثابت ہیں مثلاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نہاوند میں حضرت ساریہ کو پکارنا، آپ کے خط سے دریائے نیل کا جاری ہونا اور حضرت خالد بن ولید کا زہر نوش کرنا وغیرہ۔

(ب) خلافت راشدہ پر مضمون: جس ترتیب پر خلفاء اربعہ نے خلافت کی یہی اللہ کا فیصلہ تھا اور اسی پر امت کا اتفاق اور اجماع ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود امام بنا کر آپ کی خلافت کی طرف اشارہ فرما دیا تھا اگرچہ اس میں صراحت نہ تھی۔ سقیفہ بنو ساعدہ میں جب انصار و مہاجرین جھگڑ رہے تھے تو حضرات شیخین اس کو دور کرنے کے لیے گئے، تو حالات ایسے بن گئے کہ تمام حاضرین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے پر متفق ہو گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں

عدم مشاورت کی شکایت کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہی کہا کہ ہم اس ارادہ سے نہ گئے تھے مگر حالات کے پیش نظر بیعت قبول کرنے میں تاخیر کرنا مناسب نہ تھا۔ چنانچہ حضرت علی نے آپ کا عذر قبول کر لیا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں علی الاعلان آپ کی بیعت فرمائی۔ آپ نے دو سال چار ماہ عہدہ خلافت سنبھالا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل ایک کاغذ میں خلیفہ کا نام لکھا اور سر بمہر کر دیا اور تمام صحابہ بشمول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی اس شخص کے لیے بیعت لی، جس کا نام کاغذ پر لکھا تھا۔ یوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ آپ نے دس سال، چھ ماہ اور چار دن عہدہ خلافت سنبھالا۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل چھ نام منتخب کیے اور کہا کہ ان میں سے کسی پر اتفاق کرنے کے بعد خلیفہ منتخب کیا جائے، وہ نام یہ تھے: حضرت عثمان غنی، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبیداللہ، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم۔

پانچ اصحاب نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ آپ جو فیصلہ فرمائیں گے ہم اس پر راضی ہوں گے۔ تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان کے حق میں فیصلہ دے دیا جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سمیت سب نے قبول کر لیا۔ اس طرح آپ کی خلافت پر بھی اجماع ہوا۔ آپ نے بارہ دن کم بارہ سال خلافت کا منصب سنبھالا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی خلافت کے اہل نہ تھا۔ تمام صحابہ نے آپ کی بیعت کی اور اس طرح آپ کی خلافت پر بھی اجماع ہو گیا۔ آپ دو ماہ کم پانچ سال اس منصب پر فائز رہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کچھ عرصہ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی خلافت رہی اور یوں خلافت کا تیس سالہ عرصہ پورا ہو گیا۔

اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دے دی تھی کہ "میرے بعد خلافت تیس سال ہو گی اس کے بعد بادشاہت ہو گی"۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم۔اے عربی و اسلامیات۔سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد	الورقة الثانية: علم الفرائض	مجموع الأرقام
ثلاث ساعات		۱۰۰

نوٹ: آخری سوال لازمی ہے باقی میں سے کوئی دو سوال حل کریں۔

سوال نمبر۱:۔ قال علماؤنا تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة الاول يبدا بتكفينه و تجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) قرآن، سنت و اجماع امت کے حوالے سے ورثاء کی ترتیب بیان کریں؟

(ج) علم الفرائض کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

سوال نمبر۲:۔ (الف) "من يرد عليهم" اور "من لا يرد عليهم" کی وضاحت کریں کہ یہ کون لوگ ہیں؟

(ب) کتاب اللہ میں جو فروض مذکور ہیں وہ اور ان کے مخارج تحریر کریں؟

(ج) عصبہ کی تعریف کریں؟

سوال نمبر۳:۔ (الف) رد کی تعریف کرتے ہوئے رد کے کوئی سے دو قوانین بیان کریں؟

(ب) شوہر، سگی بہنوں کے احوال لکھیں؟

سوال نمبر4:۔ درج ذیل میں سے چار مسائل حل کریں؟

(۱)	بنت	بنت الابن ام	
(۲)	ام	زوجه	جد
(۳)	ام	زوج	اب
(۴)	ام	اب	اخوان
(۵)	ام	اب	بنتان



درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثانية: علم الفرائض

سوال نمبر۱:-

قَالَ عُلَمَاؤُنَا تَتَعَلَّقُ بِتَرِكَةِ الْمَيِّتِ حُقُوْقٌ اَرْبَعَةٌ اَلْاَوَّلُ يُبْدَأُ بِتَكْفِيْنِهٖ وَ تَجْهِيْزِهٖ مِنْ غَيْرِ تَبْذِيْرٍ وَّلَا تَقْتِيْرٍ ثُمَّ تُقْضٰى دُيُوْنُهٗ مِنْ جَمِيْعِ مَا بَقِيَ مِنْ مَّالِهٖ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) قرآن، سنت و اجماع امت کے حوالے سے ورثاء کی ترتیب بیان کریں؟

(ج) علم الفرائض کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب: اوپر لگا دئے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: ہمارے علماء نے فرمایا کہ میت کے ترکہ کے ساتھ چار حقوق متعلق ہوتے ہیں: پہلا حق یہ ہے کہ ابتداء کی جائے گی میت کی کفن و دفن کرنے کے ساتھ بغیر اسراف و کنجوسی کے۔ پھر اس کے قرض ادا کیے جائیں گے بچے ہوئے جمیع مال سے۔

(ب) ورثاء کی ترتیب:

☆ سب سے پہلے مال کی تقسیم اصحاب فرائض سے کی جائے گی۔

☆ پھر عصبات نسبیہ سے، ☆ پھر عصبات سببیہ سے

☆ پھر عصبہ سببی کے عصبات

☆ اگر عصبات نہ ہوں تو اصحاب فرائض نسبیہ پھر مال رد کیا جائے گا

☆ پھر ذوی الارحام سے ☆ پھر مولی الموالات سے

☆ پھر مقرلہ بالنسب علی الغیر سے ☆ پھر موصی لہ

☆ اگر مذکورہ لوگوں میں سے کوئی نہ ہو، اس کا مال بیت المال میں جمع کروا دیا جائے گا۔

(ج) علم الفرائض کی وجہ تسمیہ: فرائض فریضہ کی جمع ہے اور فرض سے مشتق ہے جس کا معنی ہے مقدر کرنا، معین کرنا، تو چونکہ اس علم میں بھی ورثاء کے حصے مقرر اور معین کیے جاتے ہیں اس لیے اسے علم الفرائض کہتے ہیں۔

سوال نمبر۲:- (الف) "مَنْ يُّرَدُّ عَلَيْهِم" اور "مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِمْ" کی وضاحت

H_M_Hasnain_Asadi

کریں کہ یہ کون لوگ ہیں؟

(ب) کتاب اللہ میں جو فروض مذکور ہیں وہ اور ان کے مخارج تحریر کریں؟

(ج) عصبہ کی تعریف کریں؟

جواب: (الف) من یرد علیہ: اصحاب فرائض کے حصوں سے جو مال بچ جائے اور عصبات میں سے کوئی عصبہ موجود نہ ہو تو وہ مال جن لوگوں پر لوٹایا جائے، جن اصحاب فرائض پر لوٹا جائے گا وہ من یرد علیہ کہلائیں گے۔

من لا یرد علیہ: سے مراد زوجین یعنی شوہر اور بیوی ہیں۔

(ب) مخارج: کل مخارج سات ہیں:

اثنان، ثلاثۃ، اربعۃ، ثمانیۃ، ستۃ، اثنا عشر، اربعۃ و عشرون

فروض: نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث، سدس

(ج) عصبہ کی تعریف: اصحاب فرائض سے بچے ہوئے مال کو لینے والا اور اصحاب فرائض کی عدم موجودگی میں مال کو محفوظ کرنے والا عصبہ کہلاتا ہے۔

سوال نمبر۳:- (الف) ردّ کی تعریف کرتے ہوئے رد کے کوئی سے دو قوانین بیان کریں؟

(ب) شوہر، سگی بہنوں کے احوال لکھیں؟

جواب: (الف) ردّ کی تعریف: اصحاب فرائض کے حصوں سے جو مال بچ جائے اس مال کو دوبارہ اصحاب فرائض نسبیہ پر لوٹانا ردّ کہلاتا ہے۔

پہلا قانون: مسئلہ میں فقط ایک جنس ہو مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ کی اور ان کے ساتھ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ نہ ہو، تو مسئلہ ان کے رؤس سے بنائیں گے جیسے میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں۔

مسئلہ 3 اور مسئلہ 2

میـــــــــــت

دو بیٹیاں

2/3

2

دوسرا قانون: مسئلہ میں مَنْ يُرَدُّ عَلَيْهِ کی دو یا زائد جنسیں جمع ہوں اور ساتھ مَنْ لَا يُرَدُّ عَلَيْهِ نہ ہو، تو مسئلہ و مخرج ان کی حصوں سے بنے گا جیسے

H_M_Hasnain_Asadi

مسئلہ 6 بعدہ مخرج 2

میـــــــــت

دادی	اخیافی بہن
1/6	1/6
1	1

(ب) شوہر کے احوال: شوہر کی دو حالتیں ہیں:

ا۔ نصف: جب میت کی اولاد نہ ہو۔

۲۔ ربع: جب میت کی اولاد ہو۔

سگی بہنوں کے احوال:

ا۔ نصف: اگر ایک ہو۔

۲۔ ثلثان: اگر دو یا زائد ہوں۔

۳۔ عصبہ بغیرہ: جب ان کے ساتھ ان کا بھائی بھی ہو۔

۴۔ عصبہ مع غیرہ: جب میت کی بیٹیاں یا پوتیاں ہوں۔

۵۔ مسقوط: جب میت کا بیٹا' باپ یا دادا موجود ہو۔

سوال نمبر۴: - درج ذیل میں سے چار مسائل حل کریں؟

(۱) بنت	بنت الابن	ام
(۲) ام	زوجه	جد
(۳) ام	زوج	اب
(۴) ام	اب	اخوان
(۵) ام	اب	بنتان

جواب: مسائل کا حل:

(۱) مسئلہ ۵ بعدہ مسئلہ ۵

میـــــــــت

بنت	بنت الابن	ام
1/2	1/6	1/6
3	1	1

(۲)

مسئلہ 12

میــــــــــــــت

ام	زوجہ	جد
1/3	1/4	عصبہ
4	3	5

(۳)

مسئلہ 6

میــــــــــــــت

ام	زوج	اب
1/3 ما بقی	1/2	عصبہ
1	3	2

(۴)

مسئلہ 6

میــــــــــــــت

ام	اب	اخوان
1/6	عصبہ	x
1	5	x

(۵)

مسئلہ 6

میــــــــــــــت

ام	اب	بنتان
1/6	x1/6عصبہ	2/3
1	1	4

☆ ☆ ☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم۔اے عربی و اسلامیات۔سال اول) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد	الورقة الثالثة: الفقه و اصوله	مجموع الارقام
ثلاث ساعات		۱۰۰

نوٹ: ہر قسم سے دو دو سوال حل کریں۔

قسم اول ...... فقه

سوال نمبر ۱:۔ (الف) و لیس للشریك فی الطریق و الشرب و الجار شفعة مع الخلیط فی الرقبة.

مذکورہ عبارت کی تشریح اس طرح کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے نیز خلیط فی الرقبہ سے کیا مراد ہے؟

(ب) اذا علم الشفیع بالبیع اشهد فی مجلسه ذلك علی المطالبة.

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور طلب شفعہ کی تین صورتوں کے نام لکھیں اور ان کی ترتیب بتائیں؟

سوال نمبر ۲:۔ (الف) و یکره الاحتکار فی اقوات الادمیین و البهائم اذا کان ذلك فی بلد یضر الاحتکار باهله و کذلك التلقی.

احتکار سے کیا مراد ہے؟ مذکورہ مسئلہ دلیل نقلی اور عقلی سے واضح کریں؟

(ب) ولا ینبغی للسلطان ان یسعر علی الناس.

مذکورہ مسئلہ پر دلیل عقلی اور نقلی ذکر کرتے ہوئے موجودہ دور میں اس کا حکم بیان کریں؟

سوال نمبر ۳:۔ و یقبل فی المعاملات قول الفاسق و لا یقبل فی الدیانات الاقول العدل.

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور معاملات اور دیانات کی ایک ایک مثال بیان کریں؟

(ب) فاسق اور عادل کی تعریف لکھیں؟

قسم دوم ...... اصول فقه

سوال نمبر 4:۔ فالتعریف الاسمی هو تبیین ان هذا الاسم لای شیئی وضع.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تعریف اسمی کی مثال ذکر کریں؟

(ب) طرد اور عکس کی تعریفات کریں اور مثالیں تحریر کریں؟

سوال نمبر 5:۔ فالحکم بهذا التفسیر قسمان شرعی ای خطاب الله تعالیٰ بما یتوقف

...نی الشرع و غیر شرعی ای خطاب الله تعالیٰ بمالا یتوقف علی الشرع .

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور "مالا یتوقف علی الشرع" کی مثال بیان کریں اور اس ...ے شرع پر موقوف نہ ہونے کی وجہ لکھیں؟

الفقه معرفة النفس ما لها وما عليها .

(ب) مذکورہ عبارت میں "مالها" اور "ما علیها" کی مراد میں تمام احتمالات بیان کریں؟

...سوال نمبر 6:۔ اصول الفقه الكتاب و السنة والاجماع و القياس و ان كان فرعا للثلثة .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے بتائیے کہ "و ان کان الخ" عبارت کا تعلق کس کے ساتھ ہے اور اس کی وجہ کیا ہے؟

(ب) سنت مبارکہ سے مستنبط قیاس کی مثال تفصیل سے سپرد قلم کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الثالثة: الفقه و اصوله

قسم اول ...... فقه

سوال نمبر ۱:۔ (الف) و ليس للشريك فى الطريق و الشرب و الجار شفعة مع الخليط فى الرقبة .

مذکورہ عبارت کی تشریح اس طرح کریں کہ مفہوم واضح ہو جائے نیز خلیط فی الرقبہ سے کیا مراد ہے؟

(ب) اذا علم الشفيع بالبيع اشهد فى مجلسه ذٰلك على المطالبة .

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور طلب شفعہ کی تین صورتوں کے نام لکھیں اور ان کی ترتیب بتائیں؟

جواب: (الف) عبارت کی تشریح: اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان کیا کہ خلیط فی الرقبہ کی موجودگی میں راستہ اور شرب میں شریک اور جار کو شفعہ نہیں ملے گا یعنی شفعہ کا حق سب سے پہلے شریک فی الرقبہ کا ہے اگر وہ اپنا حق نہ لے تو پھر شریک فی حق المبیع کو شفعہ ملے گا اور اگر یہ بھی نہ لے تو پھر پڑوسی کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔

خلیط فی الرقبہ سے مراد: وہ شخص جو نفس مبیع میں شریک ہو۔

(ب) عبارت کا ترجمہ: جب شفیع کو بیع کا علم ہو تو اپنی اسی مجلس میں مطالبہ پر گواہ بنا لے۔

طلب شفعہ کی صورتوں کی نام اور ترتیب:

۱۔طلب مواثبۃ　　۲۔طلب اشہاد　　۳۔طلب خصومت

سوال نمبر۲:-(الف) و یکره الاحتکار فی اقوات الادمیین و البهائم اذاکان ذلك في بلد یضر الاحتکار باهله و کذلك التلقي .

احتکار سے کیا مراد ہے؟ مذکورہ مسئلہ دلیل نقلی اور عقلی سے واضح کریں؟

(ب) ولا ینبغي للسطان ان یسعر علی الناس .

مذکورہ مسئلہ پر دلیل عقلی اور نقلی ذکر کرتے ہوئے موجودہ دور میں اس کا حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) احتکار کا مطلب: احتکار کا مطلب ذخیرہ اندوزی ہے۔

مذکورہ مسئلہ پر دلائل: مسئلہ یہ ہے کہ انسانوں اور چوپایوں کے غلوں کو روکنا اور ذخیرہ اندوزی کرنا مکروہ ہے، بشرطیکہ ایسے شہر میں روکا جائے کہ احتکار شہر والوں کو نقصان دے۔ یعنی اگر شہر چھوٹا ہو یا وہاں کی آبادی محدود ہے اور احتکار وہاں کے لوگوں کے لیے ضرر کا سبب بنے تو اس صورت میں انسانوں اور جانوں کے غلوں میں احتکار صحیح نہیں ہوگا۔ دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے جالب کو مرزوق بتایا ہے اور محتکر کو ملعون قرار دیا ہے۔ عقلی دلیل یہ ہے غلوں سے لوگوں کا حق متعلق اور وابستہ ہے۔ لہٰذا انہیں روکنے میں لوگوں کا نقصان ہوگا اس لیے منع ہے۔

(ب) مذکورہ مسئلہ پر دلیل: سلطان کے لیے جائز نہیں کہ لوگوں پر اشیاء کا ریٹ مقرر کرے، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم لوگ بھاؤ مقرر نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بھاؤ مقرر کرنے والی ذات ہے وہی قابض ہے، وہی باسط ہے اور وہی رزق دینے والا ہے۔ دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ ثمن اور قیمت عقد کرنے والے کا حق ہے۔ لہٰذا تعین بھی اسی طرف سے ہونی چاہیے نہ کہ سلطان کی طرف سے۔

موجودہ دور میں اس کا حکم: اگر غلہ کے مالک عام قیمت سے زیادہ قیمت لوگوں پر مقرر کرتے ہیں اور اس سے لوگوں پر ظلم ہوتا ہے، تو پھر امام صاحب کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ سلطان (حکومت) ریٹ مقرر کردے تاکہ لوگوں کو ظلم سے بچایا جاسکے۔ اس حدیث میں سلطان کی طرف سے اگر ریٹ مقرر نہ ہوا تو تاجر لوگ لوگوں پر زیادتی کریں گے۔ لہٰذا اس صورت میں ریٹ مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ کردینا چاہیے تاکہ لوگوں کے حقوق پامال نہ ہوں۔

سوال نمبر۳:- و یقبل فی المعاملات قول الفاسق ولا یقبل فی الدیانات الاقول العدل .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور معاملات اور دیانات کی ایک ایک مثال بیان کریں؟

(ب) فاسق اور عادل کی تعریف لکھیں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: اور مقبول ہوگا معاملات مین فاسق کا قول جبکہ دیانات میں فقط عادل کا قول مقبول ہوگا۔

معاملات کی مثال: جیسے خرید وفروخت کی خبر دینا۔

دیانات کی مثال: جیسے رؤیۃ ہلال، حدود وقصاص

(ب) فاسق کی تعریف: فاسق وہ شخص جو ایمان لانے کے بعد اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانیوں میں ملوث رہے۔

عادل کی تعریف: عادل وہ شخص جو گناہ کبیرہ سے پرہیز کرے اور صغیرہ پر مصر نہ ہو۔
اور گھٹیا افعال مثلاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا، چلتے پھرتے کھانا، اس سے سرزد نہ ہوں۔

قسم دوم ...... اصول فقه

سوال نمبر۴:-فالتعریف الاسمی ھو تبیین ان ھٰذا الاسم لای شیئی و ضع۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تعریف اسمی کی مثال ذکر کریں۔

(ب) طرد اور عکس کی تعریفات کریں اور مثالیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: تعریف اسمی یہ ہے کہ یہ بیان اور واضح کرنا کہ یہ اسم کس چیز کے لیے موضوع ہے۔

تعریف اسمی کی مثال: جیسے کلمہ کی تعریف ''لفظ وضع بمعنیٰ مفرد'' سے کرنا تعریف اسمی ہے۔

(ب) طرد کی تعریف: جس امر پر حد صادق آئے اس پر محدود بھی صادق آئے یعنی جیسے انسان کی تعریف حیوان نطق سے کرنا مطرد ہے۔ حیوان ماشی سے کرنا غیر مطرد ہے۔

عکس کی تعریف: بعض کے نزدیک اس سے مراد عکس طرد ہے جبکہ بعض کے نزدیک عکس اثبات ہے۔ یعنی موضوع کو محمول اور محمول کو موضوع بنانا۔ تاہم عکس دونوں معنوں کا مفہوم یکساں ہے جیسے کل انسان ضاحك یا اس کا عکس یعنی کل ضاحك انسان۔ ایسے ہی انسان کی تعریف حیوان کاتب بالفعل سے کرنا منعکس نہیں لیکن حیوان ناطق سے کرنا منعکس ہے۔

سوال نمبر۵:۔

فالحکم بھٰذا التفسیر قسمان شرعی ای خطاب اللہ تعالیٰ بما یتوقف علی ...

و غیر شرعی ای خطاب الله تعالیٰ بمالا یتوقف علی الشرع ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور "مـالا یتوقف علی الشرع" کی مثال بیان کریں اور اس کے شرع پر موقوف نہ ہونے کی وجہ لکھیں؟

الفقه معرفة النفس ما لها و ما علیها ۔

(ب) مذکورہ عبارت میں "مالھا" اور "ما علیھا" کی مراد میں تمام احتمالات بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: پس اس تفسیر کے ساتھ حکم کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ شرعی یعنی اللہ تعالیٰ کا اس چیز کے ساتھ تو خطاب کرنا جو شرع پر موقوف ہو۔

۲۔ غیر شرعی یعنی اللہ تعالیٰ کا اس چیز کے ساتھ تو خطاب کرنا جو شرع پر موقوف نہ ہو۔

مـالا یتـوقف عـلی الشرع کی مثال: جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا واجب ہونا یا نبی علیہ السلام کی تصدیق کا واجب ہونا ایسے امور ہیں جو شرع پر موقوف نہیں اور شرع پر موقوف نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ شرع ان پر موقوف ہے۔ یعنی شرع کا ثبوت باری تعالیٰ کے وجود، اس کے علم و قدرت اور کلام پر ایمان لانے پر موقوف ہے۔ اسی طرح شرع کا ثبوت نبی علیہ السلام کی دلالة مـعـجـزات کے ساتھ تصدیق کرنے پر موقوف ہے۔ ان احکام میں کوئی شرع موقوف ہو تو دور لازم آئے گا۔

(ب) مالھا و ماعلیھا کی مراد میں احتمالات: مالھا و ما علیھا سے کیا مراد ہے؟ اس میں کئی احتمال ہیں:

نمبر۱: ممکن ہے کہ مالھا سے مراد وہ چیز ہو جو آخرت میں نفس کے لیے نفع مند ہو۔ ما علیھا سے مراد وہ چیز ہو جس کے ذریعے آخرت میں نفس کو ضرر ہو۔

نمبر۲: یہ بھی ممکن ہے کہ مالھا سے مراد وہ ہے جو نفس کے لیے جائز ہو اور ما علیھا سے مراد وہ ہے جو نفس پر حرام ہو۔

نمبر۳: ما لھا سے مراد ثواب ہو اور ما علیھا سے مراد عقاب

نمبر۴: مالھا سے مراد عدم عقاب ہو اور ما علیھا سے مراد عقاب

نمبر۵: مالھا سے مراد ثواب اور ما علیھا سے مراد عدم ثواب

نمبر۶: مالھا سے مراد جو نفس کے لیے جائز ہو اور ما علیھا سے مرد جو نفس پر واجب ہو۔

سوال نمبر۶:۔

اصول الفقه الکتاب و السنة والاجماع و القیاس و ان کان فرعا للثلثة .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے بتائیے کہ "و ان کان الخ" عبارت کا تعلق کس کے ساتھ ہے اور اس کی وجہ کیا ہے؟

(ب) سنت مبارکہ سے مستنبط قیاس کی مثال تفصیل سے سپردِ قلم کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: اصول فقہ کتاب' سنت' اجماع اور قیاس ہیں مگر قیاس کی تینوں کی فرع ہے۔

ان کان کا تعلق: اس عبارت کا تعلق قیاس سے ہے۔ اصول فقہ سے مراد وہ ہے' جن پر فقہ کی بنیاد ہو۔ جن پر فقہ کی بنیاد ہو وہ چار ہیں۔ یعنی کتاب' سنت' اجماع اور قیاس۔ پہلے تین مطلقا اصل ہیں کیونکہ ان میں ہر ایک حکم کو ثابت کرتا ہے اور قیاس من وجہ اصل ہے اور من وجہ فرع ہے۔

حکم کی طرف نسبت کرنے کے اعتبار سے اصل ہے اور پہلے تین اصول کی طرف نسبت کرنے کے اعتبار سے فرع ہے۔ قیاس تینوں کی فرع کے لیے ہے کہ قیاس میں پائی جانے والی علت پہلے تینوں سے حاصل ہوتی ہے۔ تو پھر قیاس سے ثابت ہونے والا حکم ایسے ہی ہوا جیسے انہی تین سے ثابت ہوا۔ اس لیے قیاس ان کی فرع ہوا۔

اس لیے بھی فرع ہے کہ قیاس حکم کو ظاہر کرتا ہے ثابت نہیں۔ حکم کا ثبوت درحقیقت پہلے تین سے ہی ہوتا ہے۔

(ب) سنت سے مستنبط قیاس کی مثال: جیسے چونے کی ایک بوری کی بیع دو بوری کے بدلے حرام ہے۔ اسے قیاس کیا گیا گندم کی ایک بوری کی بیع کرنا دو باری کے عوض۔ اب گندم کی بیع گندم سے زیادتی کے ساتھ حرام ہے اور اس پر نص موجود ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "اَلْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ وَالْفَضْلُ رِبٰوا"

  

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم۔اے عربی واسلامیات۔سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد	الورقة الرابعة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	اصول الحدیث و اصول التحقیق	۱۰۰

نوٹ: ہر قسم سے دو دو سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل ...... اصول الحدیث

السوال الاول :۔ و تتفاوت رتبه ای رتب الصحیح بسبب تفاوت هٰذا الاوصاف المقتضیه للصحیح فی القوة .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) هذه الاوصاف الخ عبارت میں کن اوصاف کی طرف اشارہ ہے؟

السوال الثانی :۔ قدم صحیح البخاری علی غیره من الکتب المصنفة فی الحدیث ثم صحیح مسلم لمشارکته للبخاری فی اتفاق العلماء علی تلقی کتابه بالقبول ایضا سوی ما علل .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی وضاحت کریں؟

(ب) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرائط پر روشنی ڈالیں؟

السوال الثالث:۔ مندرجہ ذیل میں سے پانچ کی تعریفات قلمبند کریں؟

حسن لذاته	المحفوظ المتابعة	المضطر
المعضل	المتروك المطلوب	

القسم الثانی ...... اصول التحقیق

السوال الرابع:۔(الف) مدت کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام تحریر کریں؟

(ب) اثر اندازی کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام سپرد قلم کریں؟

السوال الخامس:۔(الف) نامناسب موضوعات کے حوالے سے تحقیق پیش کریں؟

(ب) عربی واسلامی تحقیق کے جدید ذرائع سے متعلق ایک مختصر جامع نوٹ لکھیں؟

السوال السادس :۔ محقق کی خصوصیات میں سے کوئی سی پانچ خصوصیات قلمبند کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الرابعة: اصول الحديث و اصول التحقيق

القسم الاوّل ...... اصول الحديث

السوال الاول:۔

وَ تَتَفَاوَتُ رُتَبُهُ اَىْ رُتَبُ الصَّحِيْحِ بِسَبَبِ تَفَاوُتِ هٰذِهِ الْاَوْصَافِ الْمُقْتَضِيَةِ لِلصَّحِيْحِ فِى الْقُوَّةِ .

(الف) عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں؟

(ب) هٰذه الاوصاف الخ عبارت میں کن اوصاف کی طرف اشارہ ہے؟

جواب: (الف) عبارت پر اعراب: اوپر لگا دیئے گئے ہیں۔

عبارت کا ترجمہ: اور متفاوت ہو گئے صحیح کے مراتب ان اوصاف کے متفاوت ہونے کے سبب جو قوت کے اعتبار سے صحیح کا تقاضا کرتے ہیں۔

(ب) هٰذه الاوصاف سے مراد: عدالت، ضبط، متصل السند اور غیر معلل یعنی راوی عادل ہو، کامل الضبط ہو، اس کی سند متصل ہو اور اس کی روایت میں کسی قسم کا علت اور شذوذ نہ ہو۔

السوال الثاني:۔

قدم صحيح البخارى على غيره من الكتب المصنفة فى الحديث ثم صحيح مسلم لمشاركته للبخارى فى اتفاق العلماء على تلقى كتابه بالقبول ايضا سوى ما علل .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ عبارت کی وضاحت کریں؟

(ب) صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرائط پر روشنی ڈالیں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ: مقدم کیا گیا صحیح بخاری کو دیگر تمام کتب احادیث پر، پھر صحیح مسلم کو ما سوائے صحیح مسلم کے معلل احادیث، کیونکہ مسلم کو بخاری کے ساتھ اس بات میں مشارکت حاصل ہے کہ یہ بھی بالاتفاق علمائے احادیث کی مقبول کتاب ہے۔

خط کشیدہ کی وضاحت: اس سے مراد صحیح مسلم کی وہ احادیث ہیں جن پر ائمہ کرام نے نقد و جرح کی ہے۔ ایسی احادیث جن پر علماء نے نقد و جرح کی ہو معلل کہلاتی ہیں۔

(ب) صحیح بخاری کی شرائط: امام بخاری نے اپنی صحیح میں حدیث وارد کرنے کی یہ شرط مقرر کی ہے کہ ان کے شیخ سے لے کر صحابی تک تمام راوی ثقہ ہوں اور متصل ہوں یعنی تمام راوی مسلم، عادل، کامل الضبط و الاتقن اور کثیر الملازمۃ مع الشیخ ہوں اور اگر راوی حدیث قلیل الملازمۃ مع الشیخ ہوں تو ان کی روایت بھی اخذ کر لیتے ہیں لیکن ایسے راویوں سے امام بخاری انتخاب کرتے ہیں استیعاب نہیں کرتے۔ نیز ثقہ راویوں کے لیے بھی شرط ہے کہ وہ اپنی سے اوثق رواۃ کی من لفت نہ کریں۔ اور نہ ہی ان میں کوئی علت خفیہ قارحہ ہو۔ امام بخاری کے نزدیک ملاقات بھی شرط ہے لیکن اس شرط ملاقات پر امام مسلم نے اعتراض کیا۔

مسلم کی شرائط: امام مسلم نے یہ شرط مقرر کی ہے کہ حدیث کو نقل کرنے والے تمام راوی مسلم، عادل، ثقہ، متصل، غیر شاذ اور غیر معلل ہوں۔

السوال الثالث:- مندرجہ ذیل میں سے پانچ کی تعریفات قلمبند کریں؟

حسن لذاته المحفوظ المتابعة المضطرب

المعضل المتروك المطلوب

جواب: اصطلاحات کی تعریف: حسن لذاته: وہ حدیث جس میں صحیح لذاتہ کی تمام شرائط یعنی عدالت، اتصال سند، معلل شاذ نہ ہونا پائی جائیں سوائے اس کے اس کا راوی خفیف الضبط ہو۔

المحفوظ: وہ حدیث جسے ثقہ راوی کے مقابلہ میں زیادہ ثقہ روایت کرے۔

المتابعة: غریب یعنی فرد نسبی کا کوئی موافق حل مل جائے تو اس موافق کو متابع اور موافقت کو متابعت کہتے ہیں۔

المضطرب: وہ حدیث جس کے سند یا متن میں زیادتی، نقصان یا تقدیم تاخیر کر دی جائے۔

المعضل: درمیان سند سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا جائے۔

المتروك: جس حدیث کی سند میں کوئی راوی متہم بالکذب ہو۔

القسم الثانی ..... اصول التحقیق

السوال الرابع:- (الف) مدت کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام تحریر کریں؟

(ب) ثراندازی کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) مدت کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام:

بعض اوقات تحقیقات ایسی ہوتی ہیں جو ایک مہینے میں مکمل ہوتی ہیں اور بعض تحقیقات ایک یا دو سال کے عرصہ میں مکمل ہوتی ہیں جبکہ بعض تحقیقات کو پورا کرنے کے لیے محقق کو سالہا سال درکار ہوتے ہیں۔ پس مدت کے اعتبار سے تحقیق کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ مختصر مدت پر مشتمل تحقیق
۲۔ طویل مدت پر مشتمل تحقیق
۳۔ انتہائی طویل مدت پر مشتمل تحقیق۔

(ب) اثر اندازی کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام: بعض تحقیقات ایسی ہوتی ہیں جن کی اثر اندازی محقق کی اپنی ذات تک محدود رہتی ہیں۔ ان کے بارے میں کسی دوسرے کو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ کچھ تحقیقات علمی پہلو سے خاص ہوتی ہیں لیکن انہیں ان کا وہ مقام نہیں ملتا جس کی حقدار ہوتی ہیں۔ تاریخ اسلام میں کچھ ایسی تحقیقات بھی ہوتی ہیں جنہوں نے انسانی زندگی کا رخ بدل دیا جیسے وہ تحقیقات جو گیس اور بھاپ کے انجن کا سبب بنی۔ اسی طرح کے جدید اسلحہ اور مشینری کا سبب بنیں۔ انہی تحقیقات کی بدولت بجلی، ریڈیو ٹیلی ویژن اور عینک وغیرہ نت نئے آلا جات اور ذرائع تیار ہوئے جن کے ثمرات اور نتائج سے ہر جگہ کروڑوں انسان فائدہ حاصل کررہے۔ کچھ تحقیقات ایسی ہیں جنہوں نے انسانیت کی خدمت کی ہے اور کر رہی ہیں جبکہ کچھ تحقیقات سے انسان موت کے گھاٹ اتارا گیا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

السوال الخامس:۔ (الف) نامناسب موضوعات کے حوالے سے تحقیق پیش کریں؟
(ب) عربی واسلامی تحقیق کے جدید ذرائع سے متعلق ایک مختصر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) نامناسب موضوعات: محقق کو مندرجہ ذیل موضوعات انتخاب کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۱۔ سوانح عمری: کسی شخص کی سیرت وسوانح کو موضوع تحقیق بنانے سے گریز کرنا چاہیے، کیونکہ یہ اصلی اور تخلیقی تحقیق نہ ہوگی، بلکہ ایک یا ایک سے زیادہ مصادر سے محض نقل کا ایک مجموعہ کہلائے گی۔ البتہ ایک شخص کی سیرت کا دوسرے شخص کی سیرت کے ساتھ موازنہ وتقابل کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کسی شخصیت کے انسانی، سیاسی یا ادبی پہلو کو موضوع تحقیق بنایا جاسکتا ہے۔ یا کسی فرد کی شخصیت کے کسی ایک زاویے، معاشرے پر اس کے اثرات یا اس کے علمی کارناموں میں کسی ایک کارنامے یا اس کی تالیفات میں سے کسی ایک کو موضوع تحقیق بنایا جاسکتا ہے۔ سب سے اہم اور ضروری بات یہ ہے کہ آپ کی تحقیق میں کوئی منفرد اور نئی چیز سامنے آنی چاہیے۔

۲۔ انتہائی نئے موضوعات: محقق کو ایسے موضوعات کا انتخاب نہیں کرنا چاہیے جو بہت جدید ہوں یا جن کے بارے میں زیادہ معلومات میسر نہ ہوں یا جن کے بارے میں بہت کم لکھا گیا ہو۔ آپ ایسے موضوع کے بارے میں کیا مقالہ لکھ سکتے ہیں جس کے ماہرین بھی ابھی اس کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے۔ "اکتسب فیما تعرف و ابتعد عما لا تعرف"، لکھو جس کے بارے میں جانتے ہو دور رہو

جس کے بارے میں نہیں جانتے ہو"۔

۳۔ انتہائی فنی موضوعات: اگر آپ نے یونیورسٹی سے ادب، تعلیم یا معاشرتی علوم (Social Sciences) میں ایم اے کیا ہے تو آپ "جسم کی قوت مدافعت"، "مریخ پر زندگی کے امکانات"، "الیکٹرونک کمپیوٹرز کے جدید ڈیزائننگ" جیسے دیگر سائنسی اور تکنیکی موضوعات کے بارے میں کیسے لکھ سکتے ہیں۔ ہزاروں موضوعات ایسے ہیں جن کے بارے میں تحقیق کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اس کی استعداد سے بالاتر اور اس کے تخصص سے خارج ہوتے ہیں۔

۴۔ جذباتی موضوعات: کئی ایسے موضوعات ہیں جن کے بارے میں ہم انصاف اور غیر جانبداری کے ساتھ لکھ نہیں پاتے، کیونکہ ہماری ان سے جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔ اگر کوئی محقق ان موضوعات پر لکھنے اور تحقیق کرنے پر مجبور ہو جائے تو پھر اسے اپنے جذباتی پہلو پر مکمل کنٹرول کرنا ہوگا اور انتہائی ممکنہ حد تک انصاف اور عقلی تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے تحقیق کرنا ہوگی، کیونکہ کسی بھی علمی تحقیق کے لیے غیر جانبداری اور انصاف پسندی بنیادی شرط ہے۔

۵۔ تلخیص: ایسے موضوع کے انتخاب سے اجتناب کیجیے جو دوسروں کی تحریروں کا خلاصہ معلوم ہو۔ ایک تحقیق کا کئی مصادر و مراجع سے اخذ شدہ مکمل و مدلل مطالعے پر مشتمل ہونا ضروری ہے۔ جبکہ خلاصہ نویسی میں کوئی تحقیق نہیں ہوتی بلکہ ایک محقق طالب علم کے لیے کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ براہ راست تلخیص نویسی کو مقالہ کا موضوع بنائے، کیونکہ ٹرم پیپر میں بھی آپ کے مصادر و مراجع کی تعداد دس سے بیس کے درمیان ہونی چاہیے جبکہ خلاصہ نویسی کے مصادر و مراجع نہیں ہوتے۔

(ب) عربی و اسلامی تحقیق کے جدید ذرائع: اس نئی ہزاری میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی اپنی ترقی کی انتہاؤں کو چھونے لگی کمپیوٹر کی نیٹ ورکنگ کا نظام موجودہ دور میں بحث و تحقیق کرنے والوں کے لیے تیز ترین ذریعہ ہے۔ علماء اور اسکالرز جن سے ملاقات و استفادہ کے لیے ہزاروں میں سفر کرنا اور لاکھوں پیسے خرچ کرنا درکار ہوتے ہیں وہاں انٹرنیٹ کے ذریعے مختصر دورانیہ میں تعلیم و تعلم کا کام ہو سکتا ہے۔

اس وقت قرآن، علوم القرآنیہ، حدیث و علوم الحدیث اسی طرح دیگر فنون مثلاً فقہ و اصول فقہ، سیرت و تاریخ، بلاغت و منطق، تصوف و وعظ اور تراجم وغیرہ پر سافٹ ویئر آچکے ہیں، جن کے ذریعے تحقیق و بحث کا کام نہایت ہی آسان ہو گیا ہے۔ چند عربی و اسلامی سافٹ ویئرز اور سرچ انجینئر کا نام پیش خدمت ہے۔

☆ المصحف الرقمی ☆ تضفح ☆ موسوعة الحديث
☆ جامع الحديث ☆ المكتبة الالفية
☆ مكتبة السيرة النبوية ☆ مكتبة الاعلام و الرجال
☆ مكتبة الفقه و اصوله وغیرہ وغیرہ

السوال السادس:۔ محقق کی خصوصیات میں سے کوئی سی پانچ خصوصیات قلمبند کریں؟

جواب: تحقیق ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے نتائج ونت نئی چیزوں کو حاصل کیا جاتا ہے، جس کے لیے انسان کے اندر صلاحیت کا ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا کسی بھی محقق میں ایسے خصائص کا پایا جانا ضروری ہے جن کی بناء پر وہ تحقیق کے میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔ ویسے تو بہت سی خصوصات ہیں جن کا ایک محقق میں ہونا ضروری ہے۔ لیکن مطلوبہ پانچ خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اس میں تحقیق کے لیے نئے موضوع کو منتخب کرنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔

۲۔ انتخاب کردہ موضوع کے لیے ابتدائی خاکہ تحقیق تیار کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۳۔ مختلف آراء وافکار پر تنقید اور اپنی رائے پر دلائل قائم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۴۔ بحث ومباحثہ ومناقشہ کے ذریعے کسی جدید رائے کو ثابت کرنے یارد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

۵۔ تحقیق کو ہر طرح کے سرقہ وچوری سے پاک رکھے۔



الاختبار السنوى النهائى تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیه (ایم۔اے عربی واسلامیات۔سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد	الورقة الخامسة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	الحديث الشريف ۔ ا	١٠٠

الملاحظة: اجب عن ثلثة اسئلة فقط ۔

السوال الاول:۔ عن انس رضى الله عنه قال امر بلال ان يشفع الاذان و يوتر الاقامة قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذا فقالوا هكذا الاقامة تفرد مرة و خالفهم آخرون فى حرف و احد من ذلك فقالوا الا قوله قد قامت الصلوٰة فانه ينبغى له ان يثنى ذلك مرتين .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية و اكتب كلمات الاقامة على القولين المذكورين فى العبارة؟

(ب) اذكر مذهب الحنفية فى كلمات الاقامة مع الدلائل؟

السوال الثانى:۔ حدثنا ابو اروى قال كنت اصلى مع النبى صلى الله عليه وسلم العصر بالمدينة ثم اتى الشجرة ذا الحليفة قبل ان تغرب الشمس و هى على راس فرسخين .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية و اشرح معنى "فرسخين" بحيث تعرف المسافة بين المدينة و ذى الحليفة .

(ب) اكتب اختلاف الائمة فى تعجيل العصر و تاخيره مع دلائلهم .

السوال الثالث:۔ قال ابو جعفر فذهب قوم الى ها افكانو الا يكبرون فى الصلوٰة اذا خفضوا و يكبرون اذا رفعوا و كذلك كانت بنو امية تفعل ذلك و خالفهم فى ذلك آخرون فكبروا فى الخفض و الرفع جميعا .

(الف) ترجم النص المذكور الى الاردية و اشرحه شرحا كاملا .

(ب) بين دلائل الائمة فى المسئلة المذكورة ورجح مذهب الحنفية بنظر الطحاوى رحمه الله .

السوال الرابع:۔ عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال

قال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا اللّٰهم ربنا و لك الحمد فانه من و افق قوله قول الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه .

(الف) شكل الحديث الشريف و ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل ينبغى ان يقول الامام التحميد بعد التسميع ام لا؟ بين الاختلاف مع الحنفية مع دلائلهم .



درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة الخامسة: الحديث الشريف ـ ١

السوال الاول:-

عن انس رضى الله عنه قال امر بلال ان يشفع الاذان و يوتر الاقامة قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذا فقالوا هكذا الاقامة تفرد مرة و خالفهم آخرون فى حرف و احد من ذلك فقالوا الا قوله قد قامت الصلوٰة فانه ينبغى له ان يثنى ذلك مرتين .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية و اكتب كلمات الاقامة على القولين المذكورين فى العبارة؟

(ب) اذكر مذهب الحنفية فى كلمات الاقامة مع الدلائل؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا کہ اذان کو جفت اور اقامت کو طاق کہا کریں۔ ابوجعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک قوم اس طرف ہو گئی کہ اقامت ایک ایک مرتبہ کہی جائے گی۔ علماء کی دوسری قوم نے ان سے اختلاف کیا' انہوں نے کہا: بقیہ اقامت تو تم جیسی ہے مگر "قد قامت الصلوٰۃ" کو جفت/ دو مرتبہ کہا جائے گا۔

فریق اوّل کے مطابق اقامت کے کلمات: یہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک ہے:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ .

فریق ثانی کے مطابق کلمات اقامت: یہ امام شافعی کے نزدیک ہے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰـهَ

إِلَّا اللهُ .

(ب) کلمات اقامت میں مؤقف احناف: علماء احناف کے نزدیک اذان کے کلمات پندرہ اور اقامت کے کلمات سترہ ہیں۔

دلائل:

۱۔ عن عمران بن مسلم عن سويد بن رضى الله عنه غفلة قال سمعت بلالاً يؤذن مثنى و يقيم مثنى۔

۲۔ عثمان بن السائب عن ابيه ' وام عبد الملك بن ابى محذورة انهما سمعا (ابا) محذورة يقول علمنى رسول الله صلى الله عليه وسلم الاقامة مثنى مثنى

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ .

السوال الثانى:۔

حدثنا ابو اروى قال كنت اصلى مع النبى صلى الله عليه وسلم العصر بالمدينة ثم اتى الشجرة ذا الحليفة قبل ان تغرب الشمس و هى على راس فرسخين .

(الف) ترجم الحديث الى الاردية و اشرح معنى "فرسخين" بحيث تعرف المسافة بين المدينة و ذى الحليفة؟

(ب) اكتب اختلاف الائمة فى تعجيل العصر و تاخيره مع دلائلهم؟

جوابات: (الف) ترجمة الحديث: ہمیں ابوارویٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز عصر مدینہ میں ادا کرتا' پھر میں ذوالحلیفہ کے درختوں والے مقام پر سورج غروب ہونے سے قبل آ جاتا۔ یہ مقام مدینہ سے دو فرسخ کی دوری پر ہے۔

''فرسخین'' کی شرح: فرسخین کا مطلب دو فرسخ۔ اس کا واحد فرسخ ہے۔ ایک فرسخ تین میل کی مسافت کو کہتے ہیں۔ لہٰذا فرسخین (2x3=6) چھ میل کی مسافت ہے۔

مدینہ اور ذوالحلیفہ کے درمیان مسافت: مدینہ اور ذوالحلیفہ کے درمیان چار میل کا فاصلہ ہے

(عمدۃ القاری ج ۲ دار الکتب العلمیہ)

(ب) نماز عصر میں تعجیل یا تاخیر کے بارے میں اختلاف آئمہ: ا۔ امام ابوحنیفہ، ابو یوسف، محمد اور ...م کے نزدیک اصفرار شمس سے پہلے پہلے (سورج کے زرد ہونے سے) نماز عصر میں تاخیر کرنا افضل

دلائل:

عروة بن الزبير يقول اخبرني بشير بن ابي مسعود عن ابيه قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي صلاة العصر والشمس بيضاء مرتفعة، يسير الرجل حين ينصرف فيها الى ذي الحليفة ستة اميال قبل غروب الشمس۔

عن انس قال كان رسول الله يصلي صلاة العصر و الشمس بيضاء محلقة۔

امام شافعی، امام مالک، امام احمد اور دیگر علماء کے نزدیک نماز عصر میں تعجیل کرنا افضل ہے۔

دلائل:

عن انس بن مالك قال كنا نصلي العصر، ثم يخرج الانسان الى بني عمرو بن عوف فيجدهم يصلون العصر۔

عن انس بن مالك ان النبي صلى الله عليه وسلم يصلي العصر و الشمس مرتفعة حية فيذهب الذاهب الى العوالي فياتي العوالي و الشمس مرتفعة۔

سوال الثالث:۔

قال ابو جعفر فذهب قوم الى هذا افكانوا الا يكبرون في الصلوٰة اذا خفضوا ويكبرون اذا رفعوا و كذلك كانت بنو امية تفعل ذلك و خالفهم في ذلك آخرون فكبروا في الخفض و الرفع جميعا ۔

(الف) ترجم النص المذكور الى الاردية و اشرحه شرحا كاملا؟

(ب) بين دلائل الائمة في المسئلة المذكورة ورجح مذهب الحنفية بنظر الطحاوي رحمه الله؟

جوابات: (الف) ترجمة النص: امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے اس رائے کو اختیار ...یا کہ وہ جھکتے وقت تکبیر نہیں کہتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے ہیں۔ یہی طرز عمل بنو امیہ کے لوگوں کا تھا۔ ...رے علماء نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ جھکتے اور اٹھتے دونوں وقت تکبیر کہی جائے گی۔

تشریح و توضیح: اس نص میں دو طرح کے مذہب بیان ہوئے ہیں۔ جن میں صرف کچھ لوگ اس بات ...قائل ہیں کہ صرف اٹھتے وقت تکبیر کہی جائے گی اس کے علاوہ نہیں یعنی جھکتے ہوئے تکبیر نہیں کہی جائے

گی۔ جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ جھکتے اور اٹھتے دونوں وقت تکبیر کہی جائے گی یعنی ایک رکن سے دوسر
رکن کی منتقلی کے وقت ہر دفعہ تکبیر کہی جائے گی کیونکہ یہ مسنون طریقہ ہے اور یہ عمل تواتر کے ساتھ منق
ہے صرف اٹھتے وقت تکبیر کہنے والی روایت مجمل ہے اور جب اس کے مقابل میں عمل تواتر کے ساتھ ثا
ہو تو پھر مجمل روایت معتبر نہیں رہتی۔

(ب) مذکورہ مسئلہ میں دلائل آئمہ: ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے ہوئے تکبیر
جائے گی۔ آئمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ صاحبین جمہور فقہاء اور محدثین کا بھی یہی مؤقف ہے۔

دلائل:

☆ عطاء بن سائب کہتے ہیں کہ مجھے سالم البراد نے بیان کیا ہے کہ وہ میرے ہاں اپنی ذات سے
بڑھ کر قابل اعتماد ہیں کہ ابومسعود رضی اللہ عنہ (بدری) فرمانے لگے کہ میں تمہیں رسول اللہ ص
اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں پھر انہوں نے ہمیں چار رکعت نماز پڑھائی جن میں وہ
جھکتے اور اٹھتے وقت تکبیر کہتے تھے۔ پھر فرمانے لگے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ا
طرح نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

☆ عکرمہ کہتے ہیں کہ ہمیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔ وہ ہر بار جھکتے اور ا
وقت تکبیر کہتے تھے پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں آیا اور ان کو اس
اطلاع دی تو وہ فرمانے لگے یہ ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم (کنیت رسول اللہ) کی سنت ہے۔

امام طحاوی کا نظریہ: عقل و فکر اس بات کی شاہد ہے کہ تکبیر تحریمہ کے ذریعے ہم نماز میں داخل ہو
ہیں پھر رکوع و سجود سے فارغ بھی تکبیر کے ذریعے ہوتے ہیں اسی طرح قیام و قعود سے بھی انتقال تکبیر
ہی ہوتا ہے یعنی تمام حالات جن میں ہم ایک ہیئت سے دوسری کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو وہ تمام تکبیر
سے ہے۔ مخالف فریق کے ہاں بھی نیچے سے اوپر کی طرف منتقل ہونے کے لیے تکبیر ہے تو پھر نظر و فکر
تقاضا یہ ہے کہ احوال کی تبدیلی میں یعنی قیام سے رکوع رکوع سے سجدہ کی طرف جھکتے ہوئے بھی تکبیر ہو
چاہیے ورنہ تفریق کی کیا وجہ ہے؟ پس ثابت ہوا کہ نیچے سے قیام کی طرف اٹھتے وقت جب تکبیر ہے تو او
سے نیچے کی طرف رکوع کے لیے جھکتے وقت بھی تکبیر ہے۔ آئمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ صاحبین جمہور فقہاء ا
محدثین رحمہم اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

السوال الرابع:-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ
الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ قَوْلَهٗ

قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

(الف) شكل الحديث الشريف و ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل ينبغى ان يقول الامام التحميد بعد التسميع ام لا؟ بين الاختلاف بين الحنفية مع دلائلهم؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب امام کہے: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، تو تم کہو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ . پس جس کا قول فرشتوں کے قول کے موافق ہو گیا' اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(ب) تسمیع کے بعد امام کے تحمید کہنے میں آئمہ احناف کا اختلاف:

صاحبین کا موقف: صاحبین کے نزدیک امام تسمیع کے بعد تحمید بھی کہے گا یعنی امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ وَ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ پورا کہے گا جبکہ مقتدی صرف اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہے۔

دلیل: عبداللہ بن ابی رافع نے حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس طرح فرماتے تھے: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمَاءِ وَ مِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ

☆ عطاء نے ابن عباس سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابوحنیفہ کا موقف: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک امام صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے گا۔ مقتدی کہے گا: اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ .

دلیل:

☆ سوال میں مذکورہ حدیث۔

☆ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ فَقَالَ: إِذَا كَبَّرَ الْإِمَامُ فَكَبِّرُوْا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوْا، وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة العالمیہ (ایم-اے عربی واسلامیات-سال اوّل) برائے طلباء

الموافق سنة 1444ھ 2024ء

الوقت المحدد	الورقة السادسة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	الحديث الشريف ۔۲	۱۰۰

الملاحظة: اجب عن سؤالين من كل قسم

القسم الاول ...... الموطا للامام مالك رحمه الله

السوال الاول:۔ عن زيد بن اسلم عن رجل من بنى ضمرة عن ابيه انه قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن العقيقة فقال لا احب العقوق و كانه كره الاسم وقال من ولدله فاحب ان ينسك عن ولده فليفعل .

(الف) شكل النص ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل العقيقة عند الفقهاء و اجبة ام لا؟ ما هى شروط العقيقة؟ هل يكسر عظامها ام لا؟

السوال الثانى:۔ مالك عن عبد الله بن دينار عن سليمن بن يسار عن عائشة ام المؤمنين رضى الله عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة .

(الف) شكل النص ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) اكتب حكم رضاعة الكبير عند ازواج النبى صلى الله عليه وسلم بالدلائل؟

(ج) يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة "هذه القاعدة مطلقة و مقيدة ببعض الصور؟ اكتب مفصلا؟

السوال الثالث:۔ عن ابى سلمة بن عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى بالشفعة فيما لم يقسم بين الشركاء فاذا وقعت الحدود بينهم فلا شفعة فيه .

(الف) ترجم النص الى الاردوية و ايضا بين معنى الشفعة لغة و اصطلاحا؟

(ب) اكتب اقسام الشفعاء فى ضوء اختلاف الفقهاء مع دلائلهم؟

القسم الثانی ...... الموطا للامام محمد رحمه الله

السوال الرابع:۔ عن ابن عمر انه قال ما صلى على عمر الا فى المسجد .

(الف) شكل النص و ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل يجوز الصلوة على الميت فى المسجد سواء كان الميت فى المسجد او خارج المسجد؟ بين هذه المسئلة فى ضوء اختلاف الفقهاء الكرام مع دلائلهم؟

السوال الخامس :۔ عن سعيد بن المسيب قال قال عمر بن الخطاب لا يصلح لا مراة ان تنكح الاباذن و ليها اوذى الراى من اهلها او السطان .

(الف) شكل النص ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) فصل اختلاف الائمة الحنفة رحمهم الله تعالىٰ فى النكاح بغير اذن ولى مع الدلائل؟

السوال السادس:۔(الف) رجح الموطا للامام محمد على الموطا للامام مالك برواية يحى . اكتب ثلاثة ترجيحات؟

(ب) اذكر مآثر الامام محمد رحمه الله كما فى مقدمة اللكنوى لا تنقص عن عشرين سطرا؟



درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2024ء

الورقة السادسة:الحديث الشريف ـ ٢

القسم الاول ...... الموطا للامام مالك رحمه الله

السوال الاوّل:—

عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ بَنِىْ ضَمْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ لَا اُحِبُّ الْعَقُوْقَ وَكَاَنَّهٗ كَرِهَ الْاِسْمَ وَقَالَ مَنْ وُلِدَ لَهٗ فَاَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْ وَلَدِهٖ فَلْيَفْعَلْ .

(الف)شكل النص ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب)هل العقيقة عند الفقهاء و اجبة ام لا؟ ما هى شروط العقيقة؟' هل يكسر

عظامها ام لا؟

جوابات: (الف) شکل النص: سوالیہ حصہ میں تشکیل کر دی گئی ہے۔

ترجمۃ الحدیث: مالک' زید بن اسلم سے' بنی ضمرہ کے ایک آدمی نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق پوچھا گیا' تو آپ نے فرمایا: میں عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا اور فرمایا: جس کے گھر لڑکا پیدا ہوا اور وہ اس کی طرف سے قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

(ب) عقیقہ کی شرعی حیثیت: عقیقہ کی شرعیہ حیثیت میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے:

ا۔ امام مالک' امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ عقیقہ سنت مؤکدہ ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک قول کے مطابق واجب ہے۔

دلیل: جمہور کی دلیل یہ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کی طرف سے ایک ایک مینڈھا ذبح کیا۔

۲۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں عقیقہ مستحب ہے' جو سنت سے ثابت ہے۔

دلیل: آپ کی دلیل یہ روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا: میں عقوق کو پسند نہیں کرتا' جس آدمی کے ہاں بچہ کی ولادت ہو تو اس لیے مناسب ہے کہ وہ اس طرف سے کوئی جانور ذبح کرے۔

شروط العقیقۃ: عقیقہ کی شرائط درج ذیل ہیں:

ا۔ کانا' کمزور' مقطوع الاعضاء اور علیل و بیمار جانور کا ذبح کرنا درست نہیں یعنی عقیقہ کا جانور قربانی کے جانور جیسا ہو۔

۲۔ اس کا گوشت اور اس کی کھال فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۔ عقیقہ کا گوشت خود بھی کھایا جا سکتا ہے اور اہل خانہ کو صدقہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ ساتویں دن عقیقہ ہو جائے۔ اگر نہ ہو سکے تو عمر بھر میں جب بھی کرنا ہو کیا جا سکتا ہے۔

عقیقہ کے جانور کی ہڈی توڑنا: عقیقہ کے جانور کی ہڈی کو توڑا جائے۔ اسے توڑنا زمانہ جاہلیت کی رسم ہے۔ ان سے احتراز و اجتناب ضروری ہے۔

السوال الثانی:۔

مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمٰنَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَحْرِمُ مِنَ الرِّضَاعَةِ مَا يَحْرِمُ مِنَ الْوِلَادَةِ۔

(الف) شكل النص ثم ترجمه الى الاردية؟

(ب) اکتب حکم رضاعۃ الکبیر عند ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالدلائل؟

(ج) یحرم من الرضاعۃ ما یحرم من الولادۃ "ھذہ القاعدۃ مطلقۃ و مقیدۃ ببعض الصور؟ اکتب مفصلا؟

جوابات: (الف) شکل النص: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رضاعت سے بھی وہی حرمت ثابت ہوتی ہے جو ولادت سے ہوتی ہے۔

(ب) بڑے کے دودھ پینے کے حوالے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مؤقف: شیر خوارگی کے زمانہ کے بعد جو لڑکا یا آدمی دودھ پیتا ہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اس کے بارے میں بھی یہی مؤقف ہے کہ رضاعت ثابت ہو جاتی ہے اور رضاعت کے احکام حلت و حرمت مرتبہ و ثابت ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے روایت مذکور ہے۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہ بنو عامر بن لاوی کی خواتین میں سے ایک تھیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا لڑکا سمجھتے تھے وہ ہمارے ہاں بے پردہ آجاتے تھے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ میرے سر پر پردہ بھی نہیں ہوتا ہم ایک گھر کی چار دیوار میں رہتے ہیں اس بارے میں آپ کا کیا ارشاد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم انہیں پانچ بار دودھ پلا دو جس سے وہ محرم بن جائے گا۔ حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا حضرت سالم رضی اللہ عنہ کو اپنا رضاعی لڑکا تصور کرتی تھیں۔

اس روایت سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ نکتہ اخذ کیا ہے کہ آپ جن لوگوں کے بارے میں بہتر سمجھیں کہ وہ ان کے ہاں آسکیں تو آپ اپنی ہمشیرہ حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما یا اپنی بھتیجیوں کو فرماتیں کہ وہ انہیں دودھ پلا دیں۔ باقی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے اس رضاعت کے سبب کسی کو اپنے پاس آنے کی اجازت سے انکار کر دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ یہ خاص اجازت صرف حضرت سہلہ بنت سہیل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی تھی۔

(ج) مطلقاً دودھ پینے سے رضاعت کا ثبوت: مطلقاً دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہو جاتی ہے خواہ ایک چسکی ہی پی جائے۔ اس پر دلیل قرآن مجید کی درج ذیل آیات ہیں:

☆ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِیْۤ اَرْضَعْنَكُمْ

☆ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ

آیت کی اس جز میں بھی رضاعت کے ساتھ کوئی نہیں ہے اور مطلقاً ایک عورت کا دودھ پینے والیوں کو رضاعی بہنیں قرار فرمایا ہے خواہ ایک قطرہ دودھ پیا ہو۔

لہٰذا رضاعت سے دودھ پینے والے پر اس کی رضائی ماں باپ اور ان کے تمام اصول و فروع حرام ہو جاتے ہیں خواہ وہ نسباً ہوں یا رضاعاً۔ رضاعت کی وجہ سے سسرالی رشتوں کی حرمت بھی ہو جاتی ہے اور یہ مطلقاً ہے۔

پہلی آیت کے مطابق مطلقاً دودھ پلانے والی عورت رضائی ماں بن جاتی ہے۔ لیکن رضاعت سے ثابت ہونیوالی حرمت عمر رضاعت کے ساتھ مقید ہوتی ہے۔

السوال الثالث:۔

عن ابی سلمة بن عبد الرحمن بن عوف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى بالشفعة فيما لم يقسم بين الشركاء فاذا وقعت الحدود بينهم فلا شفعة فيه ۔

(الف) ترجم النص الى الاردوية و ايضا بين معنى الشفعة لغة و اصطلاحا؟

(ب) اكتب اقسام الشفعاء فى ضوء اختلاف الفقهاء مع دلائلهم؟

جوابات: (الف) ترجمۃ الحدیث: حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شفعہ اس چیز میں ہے جو تقسیم نہ ہوتی ہو شرکاء میں جب آپس میں حد بندی ہو جائے، تو اب اس میں شفعہ نہیں۔

شفعہ کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ: لفظ "شفعہ" "شفع" سے مشتق یہ باب فتح یفتح کا مصدر ہے۔ اس کا معنیٰ ہے: شفع الشئی بالشئی یعنی ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانا اور لفظ "شفعہ" کا لغوی معنیٰ بھی ملانا ہے۔

لفظ "شفعہ" کا اصطلاحی معنیٰ یا اس کی شرعی تعریف ہے۔ شرکت یا پڑوسی کی بنیاد پر مشتری کی ادا کردہ قیمت کے بقدر قیمت دے کر کسی منفعت کو اپنی ملکیت میں لیان۔

(ب) اقسام شفعہ میں فقہاء کا اختلاف: امام شافعی، امام احمد اور امام مالک کا موقف:
ان تمام آئمہ فقہاء ہاں حق شفعہ صرف شريك فى نفس المبيع کو ہوتا ہے، ہمسایہ کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا۔

دلیل: آپ کی دلیل مذکورہ و بالا حدیث ہے۔

احناف کا موقف: آئمہ احناف کے نزدیک شفیع کے تین درجے ہیں:

۱۔ شريك فى نفس المبيع
۲۔ شريك فى مرافق المبيع
۳۔ حقل الجار

دلیل:

☆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمسایہ اپنے قریب ہونے کی وجہ سے (شفعہ) کا زیادہ حقدار ہے۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمسایہ اپنے شفعہ کا زیادہ حقدار ہے اگر وہ موجود نہ ہو تو اس کے شفعہ کی وجہ سے اس کا انتظار کیا جائے گا جبکہ دونوں کا راستہ ایک ہو (اس صورت میں ہمسایہ شفعہ کا حقدار ہے)۔

القسم الثانی ...... الموطا للامام محمد رحمه الله

السوال الرابع:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ مَا صَلِّيَ عَلٰى عُمَرَ اِلَّا فِي الْمَسْجِدِ .

(الف) شكل النص و ترجمه الى الاردية؟

(ب) هل يجوز الصلوٰة على الميت فى المسجد سواء كان الميت فى المسجد او خارج المسجد؟ بين هٰذه المسئلة فى ضوء اختلاف الفقهاء الكرام مع دلائلهم؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کی نماز جنازہ مسجد میں ہی ادا کی گئی تھی۔

(ب) نماز جنازہ کا مسجد میں ادا کرنا: امام شافعی و امام احمد رحمہما اللہ تعالیٰ اسے جائز سمجھتے ہیں۔ البتہ آئمہ احناف اور امام مالک کے نزدیک ایسا کرنا مکروہ ہے۔

دلائل: امام شافعی و امام احمد رحمہما اس حدیث مبارکہ استدلال کرتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھائی۔

پھر سوال میں مذکورہ روایت بھی انہی کے مؤقف کی تائید کرتی ہے۔

احناف کی دلیل ہے کہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد میں نماز جنازہ ادا کرتا ہے اسے کچھ نہیں ملتا (اجر و ثواب سے محروم رہتا ہے)۔

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ مدینہ منورہ میں جنازہ گاہ مسجد سے باہر تھی اس بات اس طرف ہے کہ اگر مسجد میں نماز جنازہ ادا کرنا درست ہوتا تو مسجد سے باہر نماز جنازہ کے لیے الگ جگہ بنانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن بوجہ عذر نماز جنازہ مسجد میں ادا کی جا سکتی ہے۔

اگر میت مسجد سے باہر تو پھر نماز جنازہ کا حکم: اگر جنازہ مسجد کے باہر صحن میں وغیرہ میں رکھا ہو تو اس سلسلے میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر جنازہ اور امام نیز زیادہ تر مصلی مسجد سے باہر ہوں تو بالاتفاق نماز جنازہ پڑھنا درست ہے اور کراہت سے خالی ہے۔ لیکن اگر صرف جنازہ مسجد سے باہر اور تمام مصلین مسجد کے اندر ہوں تو اس صورت میں اختلاف آئمہ ہے۔ بعض کے نزدیک جائز ہے اور بعض کے نزدیک نا جائز ہے۔

السوال الخامسة:۔

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لَا يَصْلَحُ لِامْرَأَةٍ اَنْ تُنْكَحَ اِلَّا بِاِذْنِ وَلِيِّهَا اَوْ ذِی الرَّأْیِ مِنْ اَهْلِهَا اَوِ السُّلْطَانِ ۔

(الف) شکل النص ثم ترجمه الی الاردية؟

(ب) فصل اختلاف الائمة الحنفة رحمهم الله تعالىٰ فی النکاح بغیر اذن ولی مع الدلائل؟

جوابات: (الف) اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے ہیں۔

ترجمۃ الحدیث: حضرت سعید بن میسب بیان کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے کہ عورت کے ولی، اس کے خاندان کے کسی صاحب رائے شخص یا حاکم وقت کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح کرنا درست نہیں ہے۔

(ب) ولی کی اجازت کے بغیر نکاح منعقد ہو جانے پر دلائل:

۱۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مؤقف ہے کہ وہ خاتون جو آزاد، عاقلہ اور بالغہ ہو وہ اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے، تو اس کا نکاح جائز و درست ہے۔ اس حوالے سے آپ کے دلائل درج ذیل ہیں:

i- ارشاد ربانی ہے: حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یعنی "یہاں تک عورت خود غیر سے نکاح کرے"۔ اس آیت میں فعل کی نسبت عورت کی طرف کی گئی ہے، یعنی عورت از خود اور ولی کی اجازت سے نکاح کرلے، تو وہ درست ہوگا۔

ii- ارشاد ربانی ہے: وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ (البقرۃ:۲۳۲) یعنی "جب تم عورتوں کو طلاق دے دو، پس وہ اپنے وقت کو پہنچ جائیں تو ان کو اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے نہ روکو"۔

iii- عن ابن عباس رضی اللہ عنهما ان النبی صلی الله علیه وسلم قال: الایم احق

بنفسها من وليها ۔ یعنی بے شوہر کی عورت اپنے آپ کی زیادہ حقدار ہے اپنے والی سے۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بھتیجی حفصہ بنت عبد الرحمٰن کا نکاح ان کے والد کی غیر موجودگی میں منذر بن زبیر رضی اللہ عنہ سے کر دیا تھا۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ کوئی آزاد عاقلہ اور بالغہ خاتون اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے تو وہ نکاح منعقد ہو جائے گا۔

۲۔ امام محمد اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف یہ ہے کہ کوئی بھی عورت اپنی شادی خود نہیں کر سکتی۔ صرف ولی کی اجازت سے ہی وہ ایسا کر سکتی ہے۔ آپ کی دلیل سوال میں مذکورہ حدیث مبارکہ ہے۔

السوال السادس:-

(الف) رجح الموطا للامام محمد على الموطا للامام مالك برواية يحى . اكتب ثلاثة ترجيحات؟

(ب) اذكر مآثر الامام محمد رحمه الله كما فى مقدمة اللكنوى لا تنقص عن عشرين سطرا؟

<u>جوابات: (الف) مؤطا امام محمد کو موطا امام مالک پر فوقیت کی تین وجوہات:</u>

۱۔ امام محمد، امام یحییٰ بن مصمودی سے علم حدیث اور فقہ وغیرہ میں فائق تھے۔

۲۔ امام یحییٰ بن مصمودی سے مؤطا کی روایت میں اغلاط واقع ہوئی ہیں جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایسا نہیں ہوا۔

۳۔ امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودی مکمل طور پر مؤطا کی سماعت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے نہ کر سکے کیونکہ جس سال وہ حاضر خدمت ہوئے اسی سال حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا وصال ہو گیا تھا جبکہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ تین سال سے زائد عرصہ حضرت امام مالک کی خدمت میں ٹھہرے رہے اور براہ راست تمام روایات کا سماع کیا۔

(ب) مآثر الامام محمد:

الامام محمد بن حسن الشيبانى و هو من ائمة الكبائر وله مناقب جميله و مآثر جليلة لا تحصوها . و عقل الانسان و لسانه عاجز عن ادراكها و عن تبيانها . الامام محمد كنيته ابو عبد الله و اسمه محمد و اسم والده

الحسن ۔ نسبة ولاء الی شیبان قبیلة معروفة' صاحب ابی حنیفه' اصله من دمشق' من اهل قریة یقال لها حرسنا" قدم ابوه العراق فولدله محمد و نشاء بالکوفة و تلمذلابی حنیفة و سمع الحدیث عن مسحر بن کدام و سفیان الثوری و عمرو بن دینار و ابو حفص الکبیر و خلف بن ایوب و غیر ذالك ۔ وقال الشافعی ما رایت سمینا اخف روحا من محمد بن الحسن و ما رایت افصح منه کنت اظن اذا رایته یقرا القرآن کان القرآن نزل بلغته و قال ایضا ما رایت اعقل من محمد بن الحسن ۔ وقال ابو عبد الله الذهبی فی میزان الاعتدال "محمد بن الحسن ابو عبد الله احد الفقهاء لیسنة انسائی وغیره من قبل حفظه ۔ یروی من مالك من الن وغیره و کان من بحور العلم و الفقه قویافی مالك ۔ و قال الحافظ ابن حجر فی لسان المیزان هو محمد بن الحسن مولا هم ولد بواسط و نشاء بالکوفة و تفقه علی ابی حنیفه ۔ و قال ابن عبد الحکیم سمعت الشافعی یقول قال محمد اقمت علی باب مالك ثلاث سنین و سمعت منه اکثر من سبع مائة حدیث قال محمد بن سعد کاتب الواقدی کان اصل محمد من الجزیرة و کان ابوه من جند اشام فقدم و اسطافولد محمد سنة ثنتین و ثلاثین و مائة' وبعد تحصل العلم قدم البغداد منزل و اختلف الیه الناس و سمعوا منه الحدیث و خرج الی الرقة و هارون الرشید فیها فولاه قضاء ها ثم عزله فقدم بغداد فلما خرج هارون الی الرائی امره فخرج معه فمات فیها سنة تسمع و ثمانین ۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالمية (ایم-اے-سال اول)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الاولى:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	علم الكلام و علم الفرائض	۱۰۰

نوٹ: قسم اول کا آخری سوال لازمی ہے' باقی قسم اول سے تین اور قسم ثانی سے کوئی سے پانچ سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل علم الفرائض

السوال الاوّل: و العصبة مطلقا كل من ياخذ من التركة ما ابقته اصحاب الفرائض و عند الانفراد يحرز جميع المال.

مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ اس انداز سے کریں کہ عبارت کا مفہوم واضح ہو جائے؟

السوال الثانی. موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟

السوال الثالث. اصحاب فرائض کتنے اور کون کون سے ہیں؟

السوال الرابع. نسبت تداخل اور توافق کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

السوال الخامس: رد کے قوانین میں سے کوئی ایک قانون مع مثال سپرد قلم کریں؟

السوال السادس: درج ذیل مسائل حل کریں؟

(۱) زوجہ	باپ	بیٹا
(۲) شوہر	ماں	بیٹی
(۳) دادا	پوتی	پوتا
(۴) نانی	بھائی	بہن

القسم الثانی ...... علم الکلام

السوال الاوّل: فان مبنى علم الشرائع والاحكام و اساس قواعد عقائد الاسلام هو

علم التوحيد و الصفات الموسوم بالكلام.

اعراب لگائیں اور ترجمہ اس انداز سے کریں کہ عبارت کا مفہوم واضح ہو جائے؟

السوال الثانی. اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کون کون سی ہیں اور کتنی ہیں؟

السوال الثالث: السوفسطائیہ، العنادیہ، العندیہ، اللاادریہ کی وضاحت کریں؟

السوال الرابع: "ان صفات الله تعالى ليست عين الذات و لا غير الذات" کی وضاحت کریں؟

السوال الخامس. قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق اس میں اہل سنت کا کیا موقف ہے؟

السوال السادس: افضلیت اور فضیلت میں کیا فرق ہے نیز صحابہ کرام میں افضلیت کے بارے میں ہمارا کیا موقف ہے؟

السوال السابع: عذاب قبر کے بارے عقیدہ اہل سنت اور معتزلہ کا موقف تفصیلاً سپرد قلم کریں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الورقة الاولى: علم الكلام و علم الفرائض

القسم الاوّل ..... علم الفرائض

السوال الاوّل: وَالْعَصَبَةُ مُطْلَقًا كُلُّ مَنْ يَّأْخُذُ مِنَ التَّرِكَةِ مَا اَبْقَتْهُ اَصْحَابُ الْفَرَائِضِ وَ عِنْدَ الْاِنْفِرَادِ يُحْرِزُ جَمِيْعَ الْمَالِ.

مذکورہ بالا عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ اس انداز سے کریں کہ عبارت کا مفہوم واضح ہو جائے؟

جواب: اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ عبارت: ہر اس شخص کو عصبہ کہا جاتا ہے جو اصحاب فرائض سے بچا ہوا مال لے اور تنہا ہونے کی صورت میں سارا مال حاصل کرے۔

السوال الثانی. موانع ارث کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: موانع ارث اور وضاحت. وراثت سے موانع چار چیزیں ہیں:

نمبر ۱: غلامی خواہ کامل ہو جیسے مکمل غلام، یا ناقص ہو جیسے مکاتب اور مدبر غلام یعنی آقا کی موت

H_M_Hasnain_Asadi

کے بعد غلام آقا کی جائیداد کا مالک نہیں بنے گا۔

نمبر۲: وہ قتل جس سے قصاص یا کفارہ لازم آئے یعنی قاتل اپنے مقتول کی وراثت کا وارث نہیں بنے گا۔

نمبر۳: اختلاف دین یعنی وارث مسلمان ہو اور مورث کافر یا اس کے برعکس۔ یہ بھی ایک دوسرے کے مال کے وارث نہیں بنیں گے۔

نمبر۴: اختلاف دارین یعنی (وارث اور مورث) دونوں کے ملکوں کا مختلف ہونا۔ یہ اختلاف خواہ حقیقتاً ہو جیسے حربی و ذمی کافر یعنی بیٹا (کافر) اور دار الحرب میں رہتا ہے اور باپ (کافر) دار السلام میں۔ اگر ان میں سے کوئی مرجائے، تو دوسرا اس کی جائیداد کا وارث نہیں بنے گا۔ یا حکماً ہو جیسے مستامن کافر اور ذمی کافر۔ یہ بھی ایک دوسری کی جائیداد کے وارث نہیں بنیں گے۔ اس کی دوسری مثال جیسے وہ حربی کافر جو دو مختلف دار الحرب میں رہتے ہوں، یہ بھی ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔

السوال الثالث: اصحاب فرائض کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: اصحاب فرائض کی تعداد اور نام: مذکورہ حصوں کے حقدار یعنی اصحاب فرائض کی تعداد بارہ ہے، جن میں سے چار مرد ہیں:

''باپ، جد صحیح، اخیافی بھائی اور زوج۔'' آٹھ عورتیں ہیں: ''زوجہ، بیٹی، پوتی، حقیقی بہن، علاتی بہن، اخیافی بہن، ماں اور جدہ صحیحہ۔''

السوال الرابع: نسبت تداخل اور توافق کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

جواب: نسبت تداخل: جو دو عدد چھوٹے بڑے ہوں، ان میں سے بڑا عدد چھوٹے پر برابر برابر تقسیم ہو جائے، تو دونوں عددوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر عدد کو متداخل کہتے ہیں۔

مثالیں: 4 اور 8، ...... 9 اور 27، ..... 16 اور 48۔

نسبت توافق: ایسے دو عدد جو چھوٹے بڑے ہوں، ان میں بڑا عدد چھوٹے پر تقسیم نہ ہو، بلکہ ان دو عددوں کے علاوہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے، تو ان دو عددوں میں توافق کی نسبت ہوگی اور ان دو عددوں میں سے ہر عدد کو متوافق کہیں گے۔

مثالیں: 6 اور 9، ...... 9، 12، ..... 16، 32 اور 36۔

السوال الخامس: رد کے قوانین میں سے کوئی ایک قانون مع مثال سپرد قلم کریں؟

جواب: رد کا دوسرا قانون مع مثال: مسئلہ میں **من یرد علیہ** کی دو یا زائد جنسیں جمع ہوں اور ساتھ **من لا یرد علیہ** نہ ہو، تو مسئلہ مخرج ان کے حصوں سے بنے گا جیسے

مسئلہ 6 بعد الرد 2

میــــــت

دادی	اخیافی بہن
1/6	1/6
1	1

السوال السادس: درج ذیل مسائل حل کریں؟

(۱) زوجہ	باپ	بیٹا
(۲) شوہر	ماں	بیٹی
(۳) دادا	پوتی	پوتا
(۴) نانی	بھائی	بہن

جواب: مسائل کا حل:

(۱) مسئلہ 24

میــــــت

زوجہ	باپ	بیٹا
1/8	1/6	عصبہ
3	4	17

(۲) مسئلہ 12-11(۱) بعدہ مخرج 4x4=16

مخرج 6-3=3 بعدہ مسئلہ 4

میــــــت

شوہر	ماں	بیٹی
1/4	1/6	1/2

3	2	6
1	1	3
4	3	9

مسئلہ: 6 بعد الرد 4

باقی ماندہ مخرج=3

کل مخرج=4

میت

ماں	بیٹی
1/6	1/2
1	3

(۳) مسئلہ: 6 x 3 = 18

میت

دادا	پوتی		پوتا
1/6	عصبہ		
1	5		
3	(5)	—15—	(10)

(۳) مسئلہ: 6 x 3 تص 18

میت

نانی	بھائی		بہن
1/6	عصبہ		
1X3	5X3		
3	10	—15—	5

القسم الثانی ...... علم الکلام

السوال الاول: فَاِنَّ مَبْنٰی عِلْمِ الشَّرَائِعِ وَالْاَحْکَامِ وَ اِسَاسَ قَوَاعِدِ عَقَائِدِ الْاِسْلَامِ هُوَ

عِلْمُ التَّوْحِیْدِ وَالصِّفَاتِ الْمَوْسُوْمِ بِالْکَلَامِ ۔

اعراب لگائیں اور ترجمہ اس انداز سے کریں کہ عبارت کا مفہوم واضح ہو جائے؟

جواب: اعراب: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ عبارت: پس بے شک علم شرائع اور احکام کا دارو مدار اور عقائد اسلام کی بنیاد علم توحید و صفات ہے۔ جس کا نام علم کلام ہے۔ ...... اصل میں شارح علیہ الرحمہ یہاں سے وجہ تالیف بیان کرنا چاہتے ہیں۔

السوال الثانی: اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کون کون سی ہیں اور کتنی ہیں؟

جواب: صفات ذاتیہ الٰہی: اللہ کی صفات ذاتیہ اشاعرہ کے نزدیک سات اور ہمارے نزدیک آٹھ ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱-حیات ۲-علم ۳-قدرت ۴-ارادہ

۵-تکوین ۶-سمع ۷-بصر ۸-کلام

اشاعرہ کے نزدیک تکوین، قدرت و ارادہ میں ہی شامل ہے۔

السوال الثالث: السوفسطائیہ، العنادیہ، العندیہ، لاادریہ کی وضاحت کریں؟

جواب: سوفسطائیہ: ''سوف'' کا معنی ''علم و حکمت'' ہے اور ''سطائیہ'' کا معنی ہے ''من گھڑت'' لہٰذا سوفسطائیہ نام ہے **حکمة مموهة** اور **علم مزخرف** کا یعنی ملمع سازی کی حکمت علم (مثلاً پیتل پر سونے کا پانی چڑھانا)۔

یہ فلاسفہ کا احمق گروہ ہے جو حقائق اشیاء کا انکار کرتا ہے۔

سوفسطائیہ کے گروہ اور ان کے عقائد: سوفسطائیہ کے تین گروہ ہیں ان کے نام اور عقائد درج ذیل ہیں:

۱-عنادیہ کا عقیدہ: یہ حقائق الاشیاء کا انکار کرتے ہیں اور ان حقائق کو اوہام اور خیالات باطلہ گمان کرتے ہیں۔

۲-عندیہ کا عقیدہ: یہ حقائق کے ثبوت کا انکار کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ اعتقاد کے تابع ہیں۔ اگر ہم کسی چیز کے جوہر ہونے کا اعتقاد کریں گے، تو وہ جوہر ہوگا یا عرض ہونے کا اعتقاد کریں گے، تو وہ عرض ہوگا۔

H_M_Hasnain_Asadi

۳- لاادریہ کا عقیدہ: یہ ثبوت وعدم ثبوت شئی کے علم کا انکار کرتے ہیں، شئی کے ثبوت وعدم ثبوت میں شک کرتے ہیں اور اپنے اس شک میں بھی شک کرتے ہیں۔

السوال الرابع: "ان صفات الله تعالٰی لیست عین الذات و لا غیر الذات" کی وضاحت کریں؟

جواب: مذکورہ عبارت کی وضاحت: اشاعرہ کے نزدیک صفات ذات حق پر زائد ہیں یعنی ذات الٰہی سے جدا ہیں اور اس کے ساتھ قائم ہیں۔ فلاسفہ اور شیعہ امامیہ کے نزدیک اللہ کی صفات اس کی ذات پر زائد نہیں بلکہ ذات اور صفت دونوں ایک ہیں۔ عین ذات سے سب اوصاف نکلتے ہیں۔ ماتریدیہ کے نزدیک صفات الٰہی ذات الٰہی کی نہ تو عین ہیں اور نہ غیر۔ اس صورت میں قدیم غیر اور تعداد قدماء کی قباحت لازم آئے گی۔ معتزلہ کے نزدیک صفات الٰہی ذات الٰہی کی عین ہیں۔

السوال الخامس: قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق اس میں اہل سنت کا کیا موقف ہے؟

جواب: قرآن کے مخلوق ہونے یا نہ ہونے میں اہل سنت کا موقف: اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور مخلوق نہیں۔ وہ ہمارے مصاحف میں لکھا ہوا ہے، ہمارے دلوں میں محفوظ ہے، ہماری زبانوں پر پڑھا جاتا ہے اور کانوں سے سنا جاتا ہے۔ قرآن سے مراد کلام نفسی ہے اور جب ہم قرآن کو غیر مخلوق کہتے ہیں تو اس سے ہماری مراد کلام نفسی ہوتی ہے۔ کلام نفسی پر دلیل یہ ہے کہ اجماع سے ثابت ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام سے متواتر منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ متکلم ہے۔ اس کا معنی اس کے علاوہ اور کوئی نہیں کہ اللہ تعالیٰ متصف بالکلام ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ کلام نفسی قدیم ہے۔

السوال السادس: افضلیت اور فضیلت میں کیا فرق ہے نیز صحابہ کرام میں افضلیت کے بارے میں ہمارا کیا موقف ہے؟

جواب: افضلیت اور فضیلت میں فرق: افضلیت کا معنیٰ ہے زیادہ فضیلت والا، جب دو یا دو سے زائد افراد یا اشیاء میں سے کسی ایک کو دوسروں پر بہتر ثابت کرنا ہو، تو افضلیت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جیسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی افضلیت تمام صحابہ پر جبکہ فضیلت کا معنی ہے "خوبی، برتری" جب کسی شئی یا شخص میں پائی جانے والی خوبی کو بیان کرنا ہو تو فضیلت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو علم کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے۔

صحابہ کرام میں افضلیت کے حوالے سے ہمارا موقف: افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق یعنی انبیاء

کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بشر میں افضل کہا جاتا ہے۔ یہی ہمارا موقف ہے۔ آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی علی الترتیب، افضلیت پر سلف صالحین اور ہمارا اتفاق ہے۔

السوال السابع: عذاب قبر کے بارے عقیدہ اہل سنت اور معتزلہ کا موقف تفصیلاً سپرد قلم کریں؟

جواب: اہلسنت کا مذہب: اہلسنت کے نزدیک کافروں اور بعض گنہگار مومنوں کے لیے ثابت ہے۔ اس پر قرآن وسنت سے بے شمار دلائل موجود ہیں۔

دلیل ۱: قرآن کریم میں ہے: "وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" اور "وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ"۔

دلیل ۲: حدیث پاک میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: "استنزهوا عن البول فان عامة عذاب القبر منه"۔

معتزلہ کا موقف اور دلائل: معتزلہ کا عقیدہ ہے کہ قبر میں میت کو عذاب نہیں ہوگا۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ میت بے جان اور بے حس ہوتی ہے۔ کسی چیز کا ادراک نہیں کرسکتی۔ لہٰذا میت کو عذاب دینا اور تکلیف دینے کا کوئی مطلب نہیں، کیونکہ تکلیف اسے دی جاتی ہے، جس میں احساس اور ادراک ہو۔

معتزلہ کی دلیل کا جواب: اللہ تعالیٰ کی قدرت سے بعید نہیں کہ وہ میت کے اندر احساس اور قوت ادراک پیدا کردے۔ لہٰذا اسے تکلیف کا بھی ادراک اور احساس ہوسکتا ہے۔ میت میں احساس اور ادراک کی قوت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سلام کرنے والے کا جواب دیتی ہے اور قبر پر آنے والے کی آہٹ محسوس کرتی ہے۔ یہ بھی قادر مطلق کی طاقت سے بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم سے جدا ہونے والی روح اگرچہ کسی اور عالم میں ہو، کا تعلق اس جسم کے ساتھ قائم فرمادے اور خاص قسم کی حیات پیدا فرمادے جیسا کہ شہداء کے بارے میں ہے: "بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ" دوسری جگہ ہے: "بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ" تو جس طرح اللہ شہداء کو ایک خاص قسم کی حیات بخشتے ہیں اسی طرح میت کو بھی خاص قسم کی حیات بخش دیں۔

☆ ☆ ☆

H_M_Hasnain_Asadi

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ العالمیۃ (ایم-اے-سال اول)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات — الورقة الثانية: الفقه و اصول الفقه — مجموع الارقام ۱۰۰

نوٹ: ہر قسم سے دو دو سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل ...... فقه

سوال نمبر1:۔ولا شفعة في الدار التي يتزوج الرجل عليها او يخالع المراة بها او يستاجر بها دارا اوغيرها او يصالح بها عن دم عمدا و يعتق عليها عبدا .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں نیز مذکورہ صورتوں میں شفعہ کے معدوم ہونے کی وجہ کیا ہے؟

(ب) وہ کون سی اشیاء ہیں جن میں شفعہ ہو سکتا ہے نیز کیا مسلم وذمی کا استحقاق شفعہ کا حکم یکساں ہے یا نہیں؟ مدلل طور پر وضاحت کریں

سوال نمبر2:۔و يكره ان يذكر مع اسم الله تعالى شيئا غيره و ان يقول عند الذبح اللهم تقبل من فلان و هذه ثلث مسائل .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تشریح کرتے ہوئے صاحب ہدایہ کے قول "هذه ثلث مسائل" میں جو مسائل تحریر کیے ہیں لکھیں؟

(ب) حرام وحلال جانور کون کون سے ہیں؟ تحریر کریں نیز "و العروق التي تقطع في الذكاة اربعة" کی تشریح کریں؟

سوال نمبر3:۔اما الخمر فالكلام فيها في عشرة مواضع .

(الف) خمر کی تعریف کرتے ہوئے وہ دس مواضع تحریر کریں؟

(ب) عصیر عنب، نقیع الزبیب اور نقیع التمر کی تعریف مع احکام بیان کریں؟

القسم الثاني ...... اصول فقه

سوال نمبر4:۔ثم لا يخفى حسن ما في قرائن الحمد و الصلوة من التجنيس و ما في

القرينة الثانية من الاستعارة بالكناية و التخييل و الترشيح و ما في الرابعة من التمثيل و ان تقديم المعمولات في القرائن الثلث الاخيرة لرعاية السجع و الاهتمام اذالحصر لا يناسب المقام .

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے خط کشیدہ اصطلاحات کی وضاحت کریں؟

سوال نمبر5:۔الاصل ما يبتنى عليه غيره و تعريفه بالمحتاج اليه لا يطرد و قد عرفه الامام في المحصول بهذا فالتعريف الذي ذكر في المحصول لا يطرد لانه لا يطلق على الفاعل و الصورة و الغاية و الشروط .

(الف) ابتناء حسی اور ابتناء عقلی کسے کہتے ہیں؟ نیز اصل کی تعریف میں ابتناء کا کون سا معنی مراد ہے؟

(ب) اطراد، علت فاعلیہ، علت غائیہ، علت صوریہ اور شرط کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

سوال نمبر6:۔(الف) صاحب توضیح نے فقہ کے کون سے تین معنی بیان کیے ہیں؟ تحریر کریں؟

(ب) يرد عليه اى على تعريف الحكم و هو خطاب الله .

حکم کی تعریف کرتے ہوئے اس پر وارد ہونے والے چار اعتراضات میں سے کسی ایک کا جواب لکھیں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الورقة الثانية: الفقه و اصول الفقه

القسم الاوّل ...... فقه

سوال نمبر1:۔ولا شفعة في الدار التي يتزوج الرجل عليها او يخالع المراة بها او يستاجر بها دارا اوغيرها او يصالح بها عن دم عمدا و يعتق عليها عبدا .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ وتشریح کریں نیز مذکورہ صورتوں میں شفعہ کے معدوم ہونے کی وجہ کیا ہے؟

جواب: ترجمۂ عبارت: وہ گھر جس پر آدمی شادی کرتا ہے، یا جس کے ذریعے عورت خلع لیتی ہے، یا جس گھر کے عوض کوئی شخص گھر اجرت پر لیتا ہے، یا جس سے قتل عمد پر صلح ہوتی ہے، یا جس گھر کے

عوض انسان کوئی غلام آزاد کرتا ہے۔ایسے گھر میں شفعہ نہیں ہے۔

تشریح عبارت: مذکورہ عبارت میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس میں ہمارا موقف یہ ہے کہ اگر مبادلۃ المال بالمال ، ہو تو پھر ہی شفعہ صحیح ہوگا ورنہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بیوی کو حق مہر میں دیا گیا گھر، خلع کے عوض دیا گیا گھر ، مکان کے عوض کرایہ پر لی گئی چیز، قصاص کے طور پر ملنے والے گھر، یا غلام کی آزادی کے عوض ملنے والا گھر ہو، تو ان تمام صورتوں میں شفعہ واجب و ثابت نہیں ہوگا، کیونکہ یہاں جتنے بھی اعواض بیان کیے وہ مالی نہیں۔لہٰذا شفعہ ثابت نہ ہوگا۔

شفعہ کے معدوم ہونے کا سبب: شفعہ میں شریعت کی شرائط کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا' شریعت کی شرائط میں سے یہ بھی ہے کہ مشتری نے مال کے عوض مکان خریدا ہو، تا کہ شفیع اس کا مثل ادا کر کے مکان حاصل کرے۔ جہاں مال نہیں ہوگا' وہاں شفیع کے لینے کی صورت معدوم ہو جائے گی اور مذکورہ تمام صورتوں میں اعواض چونکہ مال نہیں ہیں، اس لیے شفیع کے لینے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

(ب) وہ کونسی اشیاء ہیں جن میں شفعہ ہو سکتا ہے نیز کیا مسلم وذمی کا استحقاق شفعہ کا حکم یکساں ہے یا نہیں؟ مدلل طور پر وضاحت کریں

جواب: وہ اشیاء جن میں شفعہ ہو سکتا ہے:

۱- وہ تمام اشیاء جو قابل تقسیم ہوں مثلاً بڑی حویلی، زمین اور باغ وغیرہ میں شعہ ثابت اور متحقق ہو گا۔

۲- وہ تمام اشیاء جو قابل تقسیم نہ ہوں مثلاً پن چکی اور کنواں وغیرہ' ان سب پر بھی شفعہ متحقق اور ثابت ہوگا۔

مسلم وذمی کے استحقاق شفعہ کا حکم: مسلم اور ذمی دونوں شفعہ میں یکساں ہیں۔(۱) احادیث کے عموم کی وجہ سے، (۲) اس لیے بھی کہ یہ دونوں سبب اور حکمت میں یکساں ہیں۔لہٰذا استحقاق میں بھی یکساں رہیں گے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح شفعہ مسلمانوں کے حق میں مشروع اور ثابت ہے، اسی طرح ذمیوں کے لیے بھی ثابت ہے۔پس ذمی کو بھی شفعہ ملے گا۔

سوال نمبر 2:۔و یکرہ ان یذکر مع اسم اللہ تعالٰی شیئا غیرہ و ان یقول عند الذبح اللّٰھم تقبل من فلان و ھذہ ثلث مسائل .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ تشریح کرتے ہوئے صاحب ہدایہ کے قول "ھذہ ثلث

مسائل" میں جو مسائل تحریر کیے ہیں لکھیں؟

جواب: ترجمہ عبارت: اللہ کے نام کے ساتھ کسی غیر کا نام لینا (بوقت ذبح) مکروہ ہے اور "اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ" کہنا بھی مکروہ ہے ذبح کرتے ہوئے/وقت

شرح عبارت: مذکورہ مسئلہ امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی کے موقف کی تائید کرتا ہے کہ ان کے نزدیک جب بھی کوئی جانور ذبح کیا جائے اور ذبح کرتے وقت اللہ کے نام کے ساتھ غیر اللہ کا نام لینا مکروہ ہے اور ذبح کرتے وقت یہ الفاظ کہنا بھی مکروہ ہے۔"اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانٍ"

''ھذہ ثلث مسائل''میں لکھے گئے مسئلے:

وہ تین مسئلے جو'ھذہ ثلث مسائل'' کے تحت تحریر کیے گئے ہیں' وہ درج ذیل ہیں

۱- دوسری چیز کو موصولاً ذکر کیا جائے معطوف بنا کر نہیں' تو یہ صورت مکروہ ہے اور ذبیحہ حرام نہ ہوگا۔

۲- عطف و شرکت کے طور پر وصل کے ساتھ غیر اللہ کا بھی ذکر کر دیا جائے جیسے بِسْمِ اللہ وَاسْم فلان

۳- غیر اللہ کی صورت اور معنی دونوں کو اعتباراً الگ الگ کیا جائے؟ مثال کے طور پر تسمیہ سے پہلے اور یا جانور کو لٹانے سے پہلے، یا لٹانے کے بعد غیر اللہ کا نام لے، تو اس صورت میں کوئی حرج نہیں اور ذبیحہ حلال ہوگا۔

(ب) حرام وحلال جانور کون کون سے ہیں؟ تحریر کریں نیز "و العروق التی تقطع فی الذکاۃ اربعۃ" کی تشریح کریں؟

جواب: حلال وحرام جانور:

حرام جانور: حرام جانور یہ ہیں:

ناب: نوکیلے دانتوں کو کہتے ہیں۔ذوناب سے مراد وہ جانور جو منہ سے شکار کر کے کھائے مثلاً چیتا، بھیڑیا اور لومڑی وغیرہ۔

مخلب: اس کا معنی ہے پنجہ یعنی وہ جانور جو پنجوں سے شکار کر کے کھائے مثلاً شکرہ اور باز وغیرہ۔

جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے:

نھی عن اکل کل ذی مخلب من الطیور و کل ذی ناب من السباع .

لہٰذا مخلب اور ذی ناب دونوں من السباع کے مصداق نہیں ہوں گے اور پرندوں اور چوپایوں

میں سے ہر قسم کے درندے ناجائز و حرام ہوں گے بشرطیکہ وہ پھاڑ کھانے والے اور پنجوں سے شکار کرنے والے ہوں۔ جو نجاست کھانے والے ہوں۔

حلال جانور: اس کے علاوہ وہ تمام جانور جن میں بہنے والا خون نہ ہو اور وہ جو خشکی پر رہتے ہوں جیسے اونٹ، بھینس، ہو، گائے، بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، ہرن اور نیل گائے وغیرہ حلال ہیں۔ پرندے جیسے مرغی، بطخ، مرغابی، کبوتر، بٹیر اور تیتر وغیرہ یعنی وہ تمام جانور حلال ہیں جن میں حرام جانوروں کی شرائط نہ پائی جائیں۔

عبارت مذکورہ کی تشریح: جب جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تو اس کی چار رگیں کاٹی جاتی ہیں:

۱۔حلقوم: سانس کی نالی

۲۔زخرہ: جس نالی سے دانہ پانی گزر کر پیٹ میں جاتا ہے۔۴،۳ گردن کی دو رگیں: ان کو ودج کہا جاتا ہے۔

ہمارے نزدیک ذبح کرتے ہوئے ان چاروں رگوں کا کاٹنا لازم ہوتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک حلقوم اور مری کا کاٹنا کافی ہوگا۔ صاحبین کے نزدیک حلقوم اور مری کا کاٹنا ضروری ہے۔ البتہ ودجین میں سے کسی ایک کا اختیار ہے۔

سوال نمبر3:۔اما الخمر فالکلام فیها فی عشرة مواضع .

(الف) خمر کی تعریف کرتے ہوئے وہ دس مواضع تحریر کریں؟

جواب: تعریف خمر: انگور کے نشہ آور رس کو خمر کہتے ہیں۔

یا

ہر نشہ آور چیز خمر ہے، خواہ انگور کا کچا پانی ہو یا کچھ اور ہو۔

خمر میں دس مواضع:

۱- اس کی ماہیت کے بیان میں کلام ہے اور وہ انگور کا کچا پانی جب مسکر (نشہ آور) ہو جائے۔

۲- دوسرا کلام اس نام کے ثابت ہونے کی حد کے بیان میں ہے۔

۳- خمر عین حرام ہے یہ نہ تو نشہ پر معلول ہے اور نہ ہی اس پر موقوف ہے۔

۴- خمر نجاست غلیظہ کے ساتھ نجس ہے۔

۵- خمر کو حلال سمجھنے والا کافر ہے۔

۶- مسلمان کے حق میں خمر متقوم نہ ہوگی۔

۷- خمر سے انتفاع کی حرمت ہے۔

۸- شراب/خمر پینے والے پر حد لگائی جائے گی اگر چہ اسے نشہ نہ آئے۔

۹- پکانا خمر میں موثر نہیں ہے۔

۱۰- خمر کو سرکہ بنانے کا جواز ہے۔

(ب) عصیر عنب، نقیع الزبیب اور نقیع التمر کی تعریف مع احکام بیان کریں؟

جواب: عصیر عنب کی تعریف وحکم: عصیر عنب وہ خمر اور وہ انگور کا شیرہ ہے کہ جب جوش مارے، تیز ہو جائے اور جھاگ پھینکنے لگے۔ یہ حرام و ممنوع استعمال ہے۔

نقیع الزبیب کی تعریف وحکم: نقیع الزبیب یہ ہے کہ پانی میں کشمش ڈال کر اتنی دیر تک چھوڑنا کہ وہ تیز ہو کر جوش مارنے لگے، یہ حرام اور ممنوع استعمال ہے۔

نقیع التمر کی تعریف وحکم: نقیع التمر یہ ہے کہ پانی میں چھوہاروں کو ڈال کر اتنی دیر تک چھوڑ دینا کہ وہ تیز ہو کر جوش مارنے لگیں اور اس میں جھاگ پیدا ہو جائے۔ یہ حرام ہے اور اس کا استعمال منع ہے۔

القسم الثانی ...... اصول فقه

سوال نمبر 4:۔ثم لا یخفی حسن ما فی قرائن الحمد و الصلوة من التجنیس و ما فی القرینة الثانیة من الاستعارة بالکنایة و التخییل و الترشیح و ما فی الرابعة من التمثیل و ان تقدیم المعمولات فی القرائن الثلث الاخیرة لرعایة السجع و الاهتمام اذالحصر لا یناسب المقام .

مذکورہ عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے خط کشیدہ اصطلاحات کی وضاحت کریں؟

جواب: عبارت کا ترجمہ: حمد وصلوۃ میں جن چیزوں کا ذکر ہے اور حمد وصلوۃ کا ذکر جس طریقہ سے کیا گیا اس کا حسن مخفی نہیں کہ اس میں تجنیس ہے اور قرینہ ثانیہ میں استعارہ بالکنایہ، تخییل اور ترشیح کا ذکر ہے اور قرینہ رابعہ میں تمثیل ہے اور آخری تین جگہوں میں معمولات کی تقدیم حصر کے لیے نہیں بلکہ رعایت سجع اور اہتمام کے پیش نظر ہے، کیونکہ حصر اس جگہ مناسب نہیں۔

تجنیس کی تعریف: دو لفظ تلفظ میں مشابہ ہوں مگر معنی الگ الگ ہو۔

استعارہ بالکنایہ کی تعریف: ذکر مشبہ کا کرنا اور مشبہ بہ کو حذف کر دینا.

H_M_Hasnain_Asadi

تخییل کی تعریف: مشبہ بہ کے لوازمات میں سے کسی لازم کو مشبہ کے لیے ثابت کرنا۔

ترشیح کی تعریف: مشبہ کے لیے مشبہ بہ کے لوازمات میں سے کسی لازم کو ثابت کرنا۔

سجع کی تعریف: دو یا زیادہ جملے آخری حرف میں موافق ہوں۔

سوال نمبر 5:۔ الاصل ما یبتنی علیه غیره و تعریفه بالمحتاج الیه لا یطرد و قد عرفه الامام فی المحصول بهذا فالتعریف الذی ذکر فی المحصول لا یطرد لانه لا یطلق علی الفاعل و الصورة و الغایة و الشروط .

(الف) ابتناء حسی اور ابتناء عقلی کسے کہتے ہیں؟ نیز اصل کی تعریف میں ابتناء کا کون سا معنی مراد ہے؟

جواب: ابتناء حسی: وہ ابتناء جہاں اصل و فرع دونوں کا ادراک حواس ظاہرہ کے ساتھ ہو جیسے چھت کی بنیاد دیوار پر۔

ابتناء عقلی: وہ ابتناء جہاں اصل اور فرع دونوں کا ادراک حواس ظاہرہ سے نہ ہو جیسے حکم کی بناء دلیل ہے۔

مرادی معنی: تعریف میں ابتناء سے مراد ابتناء عقلی۔

(ب) اطراد، علت فاعلیہ، علت غائیہ، علت صوریہ اور شرط کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

اطراد: لغوی معنی ہے: انطلاق وانسیاق اور جاری۔ اصطلاح میں جب حد اکسی شی پر بچی آئے تو محدود اس پر سچا آئے یعنی حکم پایا جائے۔

علت فاعلیہ: معلول کے موجود کو علت فاعلیہ کہتے ہیں جیسے گھر معمار کے لیے علت فاعلیہ ہے۔

علت غائیہ: وہ اثر جو فاعل کے فعل کا باعث ہو جیسے چار پائی کی علت غائیہ اس پر نیند وغیرہ کرنا۔

علت صوریہ: معلول کا وہ جزء جس سے معلول کا وجود بالفعل ہو جیسے صندوق کی مخصوص ہیئت۔

شرط: اس امر خارجی کو کہتے ہیں جس پر شئی کا وجود موقوف ہو لیکن وہ شئی میں مؤثر نہ ہو جیسے بڑھئی کے اوزار۔

سوال نمبر 6:۔ (الف) صاحب توضیح نے فقہ کے کون سے تین معنی بیان کیے ہیں؟ تحریر کریں؟

جواب: فقہ کے معانی:

۱- "معرفة النفس مالها و ماعلیها"

۲- "العلم بالاحکام الشرعیة العلمیة من ادلتها التفصیلیة"

۳- "العلم بكل الاحكام الشرعية العملية التي قد ظهر نزول الوحي بها، و التي انعقد الاجماع عليها من ادلتها مع ملكة الاستنباط الصحيح منها"

(ب) یرد علیه ای علی تعریف الحکم و هو خطاب الله .

حکم کی تعریف کرتے ہوئے اس پر وارد ہونے والے چار اعتراضات میں سے کسی ایک کا جواب لکھیں؟

جواب: حکم کی تعریف: حکم کا عرفی معنی یہ ہے کہ ایک امر کی دوسرے کی طرف نسبت کرنا ایجابی طور پر یا سلبی طور پر۔ اصولیوں کی اصطلاح میں حکم تو وہ اللہ کا خطاب ہے جو مکلفین کے افعال سے متعلق ہو اقتضاء یا تخییر کے طریقے پر۔

اعتراض مع الجواب: اشاعرہ کے بیان کردہ حکم کی تعریف جامع نہیں اس سے قیاس سے ثابت ہونے والا حکم نکل گیا؟

جواب: یہ اعتراض تب ہو جب قیاس سے حکم ثابت ہو قیاس سے حکم ثابت نہیں ہوتا بلکہ ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا اعتراض نہ ہوا۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالمية (ایم-اے-سال اول)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الثالثة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	اصول الحديث و اصول التحقيق	۱۰۰

الملاحظة: اجب عن ثلثه فقط .

القسم الاوّل ...... اصول الحديث

السوال الاوّل: .فاذا جمع هذه الشروط الاربعة و هي . . . .

(الف) واضح کریں کہ ان چار شرطوں سے کیا مراد ہے؟

(ب) یقین، علم ضروری، علم نظری، علم الاسناد اور خبر واحد میں سے ہر ایک کی تعریف نقل کریں؟

H_M_Hasnain_Asadi

والثالث العزیز و لیس شرطا للصحیح خلا فا لمن زعمه ۔

(ج) ترجمہ کریں اور عبارت کی تفصیلی وضاحت درکار ہے۔

السوال الثانی: ۔ (الف) فرد نسبی اور فرد مطلق کا فرق واضح کریں؟

(ب) بخاری کی مسلم پر وجوہ ترجیح مفصل لکھیں؟

(ج) محفوظ وشاذ اور معروف ومنکر کا فرق مثالیں دے کر واضح کریں؟

السوال الثالث: ۔ (الف) عدالت کے اعتبار سے پانچ وجوہ طعن تحریر کریں؟

(ب) مدارج الاسناد، مقلوب، مضطرب، مصحف اور غریب الحدیث میں سے ہر ایک کی مختصر وضاحت کریں؟

القسم الثانی ...... اصول التحقیق

السوال الرابع: ۔ (الف) علمی تحقیق سے کیا مراد ہے؟ تین تعریفات نقل کریں؟

(ب) علمی تحقیق کے مقاصد اور اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں؟

السوال الخامس: ۔ (الف) نظریاتی علوم میں تحقیق کے طریقہ کار پر نوٹ لکھیں؟

(ب) علمی تحقیق کے دس بنیادی عناصر لکھیں نیز ان میں سے دو کی وضاحت قلمبند کریں؟

السوال السادس: ۔ (الف) موضوع کی تحدید کیسے کی جاتی ہے؟ مثال دے کر واضح کریں؟

(ب) لائبریری میں موجود کتب کی اقسام تفصیل سے لکھیں؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الورقة الثالثة: اصول الحدیث و اصول التحقیق

القسم الاوّل .... اصول الحدیث

السوال الاوّل: ۔ فاذا جمع هذه الشروط الاربعة و هی . . . .

(الف) واضح کریں کہ ان چار شرطوں سے کیا مراد ہے؟

جواب: چار شرائط: ان چار شرطوں سے مراد یہ ہیں:

☆ ناقلین کی تعداد کثیر ہو

☆ عقل کے اعتبار سے ان کا جھوٹ پر اتفاق کرنا محال ہو۔

☆ ابتداء سے انتہاء تک تعداد برابر ہو

☆ ان کی اسناد کا اختتام کسی امر محسوس پر ہو۔

(ب) یقین، علم ضروری، علم نظری، علم الاسناد اور خبر واحد میں سے ہر ایک کی تعریف نقل کریں؟

تعریف یقین: ایسا اعتقاد جازم جو مطابق للواقع ہو۔

تعریف علم ضروری: یہ ہے کہ انسان اس کو قبول کرنے پر اس طرح مجبور ہو جائے کہ اس سے انکار کرنا مشکل ہو۔

تعریف علم نظری: وہ علم جس سے یقین کا فائدہ تو ہوتا ہے لیکن اس کے لیے مقدمات کو ترتیب دینے اور نظر وفکر کی ضرورت موجود ہو۔

تعرف علم الاسناد: حدیث کو اس کے قائل کی طرف منسوب کرنا سند کے ساتھ

تعریف خبر واحد: وہ حدیث جس میں شرائط متواتر مفقود ہوں۔

والثالث العزیز و لیس شرطا للصحیح خلا فا لمن زعمه ۔

(ج) ترجمہ کریں اور عبارت کی تفصیلی وضاحت درکار ہے؟

ترجمہ: اور تیسری قسم عزیز ہے اور عزیز ہونا خبر صحیح کے لیے شرط نہیں خلاف اس کے جس نے یہ گمان کیا۔

تفصیلی وضاحت: ابو علی جبائی معتزلی کا مؤقف ہے کہ صحیح کے لیے کم از کم عزیز ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا اس کے نزدیک خبر غریب صحیح نہیں۔ جبکہ مختار مؤقف یہ ہے کہ کسی خبر کے صحیح ہونے کے لیے عزیز ہونا شرط نہیں۔ بلکہ خبر غریب کہ جس کا فقط ایک طریق ہو، وہ بھی صحیح ہو سکتی ہے۔

السوال الثانی: ۔ (الف) فرد نسبی اور فرد مطلق کا فرق واضح کریں؟

جواب: فرق کی وضاحت: فرد نسبی اور فرد مطلق کے درمیان فرق یہ ہے کہ فرد نسبی اس خبر کو کہتے جس کی سند کے درمیان میں غرابت اور تفرد واقع ہو جیسے تبع تابعی یا اس سے نیچے کسی طبقہ کا راوی متفرد ہو۔ فرد مطلق اس خبر کو کہتے ہیں جس کی اصل سند یعنی صحابی والی جانب میں غرابت اور تفرد واقع ہو جیسے صحابی سے روایت کرتے ہیں ایک تابعی متفرد ہو اور اس کی متابعت نہ کی گئی ہو۔

(ب) بخاری کی مسلم پر وجوہ ترجیح مفصل لکھیں؟

وجوہ ترجیح: چند وجوہ ایسی ہیں جن کی بناء پر بخاری کو مسلم پر ترجیح حاصل ہے مثلاً اتصال السند

H_M_Hasnain_Asadi

یعنی سند کا متصل ہونا امام بخاری کی شرط ہے لیکن یہ امام مسلم کی شرط نہیں، کیونکہ امام مسلم کے نزدیک ہم عصر ہونا کافی ہے ملاقات ضروری نہیں۔ اسی طرح عدالت اور ضبط کے اعتبار سے امام بخاری کا درجہ اعلی وارفع ہے۔ امام بخاری اکثر اپنے ان شیوخ سے روایت کرتے ہیں جن سے وہ خوب واقف ہیں جبکہ امام مسلم اپنے مشائخ سے کم روایت کرتے ہیں۔ اسی طرح شذوذ واعلال سے بچنا اس معاملہ میں بھی امام بخاری امام مسلم پر فوقیت رکھتے ہیں کہ شاذ و اعلال والی روایات بخاری میں کم ہیں اور مسلم شریف میں زیادہ ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ دیگر وجوہات ہیں جن کی بناء پر بخاری کو مسلم پر ترجیح حاصل ہے۔

(ج) محفوظ و شاذ اور معروف و منکر کا فرق مثالیں دے کر واضح کریں؟

محفوظ و شاذ میں فرق: محفوظ وہ خبر ہے جس کو ثقات یا اوثق راوی روایت کریں جو ثقہ کی روایت کے منافی ہو۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جیسے ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے (عن ابن عيينة عن عمرو ابن دينار عن عوسجة عن ابن عباس) کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں فوت ہو گیا اور اس نے (اپنے ورثاء میں سے) ایک آزاد شدہ غلام کے علاوہ کوئی وارث نہ چھوڑا۔

ابن عیینہ نے اس کو موصول بیان کرنے میں ابن جریج وغیرہ کی متابعت کی ہے۔ حماد بن زید نے اس کی مخالفت کی ہے اور اس نے ابن عباس کا ذکر نہیں کیا اور ابو حاتم کا قول ہے کہ ابن عیینہ کی حدیث محفوظ ہے۔

معروف و منکر کا فرق: معروف وہ خبر ہے کہ ثقہ راوی کی ایسی روایت ہو جو ضعیف راوی کی روایت کے مخالف ہو۔ منکر وہ خبر ہے کہ ضعیف راوی کی ایسی روایت جو ثقہ راوی کی روایت کے مخالف ہو۔

مثال: اس کی مثال یہ ہے کہ ابن ابو حاتم نے حبیب بن حبیب زیات کے طریق سے حالانکہ وہ ضعیف ہے، وہ ابو اسحاق سے وہ عیزار بن حریث سے وہ عبداللہ بن عباس سے مرفوعا روایت کرتے ہیں "من اقام الصلوات و اتى الزكوت و حج البيت و صام رمضان و قرى الضيف دخل الجنة"

ابو حاتم نے کہا یہ منکر ہے، کیونکہ ثقات نے عن ابی اسحاق عن العیزار عن ابن عباس سے موقوف بیان کیا اور یہی معروف ہے۔ معلوم ہوا کہ ان دونوں کے درمیان عموم و خصوص وجہ کی نسبت ہے، کیونکہ شروط مخالفت میں دونوں شریک ہیں۔ اس بات میں متفرق ہیں کہ شاذ کا راوی ثقہ ہوتا ہے اور منکر کا

راوی ضعیف ہوتا ہے۔ لہٰذا ان میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے۔

السوال الثالث: (الف) عدالت کے اعتبار سے پانچ وجوہ طعن تحریر کریں؟

جواب: باعتبار عدالت پانچ وجوہ طعن: عدالت کے اعتبار سے پانچ وجوہ طعن یہ ہیں

☆ کذب ☆ تہمت علی الکذب ☆ فسق

☆ بدعت ☆ جہالت

(ب) مدارج الاسناد، مقلوب، مضطرب، مصحف اور غریب الحدیث میں سے ہر ایک کی مختصر وضاحت کریں؟

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

مدارج الاسناد کی تعریف: وہ حدیث کہ جس کی سند کا اتصال تبدیل ہو جائے۔

مقلوب کی تعریف: وہ حدیث کہ جس کے راوی پر بعض لفظ بدل جائیں تو اس کے معنی بھی بدل جائیں، اس کا دوسرا نام منقلب ہے۔

مضطرب کی تعریف: ایسی خبر کہ جو مختلف وجوہ سے منقول ہو اور اختلاف چاہے ایک راوی کی طرف سے ہو اور جمیع وجوہ قوت میں مساوی ہوں۔

مصحف کی تعریف: اس سے مراد ایسی مخالفت ہے جو باعتبار الفاظ کے ایک یا زیادہ حروف کے بدل جانے سے ہو جبکہ لفظ کی تحریری صورت باقی رہے بدلے نہ۔

غریب الحدیث کی تعریف: وہ حدیث ہے جس کے متن حدیث میں ایسا لفظ واقع ہو جو پیچیدہ اور قلت استعمال کی وجہ سے سمجھنا مشکل ہو۔

القسم الثانی ...... اصول التحقیق

السوال الرابع: (الف) علمی تحقیق سے کیا مراد ہے؟ تین تعریفات نقل کریں؟

جواب: علمی تحقیق کی تعریفات:

۱- کسی معین میدان میں ایسی منظم سعی و کوشش جس کا مقصد حقائق اور اصول کی دریافت ہو۔ (علمائے محققین)

۲- دقیق اور منضبط مطالعہ جس کا ہدف کسی مسئلے کی وضاحت یا حل ہو اور اس مطالعہ کے طریقے و اصول مسئلہ کے مزاج کے مطابق اور حالات کے اعتبار سے مختلف ہو سکتے ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

۳۔ منظم جستجو اور کھوج جس میں علمی حقائق کے لیے متعین شدہ مختلف اسالیب اور علمی مناہج اختیار کیے جائیں۔ جن کا مقصد ان علمی حقائق کی صحت تحقیق یا ان میں ترمیم یا ان میں اضافہ ہو۔

(ب) علمی تحقیق کے مقاصد اور اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: علمی تحقیق کے مقاصد: علمی تحقیق کے مقاصد کو ان الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے:

''علمی تحقیق کے مقاصد کسی معدوم چیز/شئی کو ایجاد کرنا، متفرق کو جمع کرنا، ناقص کو مکمل کرنا، مجمل کو تفصیلاً بیان کرنا، مطول کی کانٹ چھانٹ کرنا، بے ترتیب کو مرتب کرنا، مبہم کی تعیین کرنا اور غلطی کو آشکار کرنا/واضح کرنا قرار دیے گئے ہیں۔

علم تحقیق کی اہمیت وافادیت: بلاشبہ علمی تحقیق ایک حیات بخش اور فکری سرگرمی ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے اسلاف نے اپنے تحقیقات کے ذریعے نظری و عملی دنیائے معرفت کو اس قدر زرخیز اور مالا مال کر دیا کہ انہیں کی تحقیقات کو اساس بنا کر مغربی مفکرین اور دانشوروں نے علمی جدوجہد میں قدم رکھا۔ تحقیق وجستجو سائنسی، صنعتی، زرعی، انتظامی اور تعلیمی ترقی کا واحد ذریعہ ہے۔ یہ حسن عمل، نشوونما، پختگی، عمدگی، وسائل کے محصول، موازنہ وتقابل، تجربہ کاری، اسباب وعلل کی دریافت، نتائج کے حصول، واقعات وحالات کی تہہ تک پہنچنے اور عوامل کے تجزیہ کے لیے بھی واحد وسیلہ ذریعہ ہے۔ علمی تحقیق ایسی دلکش اور پر کیف چیز ہے جو بہت سے اہل علم کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اس کے بغیر زندگی گزارنا ان کے لیے ممکن نہیں رہتا۔ یہ محقق کو سوچنے کا ڈھنگ، عمدہ شعور اور تکمیل کی طرف بڑھنے کا طریقہ سکھاتی ہے۔ یہ محقق کے لیے نئے نئے نظریات، قوانین اور آراء کے دریچے کھولتی ہے۔ مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے "البحث کاشف للحقیقة"، "تحقیق حقیقت کو منکشف کرتی ہے۔" ایک تحقیق ذوق رکھنے والے طالب علم کے لیے حقائق کی دریافت سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے!

علمی تحقیق محقق کی علمی لحاظ سے اور پیشہ وارانہ ترتیب کرتی ہے۔ اس سے محقق کو مشاہدہ کی قوت ملتی ہے۔ اس کے اندر واقعات کا کھوج لگانے، ان کو باہمی ترتیب دینے، ان کے علل واسباب تک پہنچنے، ان کا تجزیہ کرنے اور ان سے استخراج واستنباط کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ ان سب پر مستزاد یہ کہ اس میں خود احتسابی اور علمی امانت داری کا احساس فروغ پاتا ہے۔

تحقیق کے میدان میں قدم رکھنے کے بعد انسان کو بہت سے مالی منافع بھی حاصل ہوتے ہیں۔ بہت سے عہدوں اور ملازمتوں کے لیے تحقیق میں مہارت کی شرط ہوتی ہے۔ کئی ادارے اور

کمپنیاں صرف اس بات پر بھاری مالی معاوضے ادا کرتی ہیں کہ ان کی مصنوعات اور سامان کی بہتر تشہیر (Advertisement) اور خرید وفروخت (Marketing) ہو۔ ان کی پیداوار (Production) اور معیار میں اضافہ ہو، اور برآمدات (Export) اور درآمدات (Import) کا نظام بہتر سے بہتر ہو سکے۔ بہت سارے تعلیمی، انتظامی اور مالی ادارے مستقل طور پر تحقیق کا کام جاری رکھتے ہیں تاکہ وہ ترقی کا ہدف حاصل کر سکیں۔

اس طرح تحقیقی ذوق اور تحقیقی صلاحیت محقق کو اپنے پیشے میں علمی و مادی دونوں طرح کے فائدے سے نوازتی ہے۔ کسی ملک اور ریاست کے لیے ممکن نہیں کہ وہ زندگی کے کسی شعبے میں علمی تحقیقات کے بغیر ترقی کر سکے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام وزارتیں اور تمام بڑے ادارے شعبہ تحقیق (Research Department) یا شعبہ مطالعہ (Studies Department) یا شعبہ ترقی (Development Department) کے نام سے ایسے شعبے قائم کرتے ہیں جن کا مقصد بہتر سے بہتر اور جدید سے جدید تر کا حصول ہوتا ہے۔ تمام جامعات (Universities) میں کلیات (Faculities) اور مراکز ابحاث (Research Centres) قائم کیے گئے ہیں۔

ملک وقوم اور افراد ومعاشرہ کی ترقی کا واحد اور مثالی راستہ تحقیق وجستجو ہی ہے۔ ایجاد، اختراع اور دریافت تحقیقات کے بغیر ممکن نہیں۔ ان کے بغیر فرد جمود اور معاشرہ رسمی تقلید کا شکار ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ دوسروں کے اعمال اور کارناموں اور ان کے افکار ونتائج کا سہارا لیتا ہے۔ اختصار کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ علمی تحقیق نفس انسانی، ملک وریاست اور علم ومعرفت کی ترقی کا انتہائی فعال اور یکتا ذریعہ اور سبب ہے۔

السوال الخامس: ۔ (الف) نظریاتی علوم میں تحقیق کے طریقہ کار پر نوٹ لکھیں؟

جواب: نظریاتی علوم میں تحقیق کا طریقہ کار: نظریاتی تحقیق کا انحصار وصفی، استقرائی، عقلی، تحلیلی، تقابلی، استنباطی اور استخراجی منہج پر ہوتا ہے۔ چنانچہ جو محقق یہ پسند کرتا ہو کہ اس کی تحریر تحقیق ہر طرح کے تناقض وتعارض سے پاک ہو اس کے لیے درج ذیل قوانین سے متعلق جاننا ضروری ہے:

قانونِ ذاتیت: یعنی تمام چیزیں اپنا وجود اور اپنی ذات رکھتی ہے جس کا دوسری چیزوں کے ساتھ تغیر وتبدل اور حلول واتحاد ناممکن ہے۔

قانون عدم تناقض: یعنی ایک وقت اور سمت میں ایک چیز اور اس کی ضد کا جمع ہونا ناممکن ہے۔

قانون ''الثالث مرفوع'': یعنی ایک چیز یا تو غلط ہوگی یا درست تیسری کوئی صورت ممکن نہیں۔

قانون تعلیل: یعنی حادثات وواقعات کے اسباب ان کی علتوں اور مختلف صورتوں کی وضاحت کرنا ہے۔

(ب) علمی تحقیق کے دس بنیادی عناصر لکھیں نیز ان میں سے دو کی وضاحت قلمبند کریں؟

جواب: علم تحقیق کے کلیدی بنیادی عناصر: علم تحقیق کی اہمیت وافادیت بڑی حد تک چند بنیادی عناصر کے ساتھ مربوط ہوتی ہے جو مندرجہ ذیل ہیں:

۱-مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت
۲-جدت وتخلیق
۳-حیاتیت وواقعیت
۴-تحقیق کی اصلیت
۵-امکانات (Possibility) تحقیق
۶-تحقیق کا مستقل بالذات ہونا
۷-مصادر تحقیق کی دستیابی
۸-وسیع مطالعہ
۹-دوسروں کی آراء کی تفہیم باریک بینی سے کرنا
۱۰-اسلوب کی عمدگی وقوت

دو کی وضاحت: تحقیق کی اصلیت: (Originality) تحقیق کی اصلیت کا انحصار ان افکار کے مستقل بالذات، آزاد اور خود مختار ہونے پر ہوتا ہے جن سے تحقیق وجود میں آتی ہے۔ اصل تحقیق وہی ہے جو نئے افکار اور جدید آراء ہو نظریات پر مشتمل ہو۔ تحقیق محض دوسرے محققین کی آراء وافکار کو نقل کر دینے کا نام نہیں۔ اسی طرح تحقیق کی اصلیت بذات خود تحقیق کے موضوع پر بھی موقوف ہوتی ہے۔ موضوع جس قدر نیا ہوگا اس کی علمی قیمت (Value) زیادہ ہوگی۔ جس قدر معاشرتی ضروریات سے زیادہ وابستہ ہوگا، نظریات، مسائل اور ان کے حل سے مربوط ہوگا، اسی قدر وہ ذہنی، جسمانی اور مالی و مادی محنت کا مستحق ہوگا۔

امکانات تحقیق: (Possibility) امکانات تحقیق سے مراد یہ ہے کہ طالب علم تحقیق کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب نہ کرے جو انتہائی پیچیدہ، مبہم، نا قابل حل اور محقق کی استعداد وقدرت سے ماوراء ہوں۔ چنانچہ بہت سے موضوعات بہت دلکش اور دلچسپ ہوتے ہیں لیکن ان پر تحقیق کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ بلکہ ان کے متعلق معلومات اکٹھی کرنا ناممکن ہوتا ہے، کیونکہ یا تو ان کے لیے مادی اور معنوی اسباب وذرائع میسر نہیں ہوتے یا وہ اس قدر مبہم اور پیچیدہ ویا الجھنوں پر مشتمل ہوتے ہیں جنہیں سلجھانا نا

ممکن ہو جاتا ہے۔

السوال السادس: (الف) موضوع کی تحدید کیسے کی جاتی ہے؟ مثال دے کر واضح کریں

جواب: موضوع کی تحدید: (Topic Limitation) موضوع منتخب کرنے کے بعد اس کی زمانی، مکانی اور نوعی حد بندی اس انداز میں ضروری ہے کہ اسے تحقیق کے قابل بنایا جا سکے۔ یعنی نہ تو اتنا مطول ہو کہ محدود وقت میں اس پر تحقیق نہ ہو سکے اور نہ اتنا مختصر کہ اس پر لکھنے کے لیے کچھ باقی نہ بچے اور نہ ہی تحقیق میں اس پر آگے بڑھا جا سکے مثلاً ایک موضوع ہے، ''سائنس کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار'' یہ بہت وسیع موضوع ہے اسکو ہم مختلف معیارات اور اعتبارات سے محدود کر سکتے ہیں۔ مثلاً

۱-سائنس کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار
۲-طب کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار
۳-طب کی ترقی میں عربوں کا کردار، نویں اور دسویں صدی عیسوی

پہلا عنوان لامحدود اور عام ہے جو سائنس کی تمام شاخوں پر مشتمل ہے۔ دوسرا عنوان پہلے کی نسبت کچھ محدود ہے۔ کیونکہ اس میں سائنس کی صرف ایک شاخ طب کو تحقیق کا موضوع بنایا گیا ہے۔ تیسرا عنوان دوسرے سے بھی زیادہ محدود ہے' کیونکہ اس میں زمانی، مکانی اور نوعی تینوں کی تحدید کی گئی ہے پس زمانی، مکانی، تاریخی، سیاسی، وصفی اور نوعی قیود وشرائط سے موضوع کو محدود کیا جا سکتا ہے تا کہ تخلیق، گہرائی، جدت وغیرہ تحقیق میں نمایاں ہو سکیں۔

(ب) لائبریری میں موجود کتب کی اقسام تفصیل سے لکھیں؟

جواب: لائبریری میں موجود مصادر ومرجع اور کتب کی تقسیم ووضاحت: لائبریری میں موجود مصادر ومراجع اور کتب کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

(۱) عمومی دائرۃ المعارف، (۲) مخصوص دائرۃ المعارف، (۳) عمومی معاجم، (۴) مخصوص معاجم، (۵) سالانہ کارکردگی پر مبنی کتب، (۶) سوانح عمریاں، (۷) حوالہ جاتی کتابیں، (۸) تحقیقی مجلات، (۹) رسائل واخبارات، (۱۰) نایاب کتابیں، (۱۱) فہارس، (۱۲) کتابیں، (۱۳) مخطوطات، (۱۴) تحقیقی مقالات۔

(۱) عمومی دائرۃ المعارف: (General Encyclopedias) ایسے انسائیکلوپیڈیاز جن میں مختلف علمی، معاشرتی اور ادبی موضوعات سے متعلق معلومات اکٹھی کی جائیں ''عمومی دائرۃ المعارف''

H_M_Hasnain_Asadi

(General Encyclopedias) کہلاتے ہیں۔ان میں معاجم کی طرح حروف تہجی کی ترتیب پر موضوعات کو مرتب کیا جاتا ہے جیسے انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا (Encyclopedia Britannica)، امریکن انسائیکلو پیڈیا (Americana Encyclopedia) عالمی انسائیکلو پیڈیا (International Encyclopedia) اور اُردو دائرہ معارف سلامیہ، مطبوعہ پنجاب یونیورسٹی لاہور وغیرہ۔

(۲) مخصوص دائرۃ المعارف:(Specialized Encyclopedia) ایسے دائرۃ المعارف جن میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں سے کسی ایک پر تفصیلی معلومات فراہم کی جائیں "مخصوص دائرۃ المعارف (Specialized Encyclopedia) کہلاتے ہیں، جیسے انگلش زبان وادب کا انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia of English Literature)، تعلیم کا انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia of Education)، معاشرتی علوم کا انسائیکلوپیڈیا (Encyclopedia of Social Sciences)، تاریخ کا انسائیکلو پیڈیا (Encyclopedia of History) اور دین و اخلاق کا انسائیکلوپیڈیا (Encyclopedia of Religion and Ethies)، عربی زبان میں بھی بہت سے مخصوص انسائیکلو پیڈیاز "موسوعہ" اور "دائرۃ المعارف" کے نام سے تیار کیے گئے ہیں۔

(۳) عمومی معاجم:(General Dictionaries) ایسی لغات وقوامیس جن میں کسی ایک موضوع پر اکتفانہ کیا جائے، انہیں عمومی معاجم کہا جاتا ہے۔ان لغات میں بعض اوقات ایک ہی زبان استعمال کی جاتی ہے یعنی ایک زبان کے مفردات کی تشریح اسی زبان میں کی جاتی ہے جیسے انگلش سے انگلش لغت۔بعض لغت میں دو زبانیں استعمال کی جاتی ہیں یعنی ایک زبان میں مفردات ذکر کیے جاتے ہیں اور دوری زبان میں ان کی تشریح کی جاتی ہے جیسے انگلش سے عربی لغت، بعض اوقات لغت میں تین زبانیں بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ایسی لغات میں ایک زبان میں مفردات کا ذکر ہوتا ہے اور دو زبانوں میں ان کی تشریح کی جاتی ہے، جیسے انگلش سے فارسی اور عربی لغت۔

(۴) مخصوص معاجم:(Specialized Dictionaries) ایسی لغات جن میں کسی مخصوص موضوع پر معلومات فراہم کی جائیں، انہیں مخصوص معاجم (Specialized Dictionaries) کہا جاتا ہے جیسے لغوی اصطلاحات کی ڈکشنری، اصطلاحات ریاضیات کی ڈکشنری، اصطلاحات کمپیوٹر کی ڈکشنری، طبی اصطلاحات کی ڈکشنری، اسلامی اصطلاحات کی ڈکشنری اور تعلیمی ڈکشنری وغیرہ۔علوم و

فنون کی تمام شاخوں میں یا ایک یا دو زبانوں پر مشتمل مخصوص معاجم موجود ہیں۔یہ معاجم کسی فن سے متعلق کسی خاص اصطلاح کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں جب کہ عام لغوی معاجم میں یہ اصطلاحات اتنی آسانی سے دستیاب نہیں ہوتیں۔

(۵) سالانہ کارکردگی پر مبنی کتب:(Year Books) بہت سے حکومتی اور غیر حکومتی ادارے ہر سال کے اختتام پر سالانہ رپورٹس شائع کرتے ہیں، جو بہت سے اعداد و شمار اور سالانہ کارکردگی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ان کتابوں کے ذریعے بہت سی جدید معلومات اور مستند اطلاعات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

(۶) سوانح عمریاں:(Biographies) سوانح عمریاں کسی بھی میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے والی مایہ ناز شخصیات کے متعلق معلومات فراہم کرتی ہیں۔یہ شخصیات مختلف زمانوں میں مختلف علاقوں میں زندگی گزراتی ہیں، لیکن ان سوانح عمریاں کے ذریعے ان کے حالات تک رسائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

(۷) حوالہ جاتی کتابیں:(Bibliographies) لائبریری میں ایسی کتابیں بھی موجود ہوتی ہیں جن کا مقصد کسی معین موضوع پر لکھی گئی کتابوں اور مصادر سے متعلق مکمل معلومات فراہم کرنا ہوتا ہے تاکہ محقق کے لیے اپنے متعلقہ مصادر و مراجع تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔

(۸) تحقیقی مجلات:(Periodicals) لائبریری میں سائنس و آرٹس کے مختلف مضامین سے متعلق اعلیٰ تحقیق پر مشتمل مجلات بھی پائے جاتے ہیں۔جو مختلف یونیورسٹیز اور تحقیقی اداروں کی طرف سے ماہناہ، سالانہ یا سہ ماہی اور ششماہی بنیادوں پر شائع ہوتے ہیں۔ان مجلات میں کسی خاص موضوع سے متعلق جدید تحقیقات کو جگہ دی جاتی ہے۔

(۹) رسائل واخبارات:(Newspapers and Magazines) لائبریری میں روزانہ چھپنے والے اخبارات اور ہفتہ وار یا ماہانہ چھپنے والے میگزین اور رسالے بھی ہوتے ہیں یہ علمی مجلات کی طرح علم ومعرفت سے متعلق تحقیقات پر مزین تو نہیں ہوتے لیکن انکی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

(۱۰) نایاب کتابیں:(Reserved Books) لائبریری میں بعض نہایت نادر اور نایاب کتابیں بھی ہوتی ہیں۔جن کی اہمیت کے پیش نظر انکو عام کتابوں کی طرح عاریۃً نہیں دیا جاتا بلکہ ان کے لیے مخصوص شرائط ہوتی ہیں۔

H_M_Hasnain_Asadi

(۱۱) فہارس: (Indexes) فہارس ان کتابوں کو کہتے ہیں۔جن میں کسی سال کے دوران چھپنے والے مقالات ومضامین کو جلد کی صورت میں اکٹھا کیا جاتا ہے۔

(۱۲) کتابیں: (Books) ہر لائبریری ہزاروں کتابوں پر مشتمل ہوتی ہے بعض اوقات اس میں موجود کتابوں کی تعداد لاکھوں تک بھی پہنچ جاتی ہے۔محقق ایک لائبریری سے مختلف موضوعات سے متعلق مصادر ومراجع حاصل کرسکتا ہے۔بعض کتب خانے کسی خاص موضوع سے متعلق کتابوں پر مشتمل ہوتے ہیں جیسے میڈیکل لائبریری وغیرہ۔

(۱۳) مخطوطات: (Manuscipts) لائبریریوں میں مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتابوں کے مخطوطات بھی پائے جاتے ہیں جو تاریخی ورثہ ہونے کی وجہ سے انتہائی قیمتی اور قابل قدر سمجھے جاتے ہیں دراصل یہ مخطوطات نئی لکھی جانے والی کتابوں کا مرجع ہوتے ہیں۔

(۱۴) تحقیقی مقالات: بعض لائبریریوں میں ایم۔اے،ایم فل اور پی۔ایچ۔ڈی کے مقالات کے نسخے بھی موجود ہوتے ہیں۔ان میں درج شدہ معلومات نئے محقق کے لیے بہت مفید ہوتی ہے۔نیز ان کو سامنے رکھ کر وہ اپنے لائحہ عمل کو بھی طے کرسکتا ہے،اور دوسرے محققین کا انداز تحقیق جانچنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالمية (ایم-اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة الرابعة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	الحدیث الشریف و اسماء الرجال	۱۰۰

الملاحظة: السوال الرابع اجباری و من البواقی اجب عن اثنین فقط .

القسم الاوّل ...... شرح معانی الآثار

السوال الاوّل: . قال اخبرنی ابو محذورة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال له قم فاذن بالصلوة فقمت بین یدی رسول الله صلی الله علیه وسلم فالقی علی التاذین هو بنفسه ثم ذکر مثل التاذین الذی فی الحدیث الاوّل .

(الف) شکل الحدیث و ترجمه الی الاردیة .

(ب) اکتب اختلاف الائمة الاربعة فی کلمات الاذان والاقامة مع دلائلهم .

السوال الثانی: . عن عبد الله قال کانوا یقرؤون خلف النبی صلی الله علیه وسلم فقال خلطتم علی القراءة .

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة ثم اکتب اختلاف الائمة فی القراءة خلف الامام .

(ب) اکتب نظر الطحاوی فی مسئلة القراءة خلف الامام مفصلا .

السوال الثالث: . عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم کان یجمع الصلاتین فی السفر .

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة و ایضاهل یجوز الجمع بین الصلاتین عند الحنفیة ام لا؟ فان کان الجواب فی النفی فاکتب جواب الحنفیة عن الحدیث مذکور .

(ب) اکتب اسم الطحاوی رحمه الله و ایضا ما ذا تعرف عن شرح معنی الآثار؟ اکتب میزاته موجزا و اذکر اسماء الکتب الاخری للطحاوی رحمه الله .

القسم الثانی ... الرفع و التکمیل

السوال الرابع: . اجب عن اربع اجزاء فقط .

(الف) اکتب معنی الجرح و التعدیل لغةً واصطلاحًا .

(ب) ما هو المراد من قول المحدثین "ترکه یحیی القطان"؟

(ج) لا یجوز التجریح بشیئین اذا حصل بواحد (ترجم و اشرح هذه النص) .

(د) ما هو المراد من الجرح المبهم و المفسر؟

(ه) اذکر اقوال المحدثین علی اسباب الجرح و التعدیل .

(ز) الحاصل انه اذا علم بالقرائن المقالیة و الحالیة ان الجارح طعن احد بسبب تعصب منه علیه، لا یقبل منه ذلک الجرح و ان علم انه ذو تعصب علی جمع من الاکابر، ارتفع الامان عن جرحه، وعد من اصحاب القرح، و سیاتی لهذا مزید بسط فی "المرصد الرابع" ان شاء الله تعالی فانظره مفتشا . (ترجم النص الی الاردیة) .

درجہ عالمیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الورقة الرابعة: الحديث الشريف و اسماء الرجال

القسم الاوّل ...... شرح معانی الأثار

السوال الاوّل: ۔ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ مَحْذُوْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ قُمْ فَاَذِّنْ بِالصَّلٰوةِ فَقُمْتُ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْقٰی عَلَیَّ التَّاذِیْنَ هُوَ بِنَفْسِهٖ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَ التَّاذِیْنِ الَّذِیْ فِی الْحَدِیْثِ الْاَوَّلِ ۔

(الف) شکل الحدیث و ترجمه الی الاردیة؟

جواب: ترجمہ حدیث مع اعراب: نوٹ: اعراب سوالیہ حصہ میں لگا دیئے ہیں۔

ترجمہ حدیث: ابو محذورہ نے کہا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو اور نماز کے واسطے اذان دو، میں آپ کی خدمت میں کھڑا ہوا اور آپ بذات خود کلمات اذان کہلواتے جا رہے تھے۔ پس اسی طرح نقل کیا جو پہلی روایت میں موجود ہے۔

(ب) اکتب اختلاف الائمة الاربعة فی کلمات الاذان و الاقامة مع دلائلهم ۔

جواب: کلمات اذان میں اختلاف آئمہ مع دلائل

۱- امام مالک، حسن بصری اور اہل مدینہ کے ہاں کلمات اذان سترہ ہیں یعنی پہلی تکبیر دو مرتبہ اور شہادتیں میں ترجیع ہے۔

دلیل: حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح اذان سکھائی جیسے تم اذان پڑھتے ہو: "اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الی آخرہٖ (شہادتین ترجیع کے ساتھ) سترہ کلمات،

۲- امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کلمات اذان انیس ہیں یعنی پہلی تکبیر چار مرتبہ اور شہادتین میں ترجیع ہے۔

دلیل: مکحول نے کہا: حضرت عبداللہ بن محیریز رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے انیس کلمات سکھائے، ابتداء میں چار تکبیرات اور شہادتین میں ترجیع بقیہ کلمات اسی طرح ہیں۔

۳- امام ابوحنیفہ و امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ کے ہاں کلمات اذان پندرہ ہیں۔ یعنی تکبیر اوّل چار مرتبہ

مگر شہادتین میں ترجیع نہیں ہے۔

دلیل: عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ آسمان سے اترا، اس نے سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے، وہ دیوار کے ایک حصہ پر کھڑا ہوا اور اس نے اذان دی۔ اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اس روایت میں ابومحذورہ کی روایت کے مطابق اذان کا ذکر کیا گیا ہے۔ البتہ اس میں ترجیع نہیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے فرمایا: تم نے خوب خواب دیکھا یہ بلال کو سکھاؤ۔

کلمات اقامت میں اختلاف آئمہ:

امام ابوحنیفہ کا مؤقف: امام صاحب، سفیان ثوری اور اہل کوفہ کے نزدیک اقامت کے کلمات سترہ ہیں۔ جن میں پندرہ کلامت تو اذان والے ہیں اور دو "قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ" ہیں۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ خواب میں کلمات تکبیر دو دو تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بھی تکبیر دو دو بار کہی یعنی تکرار کے ساتھ۔

امام شافعی و احمد رحمہما اللہ تعالیٰ کا مؤقف: امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کا مؤقف یہ ہے کہ کلمات اقامت گیارہ ہیں۔ یہی قول امام اسحٰق، امام حسن بصری اور اہل شام کا مؤقف ہے۔

دلیل: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم ہوا کہ وہ کلمات اقامت ایک بار کہیں اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کا تکرار کریں۔

امام مالک و اہل مدینہ کا مؤقف: امام مالک اور اہل مدینہ کے نزدیک کلمات اقامت دس ہیں۔ وہ اس طرح کہ تکبیر دو مرتبہ، شہادتین دو مرتبہ، حیعلتین دو مرتبہ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ ایک بار، آخری تکبیر دو مرتبہ اور کلمہ توحید ایک مرتبہ۔ تو کل دس کلمات یعنی جملے ہو جائیں گے۔

دلیل: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کلمات اقامت ایک ایک بار ہیں۔

السوال الثانی: ۔ عن عبد الله قال كانوا يقرؤون خلف النبى صلى الله عليه وسلم فقال خلطتم على القراءة ۔

(الف) ترجم الحديث الى الاردية ثم اكتب اختلاف الائمة فى القراءة خلف الامام؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم نے مجھ پر قراءت کو خلط ملط کر دیا ہے۔

قرأت خلف الامام میں اختلاف آئمہ:

۱- امام شافعی، اہل ظواہر، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا واجب یا مستحب ہے۔ خواہ سری نماز ہو یا جہری۔

۲- امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری اور ابراہیم نخعی رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قرات کرنا جائز نہیں، بلکہ مکروہ تحریمی ہے خواہ نماز جہری ہو یا سری۔

(ب) اکتب نظر الطحاوی فی مسئلة القراءة خلف الامام مفصلا ۔

جواب: مذکورہ مسئلہ میں نظر طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ: مذکورہ مسئلہ کو نظر طحاوی میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ جب آثار مرویہ میں اختلاف پایا جائے' تو اب بطریق نظران میں صورت فیصلہ کو جانچا جائے۔ چنانچہ مسلم شریف میں ہے کہ جو شخص جماعت کے لیے ایسے وقت میں آئے جب امام رکوع کر رہا ہو، تو وہ آنے والا آدمی تکبیر کہہ کر پھر دوسری تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے' تو وہ رکعت کو پانے والا شمار ہوگا، حالانکہ اس نے ذرہ بھر بھی قراءت نہیں کی۔ اس میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ رکعت فوت ہو جانے کے خدشہ کے سبب اس کی اس رکعت کو جائز قرار دے دیا گیا۔ یہ احتمال بھی ہے کہ امام کا مقتدی بن جانے کی وجہ سے اس پر قراءت ساقط ہوگئی اور امام کی قرات کا اعتبار کیا جائے گا۔

اب دونوں احتمالوں میں ایک کی تعیین کرنے کے لیے مزید غور کیا کہ جو شخص امام کو حالت رکوع میں پائے اور بغیر تکبیر کہے رکوع میں چلا جائے، تو تمام آئمہ کے نزدیک، اس کی نماز قابل اعتبار نہ ہوگی۔

حالانکہ نظریہ ضرورت کا تقاضا تو یہی ہے کہ رکعت جانے کے خدشہ سے وہ فوراً رکوع میں چلا گیا اور قیام کو ترک کیا' خواہ ضرورت کی وجہ سے۔ ان دونوں صورتوں میں اگرچہ ضرورت ہے مگر پہلی رکعت میں قراءت چھوڑی تو نماز کو رکوع میں شامل ہونے کی بنا پر جائز کہا گیا۔ مگر دوسرے شخص کے لیے نظریہ ضرورت کے موقع پر بھی اس کی نماز کو جائز قرار نہ دیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ قرات اور تکبیر تحریمہ کی حیثیت میں فرق ہے کہ قرات ساقط ہو بھی جائے' تو امام کی قرات اس کا بدل ہوگی اور تکبیر تحریمہ کا کوئی بدل نہیں۔ اس لیے اسے ضرورت کے موقع پر بھی ساقط نہیں کیا گیا، گویا دونوں کی جنس الگ ہونے کی وجہ سے حکم بھی الگ ہے۔

السوال الثالث: **عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم كان يجمع الصلاتين فی السفر ۔**

(الف) ترجم الحدیث الی الاردیة و ایضاهل یجوز الجمع بین الصلاتین عند الحنفیة ام لا؟ فان کان الجواب فی النفی فاکتب جواب الحنفیة عن الحدیث المذکور ۔

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران سفر دو نمازوں کو جمع کیا (یعنی ایک ساتھ پڑھا)۔

دو نمازوں کو جمع کرنے میں احناف کا مؤقف: احناف کے نزدیک دو نمازوں کو جمع کرنا جائز نہیں سوائے مزدلفہ و عرفات کے۔

احناف کی طرف سے جواب: احناف کی طرف سے مذکورہ حدیث کا جواب یہ ہے کہ اس جمع سے مراد جمع حقیقی نہیں کہ ایک وقت میں دو نمازیں جمع کی گئی ہیں بلکہ اس سے مراد جمع صوری ہے یعنی مغرب کو اس کے آخری وقت میں پڑھنا اور عشاء کو اس کے ابتدائی وقت میں پڑھنا۔ جمع حقیقی مراد نہیں، کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا" ○ (النساء ۱۰۳) ہر نماز کا وقت خاص ہے کہ وہ اسی میں ادا ہوگی۔

(ب) اکتب اسم الطحاوی رحمه الله و ایضا ما ذا تعرف عن شرح معانی الآثار؟ اکتب میزانه موجزا و اذکر اسماء الکتب الاخری للطحاوی رحمه الله ۔

جواب: اسم طحاوی: الامام الحافظ ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبدالملک بن سلمۃ بن سلیم بن خباب الازدی المصری الحاوی الحنفی۔

شرح معانی الآثار کا تعارف: اس کتاب میں امام طحاوی نے متعدد جگہ پر احادیث پر فنی حیثیت سے کلام کیا اور مخالفین کی پیش کردہ روایات پر فن رجال کے لحاظ سے جرح کی اس کے علاوہ عقلی لحاظ سے بھی مخالفین کے نظریہ کی تضعیف کی۔ اسی لیے اس کتاب کو روایت اور درایت کی جامع کہتے ہیں۔ اس کتاب میں جو خوبیاں اور محاسن ہیں' وہ صحاح ستہ میں بھی نہیں۔

خصوصیات شرح معانی الآثار:

۱- امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں مجتہدانہ اور فقیہانہ انداز میں مذاہب اور احادیث پر بحث فرمائی ہے۔ چنانچہ بہت سے مقامات پر آئمہ احناف سے بھی اختلاف کیا ہے۔

۲- علامہ طحاوی نے اس کتاب میں بہت سی ایسی روایات نقل فرمائی ہیں جن کو دوسرے محدثین نے

نقل نہیں کیا۔

۳- اکثر اوقات ایک ہی حدیث کے مختلف طرق واسانید کو جمع کر دیتے ہیں جن کی وجہ سے اس میں قوت آجاتی ہے۔

۴- مذاہب بیان کرنے کے بعد راجح مذہب کے لیے وجوہ ترجیح بیان کرتے ہیں اور مرجوح مذہب کے دلائل کے جوابات بھی تحریر فرمادیتے ہیں۔

۵- بیان مذاہب کے بعد تائید کے لیے صحابہ اور تابعین کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔

۶- کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک حدیث دوسری کتابوں میں ضعیف، منقطع، مرسل یا موقوف ہوتی ہے، مگر امام طحاوی اس کو ایسی سند سے نقل فرماتے ہیں جس میں مذکورہ عیوب میں سے کوئی ایک عیب بھی نہیں پایا جاتا اور حدیث قابل استدلال ہو جاتی ہے۔

۷- متضاد اور متناقض روایات میں تطبیق اور ترجیح کی کوشش کرتے اور کبھی کبھی نسخ کی بھی تصریح فرما دیتے ہیں۔

۸- احناف کے علاوہ دوسرے آئمہ کے دلائل بھی بڑی فراخ دلی سے بیان کرتے ہیں، لیکن اس کے بعد بڑی تحقیق سے ان کے دلائل کا صحیح محمل بیان کر کے ان کے استدلال کو کمزور ثابت کر دیتے ہیں۔

۹- احادیث کی قوت اور ضعف معلوم کرنے کے لیے کبھی کبھی درایت سے بھی کام لیتے ہیں اور بسا اوقات آئمہ جرح وتعدیل کے اقوال سے بھی مطلوبہ مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۱۰- مذاہب اور ان کے دلائل ذکر کرنے کے بعد آخر میں بطور محاکمہ ''نظر'' قائم کر کے راجح مذہب کی تعیین اور تائید کرتے ہیں۔

امام طحاوی کی کتب کے نام: جس طرح آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر ہے، اسی طرح آپ کی تصانیف کی تعداد بھی کثیر ہے۔ تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) احکام القرآن، (۲) شرح معانی الآثار، (۳) مشکل الآثار، (۴) اختلاف العلماء، (۵) کتاب الشروط، (۶) الشروط الصغیر، (۷) الشروط الاوسط، (۸) مختصر الطحاوی فی الفقه، (۹) النوادر الفقهیه، (۱۰) کتاب النوادر و الحکایات، (۱۱) حکم ارض مکه، (۱۲) حکم الفئ و الغنائم، (۱۳) نقض کتاب المدلسین، (۱۴) کتاب الاشربة، (۱۵) الرد علی عیسی بن ابان، (۱۶) الرد علی ابی عبید، (۱۷) اختلاف الروایات، (۱۸) الرزیه، (۱۹) شرح الجامع الکبیر، (۲۰) شرح الجامع الصغیر،

(۲۱) کتاب المحاضر و السجلات، (۲۲) کتاب الوصایا و الفرائض، (۲۳) کتاب التاریخ الکبیر، (۲۴) اخبار ابی حنیفه، (۲۵) العقیدة الطحاوی، (۲۶) تسویه بین اخبرنا وحدثنا، (۲۷) سنن الشافعی، (۲۸) صحیح الآثار۔

القسم الثانی — الرفع و التکمیل

السوال الرابع: اجب عن اربع اجزاء فقط؟

(الف) اکتب معنی الجرح و التعدیل لغة و اصطلاحا؟

جواب: جرح کا لغوی واصطلاحی معنی: جرح کا لغوی معنی ''زخم لگانا'' ہے۔

اصطلاحی تعریف: راویوں کو ایسی صفت سے متصف کرنے کو جرح کہا جاتا ہے جس سے ان کی روایت ضعیف یا مردود ہو جانے کی وجہ سے غیر مقبول قرار دی جاتی ہے۔

تعدیل کا لغوی واصطلاحی معنی: تعدیل کا لغوی معنی ''کسی چیز کو درست کرنا'' ہے۔

اصطلاحی تعریف: راوی کو کسی ایسی صفت سے متصف کرنے کو تعدیل کہتے ہیں جس سے اس کی روایت قابل قبول بن جاتی ہے۔

(ب) ما هو المراد من قول المحدثین "ترکه یحیی القطان"؟

جواب: ''ترکہ'' یحییٰ القطان کا مطلب: (اسے یحییٰ القطان نے ترک کر دیا ہے) یاد رہے کہ ان کے ترک کرنے سے کوئی راوی اس گروہ سے خارج نہ ہوگا جن سے مطلقاً احتجاج کیا جا سکتا ہو۔ اس پر جو دلالت کرتا ہے وہ امام ترمذی کا قول ہے جو ان کی کتاب الجامع کے آخر سے کتاب العلل کے نام موجود ہے: ''علی بن المدینی نے کہا: یحییٰ نے شریک سے روایت نہیں کیا اور نہ ابو بکر بن عیاش سے اور نہ ربیع بن صبیح سے اور نہ ہی مبارک بن فضالہ سے، تو اس پر امام ترمذی نے کہا: اگرچہ یحییٰ نے ان سے روایت کو ترک کر دیا ہے، ان کی روایت کو ترک نہیں کیا جائے گا۔ اس لیے کہ ان پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہے، لیکن انہیں ترک ان کے حفظ حال کی وجہ سے کیا۔ یحییٰ بن سعید قطان نے ذکر کیا گیا ہے، جب وہ کسی کو اپنے حفظ سے حدیث بیان کرتا دیکھتے کہ کبھی ایک طریق سے تو کبھی دوسرے سے، اور وہ ایک ہی روایت پر نہ رہتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے۔

(ج) لا یجوز التجریح بشیئین اذا حصل بواحد (ترجم و اشرح هذه النص)؟

جواب: ترجمہ نص: جرح جائز نہیں دو اشیاء کے ساتھ جب ایک سے مقصد حاصل ہو جائے۔

H_M_Hasnain_Asadi

شرح نص: دو چیزوں سے جرح کرنا اس وقت جائز نہ ہوگا، جب کسی کے ایک پہلو کو ظاہر کرنے سے مقصد حاصل ہو جائے، تو پھر اسی پر اکتفاء کر لیا جائے گا۔

(د) ما هو المراد من الجرح المبهم و المفسر؟

جواب: الجرح المبهم کا معنی: جس جرح میں معدل و جارح جرح و تعدیل کے اسباب بیان نہ کرے اُسے جرح اور مبہم کہتے ہیں۔

الجرح المفسر کا معنی: وہ جرح جس میں جارح، جرح کرنے کا سبب بیان کر دے اُسے جرح مفسر کہتے ہیں۔

(ه) اذكر اقوال المحدثين على اسباب الجرح و التعديل؟

جواب: اسباب جرح میں اقوال محدثین:

۱- بدعت کا ارتکاب کرنا: امام یحیی بن معین فرماتے ہیں/ کا قول ہے:

اذا كان داعية الى البدعة ترك حديثه یعنی اگر راوی بدعت کی طرف بلائے تو اس کی حدیث کو ترک کر دیا جاتا ہے۔

۲- سوء الحفظ: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

فلان رجل صالح لكنه سوء الحفظ یعنی فلاں آدمی صالح ہے لیکن حافظہ کمزور ہے۔

۳- کثرت خطاء: امام نسائی کا قول ہے:

ليس بثقة كثير الغلط یعنی یہ ثقہ نہیں، بہت زیادہ غلطیاں کرتا ہے۔

۴- کذب: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

من اتهم في الحديث ترك حديثه یعنی جس پر حدیث میں جھوٹ بولنے کی تہمت لگائی گئی ہو، اس کی حدیث ترک کر دی جاتی ہے۔

اسباب تعدیل میں اقوال محدثین:

۱- حافظہ کی پختگی: امام ابن معین رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے:

ما رايت به باسا كان حافظاً یعنی میں نے اس میں کوئی عیب نہیں دیکھا، اس کے حافظہ میں پختگی ہے۔

۲- صدق: امام یحیی بن معین کا قول ہے:

ثقة صدوق یعنی ثقہ سچ بولنے والا ہے۔

۳- معروف بالعدالۃ: امام ابن حجر کا قول ہے:

العدالة: ملازمة التقوى و المروءة یعنی عدالت نام ہے تقوی اور شرافت کی پابندی کا۔

۴- اتصال وضبط: امام شافعی کا قول ہے:

من لم يثبت حديثه لا يحتج به یعنی جس کی حدیث ثابت نہ ہو، اس پر حجت نہیں کی جاتی۔

(ز) الحاصل انه اذا علم بالقرائن المقالية و الحالية ان الجارح طعن احد بسبب تعصب منه عليه، لا يقبل منه ذلك الجرح و ان علم انه ذو تعصب على جمع من الاكابر، ارتفع الامان عن جرحه، وعد من اصحاب القرح، و سياتي لهذا مزيد بسط في "المرصد الرابع" ان شاء الله تعالىٰ فانتظره مفتشا. (ترجم النص الى الاردية)؟

نص کا اُردو میں ترجمہ کریں؟

جواب: ترجمہ نص: حاصل یہ ہے کہ جب قال و حال کے قرائن سے معلوم ہو کہ جارح نے کسی تعصب کی وجہ سے حملہ کیا ہے، تو اس کی جرح قابل قبول نہ ہوگی اور اسے اصحاب قرح سے شمار کیا جائے گا۔ اس کی مزید وضاحت المرصد الرابع میں آئے گی۔ ان شاء اللہ۔ اسے تحقیق کی نظر سے دیکھیں۔

☆ ☆ ☆

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظيم المدارس (اهل السنة) باكستان

سالانہ امتحان **الشهادة الثانوية العالمية** (ایم-اے- سال اول)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد ثلاث ساعات الورقة الخامسة: الحديث الشريف ۔ ۱ مجموع الارقام ۱۰۰

الملاحظة: اجب عن السؤالين من كل قسم .

القسم الاول ...... مؤطا الامام مالك رحمه الله

السوال الاول: -(الف) عن عبد الله بن عباس رضى الله عنهما انه قال مر رسول الله

H_M_Hasnain_Asadi

صلی اللہ علیہ وسلم بشاة میتة فقال الا انتفعتم بجلدها فقالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انها میتة فقال انما حرم اکلها .

ترجم الی الاردیة و اشرح هذا الحدیث مفصّلًا؟

(ب) ما هو حکم اکل المیتة فی حالة الاضطرار؟ بین شرائط المضطر مفصّلًا .

(ج) لم ینتفع بجلد المیتة؟ اکتبه بالدلیل .

السوال الثانی:۔(الف) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یحرم من الرضاعة ما یحرم من الولادة .

اکتب مدة الرضاعة عند الائمة مع الدلائل مفصّلًا؟

(ب) عرف الالفاظ الأتیة لغة و شرعا؟

(۱)الرضاع (۲)عقیقة (۳)الولاء

(۴)عتق (۵)مکاتب

السوال الثالث:۔(الف) اکتب ترجمة الامام مالك رحمه اللہ تعالٰی مفصّلًا .

(ب) عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنهما قال سمعت عمر بن الخطاب یقول الرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنی من الرجال و النساء اذا احصن اذا قامت البینة او کان الحبل او الاعتراف .

ترجمه الحدیث الی الاردیة و اشرح العبارة المخطوطة مفصّلًا

القسم الثانی — المؤطا الامام محمد رحمه اللہ

السوال الرابع:۔(الف) ما المراد بالشفق عند الامام ابی حنیفة والامام الشافعی رحمهما اللہ تعالٰی و بین اول وقت المغرب و اخر وقتها مع اختلاف الائمة بالدلائل؟

(ب) ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عام حجة الوداع کان من اصحابه من اهل بحج و من اهل بعمرة و منهم من جمع بین الحج و العمرة .

ترجم الحدیث الی اللغة الاردیة مع تشکیله و بین اقسام الحج مع تعریفاتها

مفصّلًا؟

السوال الخامس:۔(الف) اکتب مقالة وجیزة علی عنوان ترجیح المؤطا؟

(ب) قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لا ینکح المحرم و لا یخطب ولاینکح .

اکتب اختلاف الائمة فی نکاح المحرم بالدلائل مع ترجیح مذهب الامام ابی حنیفة رحمه اللہ؟

السوال السادس:۔(الف) اکتب فضائل المؤطا مفصّلًا؟

(ب) اکتاب اوقات الصلوات الخمسة مفصّلًا مع اختلاف الائمة فی صلوة الظهر و العصر؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الورقة الخامسة: الحدیث الشریف ۔ ۱

القسم الاوّل — مؤطا الامام مالك رحمه اللہ

السوال الاول:۔(الف) عن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنهما انه قال مر رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بشاة میتة فقال افلا انتفعتم بجلدها فقالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انها میتة فقال انما حرم اکلها .

ترجم الی الاردیة و اشرح هذا الحدیث مفصّلًا؟

جواب: ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک مردہ بکری کے پاس سے ہوا، تو فرمایا: اس کی کھال کو کیوں کام میں نہ لائے؟ عرض کی گئی: یارسول اللہ! یہ مردار ہے۔ آپ نے فرمایا: اس کا کھانا ہی تو حرام ہے۔

شرح حدیث: اس حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا ہے کہ وہ جانور جو حلال ہوں، اگر وہ مر جائیں تو صرف ان کا گوشت نہیں کھایا جا سکتا، ان کی کھال سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ ان کی کھال کی خرید و فروخت کو حرام قرار نہیں دیا گیا۔ یاد رہے کہ جن جانوروں کی کھال دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے، ان کے سینگ، بال، دانت اور ہڈیوں وغیرہ کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ نیز ان کی تجارت بھی کی جا

سکتی ہے۔

(ب) ما هو حكم اكل الميتة في حالة الاضطرار؟ بين شرائط المضطر مفصلاً؟

جواب: مردار کھانے کا حکم: اضطراری حالت میں مردار کا کھانا جائز ہے اور اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں۔

مضطر کی شرائط: مضطر کی شرائط یہ ہیں:

۱- وہ اس حرام کی طرف رغبت و میلان سے نہ رکھتا ہو۔

۲- جان بچانے کے لیے جو مقدار ناگزیر ہو اس سے تجاوز نہ کرے۔

۳- کوئی حلال چیز کھانے کو نہ ملے۔

۴- حرام کو حلال نہ سمجھا جائے۔

۵- دل میں کراہت محسوس کرے کہ یہ بحالت مجبوری کھا رہا ہے۔

(ج) لم ينتفع بجلد الميتة؟ اكتبه بالدليل؟

جواب: مردار کی کھال سے فائدہ حاصل کرنا: مردار جانور کے صرف وہ اجزاء حرام ہیں جو کھانے کے قابل ہیں۔ اس لیے مردار کی ہڈی، بال، ناخن اور کھال وغیرہ کھانے کی چیز نہیں ہے۔ لہٰذا یہ پاک ہیں اور ان کا خارجی استعمال بھی جائز ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ (النحل: ۸۰)

ترجمہ: "اور ان کی اون اُن کی پشم اور ان کے بالوں سے تم اسباب اور برتنے کی چیزیں (بناتے ہو) مدت تک۔"

اس کے علاوہ سوال میں مذکورہ حدیث مبارکہ بھی اس کی دلیل ہے کہ مردار کی کھال سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

السوال الثاني: (الف) ان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحرم من الرضاعة ما يحرم من الولادة.

اكتب مدة الرضاعة عند الائمة مع الدلائل مفصلاً؟

جواب: مدت رضاعت میں اختلاف آئمہ اربعہ:

۱- امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت رضاعت تیس ماہ یعنی اڑھائی سال ہے۔ آپ کی دلیل یہ ارشاد ربانی ہے: "وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا" (جنین کو) پیٹ میں رکھنے اور دودھ پلانے کی مدت تیس ماہ ہے۔

۲- امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مدت رضاعت تین سال ہے۔ آپ کی دلیل یہ ہے کہ دو سال پورا ہونے کے بعد ایسی مدت کا ہونا ضروری ہے جس میں بچہ اپنی فطرت و عادات بدل لے اور اس کی نشو و نما (دودھ) جو لبن پر منحصر تھی خوراک و غذا میں بدل جائے۔ اس کے تبدیل ہونے میں ایک سال لگتا ہے۔ لہٰذا دو سال پہلے اور ایک یہ سال ملا کر مدت رضاعت تین سال ہوگئی۔

۳- آئمہ ثلاثہ اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک رضاعت کی مدت دو سال ہے۔ ان کی دلیل یہ آیت ہے: "وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا" اللہ نے حمل اور فصال کی مدت تیس ماہ کی ہے۔ حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے اور باقی چوبیس ماہ یعنی دو سال مدت رضاعت ہے۔

(ب) عرف الالفاظ الآتية لغة و شرعا؟

(۱) الرضاع (۲) عقيقة (۳) الولاء

(۴) عتق (۵) مكاتب

جواب: رضاع کا لغوی و شرعی معنی: رضاع کا لغوی معنی "پستان چوسنا" ہے اور شرعی معنی یہ ہے مدت رضاعت کے دوران بچے کا کسی محرم یا نہ محرم عورت کا دودھ پینا۔

عقیقہ کا لغوی و شرعی معنی: عقیقہ کا لغوی معنی "کاٹنا" ہے۔ شرعی معنی یہ ہے کہ نومولود بچے کی جانب سے اس کی پیدائش کے ساتویں دن جو خون بہایا جاتا ہے، اسے عقیقہ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بچے کے سر پر موجود بالوں کو بھی عقیقہ کہتے ہیں۔

ولاء کا لغوی و شرعی معنی: ولاء کا لغوی معنی ہے "ملکیت، محبت، قربت اور دوستی" وغیرہ۔ شرعی معنی یہ ہے کہ آزاد کرنے کے نتیجہ میں غلام کے ساتھ جو رشتہ قائم ہوتا ہے، اسے ولاء کہتے ہیں۔

عتق کا لغوی و شرعی معنی: عتق کا لغوی معنی "آزادی اور قدامت" ہے۔ شرعی معنی یہ ہے کہ کسی غلام یا لونڈی کو رضائے الٰہی کے لیے آزاد کر دینا تاکہ وہ آزاد انسان کی حیثیت سے زندگی بسر کر سکے۔

مکاتب کا لغوی و شرعی معنی: مکاتب کا لغوی معنی "لکھنے کا معاملہ کرنا یا معاہدہ کرنا" کے ہیں۔ شرعی

H_M_Hasnain_Asadi

معنی یہ ہے کہ غلام اپنے مولیٰ سے معاہدہ کرتا ہے کہ وہ مخصوص رقم کی ادائیگی کرے گا، تو مولیٰ اسے آزاد کر دے گا۔

السوال الثالث:۔(الف) اكتب ترجمة الامام مالك رحمه الله تعالىٰ مفصلاً؟

جواب: امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا تعارف:

نام ونسب: مالک بن انس بن مالک بن ابو عامر بن عمرو بن حارث بن عثمان بن جثیل بن عمرو بن حارث۔

کنیت: ''ابو عبداللہ'' آپ کی کنیت ہے۔

لقب: آپ کا لقب ''امام دار الہجرۃ'' ہے۔

اساتذہ: آپ نے درج ذیل اساتذہ سے احادیث روایت کی ہیں:

نافع، نعیم بن عبداللہ مجمر، زید بن اسلم، صالح بن کیسان، ابو حازم سلمہ بن دینار، حمید الطویل اور صفوان بن سلیم وغیرہ۔

تلامذہ: آپ سے درج ذیل حضرات نے احادیث روایت کی ہیں:

ابن شہاب، یحییٰ بن سعد انصاری، ورقاء بن عمر، ثوری، اوزاعی، ابن جریج، زید بن حباب، لیث بن سعد، ابن وہب اور ابو نعیم وغیرہ۔

وفات: آپ کی وفات 179ھ کو ہوئی۔ آپ کے سن وفات میں سب مؤرخین کا اتفاق ہے مگر تاریخ وفات میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک آپ کا انتقال ۱۴ ربیع الاول کی صبح ہوا۔ ابو مصعب اور ابن وہب کے نزدیک ۱۰ ربیع الاول کو ہوا۔ ابن سحنون کے نزدیک ۱۱ ربیع الاول کو ہوا۔ مصعب زہری کے نزدیک ماہ صفر میں ہوا۔

(ب) عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما قال سمعت عمر بن الخطاب يقول الرجم في كتاب الله حق على من زنى من الرجال و النساء اذا احصن اذا قامت البينة او كان الحبل او الاعتراف.

ترجمه الحديث الى الاردية و اشرح العبارة المخطوطة مفصلاً؟

جواب:۔ ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کتاب اللہ میں زانی مرد اور عورت کے لیے رجم کرنے کا حکم بالکل صحیح ہے، جب وہ شادی شدہ ہوں۔ جب شہادتیں قائم ہو جائیں یا حمل معلوم ہو جائے یا اعتراف کر لے۔

خط کشیدہ عبارت کی شرح:

حق علی من زنی: یعنی زانی مرد ہو عورت دونوں کی سزا برحق ہے لیکن اگر وہ شادی شدہ ہوں، تو انہیں رجم کیا جائے گا اور کنوارے ہونے کی صورت میں سو، سو کوڑے مارے جائیں گے۔

الحبل: یعنی حمل کا ٹھہر جانا، وہ عورت جس کو زنا کے سبب وطی کرنے سے حمل ٹھہر جائے۔

القسم الثانی — المؤطا الامام محمد رحمه الله

السوال الرابع ۔(الف) ما المراد بالشفق عند الامام ابی حنيفة والامام الشافعی رحمهما الله تعالىٰ و بين اول وقت المغرب و اخر وقتها مع اختلاف الائمة بالدلائل؟

جواب: شفق کا مطلب:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک: شفق اس سفیدی کو کہتے ہیں جو سرخی کے چھپ جانے کے بعد آسمان پر نظر آتی ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک: شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو آسمان پر ظاہر ہوتی ہے۔

نماز مغرب کا وقت:

☆ بعض فقہاء کے نزدیک نماز مغرب کا ایک وقت مقرر ہے، اس میں توسیع کی گنجائش نہیں۔

دلیل: حدیث امامت جبریل میں یہ بات منقول ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے دونوں دنوں میں مغرب کی نماز ایک ہی وقت میں ادا کی تھی۔

☆ دیگر فقہاء کے نزدیک مغرب کی نماز کے وقت میں توسیع کی گنجائش ہے۔ ان کے نزدیک مغرب کا وقت سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا اور شفق غروب ہونے تک باقی رہتا ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل اور دیگر فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ اسی بات کے قائل ہیں۔ بعض روایات کے مطابق امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کا بھی یہی مؤقف ہے۔

دلیل: و المغرب اذا غربت الشمس

اور مغرب اس وقت ادا کرو جب سورج غروب ہو جائے۔

(ب) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ كَانَ مِنْ اَصْحَابِہٖ مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَ مِنْهُمْ مَنْ جَمَعَ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

ترجم الحديث الى اللغة الاردية مع تشكيله و بين اقسام الحج مع تعريفاتها مفصلًا؟

جواب: اعراب: سوالیہ حصہ میں لگا دیئے ہیں۔

ترجمۂ حدیث: حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب میں سے بعض نے حج کا احرام باندھا، بعض نے عمرہ کا اور ان میں سے بعض نے حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا۔

اقسام حج کی وضاحت: حج کی تین اقسام ہیں:

(i) حج قران: عازم حج میقات سے حج اور عمرہ دونوں کی نیت سے احرام باندھے، مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد پہلے عمرہ ادا کرے، پھر احرام کی حالت میں ٹھہرا رہے اور ایام حج شروع ہونے پر مناسک حج ادا کرے۔

(ii) حج تمتع: عازم حج، حج کے مہینوں میں عمرہ کی نیت سے میقات سے احرام باندھے، مکہ مکرمہ پہنچ کر عمرہ ادا کر کے احرام کھول دے۔ پھر وہاں بغیر احرام کے ٹھہرا رہے، جب ایام حج شروع ہوں، تو پھر وہ حرم سے ہی حج کا احرام باندھ لے اور ارکان حج ادا کرے۔

(iii) حج مفرد: عازم حج، صرف عمرہ یا اکیلے حج کی نیت سے میقات سے احرام باندھے اور جس کی نیت کی ہو اس کے ارکان مکمل کر کے احرام کھول دے۔

السوال الخامس:۔(الف) اكتب مقالة و جيزة على عنوان ترجيح الموطا؟

جواب: ترجیح مؤطا امام محمد: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کی پہلی تصنیف "مؤطا امام محمد" ہے۔ آپ نے اس میں زیادہ تر امام مالک سے سماع کی ہوئی روایات/احادیث کو جمع کیا۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے سماع کی ہوئی روایات کو بہت سے فقہاء اور محدثین نے روایت کیا ہے۔ "بستان المحدثین" میں شاہ عبدالعزیز نے مؤطا کے سولہ نسخوں کا ذکر کیا ہے لیکن دنیا میں صرف دو ہی مشہور ہیں۔ ۱۔ مؤطا امام مالک اور ۲۔ مؤطا امام محمد۔

مؤطا امام محمد کو مؤطا امام مالک سے چند وجوہ کی بناء پر فوقیت حاصل ہے اور وہ وجوہ یہ ہیں:

(i) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودی پر علم حدیث اور فقہ میں فوقیت حاصل تھی۔

(ii) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کو مؤطا کی روایت میں اغلاط واقع نہیں ہوئیں جبکہ امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مؤطا امام مالک کی روایت میں اغلاط واقع ہوئی ہیں۔

(iii) امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ تین سال سے زائد عرصہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ٹھہرے رہے اور مؤطا کا مکمل سماع کیا جبکہ امام یحییٰ بن یحییٰ مصمودی رحمہ اللہ تعالیٰ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ سے مکمل سماعت نہ کر سکے، کیونکہ جس سال وہ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے اسی سال امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہو گیا تھا۔

(ب) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا ينكح المحرم و لا يخطب ولا ينكح .

اكتب اختلاف الائمة فى نكاح المحرم بالدلائل مع ترجيح مذهب الامام ابى حنيفة رحمه الله؟

جواب: مسئلہ مذکورہ میں اختلاف آئمہ: مذکورہ روایت کی وجہ سے علماء کے درمیان میں اس حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا حالت احرام والا شخص نکاح کر سکتا ہے یا نہیں؟

۱۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور جمہور صحابہ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اس بات کے قائل ہیں کہ محرم کے لیے نکاح کرنا درست نہیں۔ ان کے علاوہ لیث بن سعد، امام اوزاعی، اسحاق بن راہویہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ حالت احرام میں نکاح کرنا جائز نہیں اور جو ایسا کرے گا اس کا نکاح باطل ہو گا۔

دلیل: وہ سوال میں مذکورہ حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں۔

۲۔ صحابہ کرام میں سے حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت علی اور دیگر حضرات رضی اللہ عنہم جبکہ ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، عطاء بن ابی رباح، حکم بن عتیبہ، حماد بن ابو سلیمان، عکرمہ، مسروق، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ اس بات کے قائل ہیں کہ حالت احرام میں نکاح کرنا جائز ہے۔

دلیل: آپ اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اس وقت شادی کی جب آپ حالت احرام میں تھے۔

H_M_Hasnain_Asadi

ترجیح مذہب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت کے درست ہونے کی دلیل یہ دی کہ آپ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے تھے۔ وہ اس بارے میں سب سے زیادہ بہتر طور پر جانتے ہیں/تھے۔ ہمارے نزدیک حالت حرام میں نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ یہ کہ محرم نہ تو اپنی بیوی کا بوسہ لے سکتا ہے اور نہ ہی اس سے مباشرت کر سکتا ہے مگر یہ کہ احرام کھول دے۔ امام ابوحنیفہ اور اکثر فقہاء اسی بات کے قائل ہیں۔

السوال السادس :-(الف) اکتب فضائل الموطا مفصلاً؟

جواب: موطا کے فضائل: ''موطا امام محمد'' میں امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام مالک کے ساتھ ساتھ دوسرے مشائخ کی روایات بھی ذکر کی ہیں جس وجہ سے یہ کتاب امام مالک کی بجائے امام محمد کی طرف منسوب ہوگئی۔ اس کتاب میں کل احادیث ایک ہزار ایک سو اسی (1180) ہیں جن میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے سترہ (17)، امام ابو یوسف سے چار (4)، امام مالک سے ایک ہزار پانچ (1005) اور دوسرے شیوخ سے ایک سو پچھتر (175) احادیث روایت کی گئی ہیں۔ اس کتاب میں بعض احادیث کے طرق اور اسانید پر اگرچہ جرح کی گئی ہے لیکن ان کی تائید و تقویت دوسری اسانید سے ہو جاتی ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ چونکہ ایک عظیم فقہی امام ہونے کے ساتھ ساتھ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد خاص ہیں۔ لہٰذا آپ نے اپنی کتاب میں زیادہ تر ان روایات کا ذکر کیا جو امام مالک سے مروی ہیں۔ یہ کتاب فقہ و اصول فقہ اور حدیث کے حوالے سے خاص اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب صرف احادیث کا مجموعہ ہی نہیں بلکہ اس میں فقہی مسائل کے ساتھ ساتھ امام مالک اور امام محمد رحمہما اللہ کے فتاویٰ کو بھی شامل کیا گیا ہے۔

یہ کتاب نہ صرف حدیث و فقہ کی اولین و مستند کتاب ہے بلکہ فقہ مالکی و حنفی دونوں مکاتب فکر کے لیے بنیاد فراہم کرتی ہیں۔ اس میں جب فقہ حنفی کی تائید کی جاتی ہے، تو اس سے فقہ حنفی کی بنیاد مزید مضبوط ہو جاتی ہے۔

(ب) اکتب اوقات الصلوات الخمسة مفصلاً مع اختلاف الائمة فی صلوۃ الظهر و العصر؟.

جواب: پانچوں نمازوں کے اوقات: پانچوں نمازوں کے اوقات درج ذیل ہیں:

وقت فجر: فجر کا وقت اوّل جب فجر ثانی طلوع ہو اور وہ ایک سفیدی ہے جو پھیلتی ہے آسمان کے کناروں میں اور آخری وقت طلوع آفتاب ہے۔

وقت ظہر: ظہر کا وقت اوّل جب سورج ڈھل جائے اور آخری وقت جب ہر چیز کا سایہ دوگنا ہو جائے۔

وقت عصر: عصر کا وقت اوّل جب ظہر کا وقت نکل جائے اور آخری وقت جب ابھی سورج غروب نہ ہو۔

وقت مغرب: مغرب کا وقت اوّل جب سورج غروب ہو جائے اور آخری وقت جب تک پچھم کی طرف سے آسمان کے کنارے پر شفق باقی ہے۔

وقت عشاء: عشاء کا وقت اوّل جبکہ شفق غائب ہو جائے۔ آخری وقت جب تک فجر ثانی طلوع ہو جائے۔

نماز ظہر میں اختلاف آئمہ: نماز ظہر کے اوّل وقت کے بارے میں تمام آئمہ کا اتفاق ہے کہ زوال شمس سے شروع ہوتا ہے۔ البتہ انتہائے ظہر وقت میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ ظہر کا وقت دو مثل سایہ ہونے پر ختم ہو جاتا ہے۔ صاحبین و جمہور کے نزدیک ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے۔

نماز عصر میں اختلاف آئمہ: تمام آئمہ کا اس بات میں اتفاق ہے کہ زوال کے بعد نماز ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ تاہم ظہر کے وقت کے ختم اور عصر کے وقت کے شروع ہونے میں آئمہ فقہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کا موقف ہے کہ اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ایک مثل ہونے پر نماز ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دلیل: ان کی دلیل یہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: ''ثم صلی العصر حین کان ظل کل شیء مثله''

(ii) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اصلی سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہونے پر ظہر کا وقت ختم اور نماز عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

دلیل: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: ''جب گرمی شدت اختیار کر جائے، تو پھر تم نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش مارنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔''

الاختبار السنوی النهائی تحت اشراف تنظیم المدارس (اهل السنة) باکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية العالمية (ایم-اے-سال اوّل)

(برائے طلباء) الموافق سنة 1447ھ 2025ء

الوقت المحدد	الورقة السادسة:	مجموع الارقام
ثلاث ساعات	التاريخ و دستور باكستان	١٠٠

نوٹ: تمام سوالات حل کریں جزوی رعایت سوالات کے اندر موجود ہے۔

القسم الاوّل — تاریخ

السوال الاوّل:۔ مندرجہ ذیل میں سے صرف چار اجزاء حل کریں۔

(الف) قائداعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظریہ پاکستان بیان کریں؟

(ب) مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جامع تعارف لکھیں؟

(ج) تحریک پاکستان میں بہادر یار جنگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات کا خلاصہ تحریر کریں؟

(د) تحریک آزادی میں مولانا عبدالماجد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات کا جائزہ پیش کریں؟

(و) قیام پاکستان کے حوالہ سے مولانا شاہ محمد عبدالعلیم میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات پر جامع نوٹ لکھیں؟

(و) تحریک پاکستان کے حوالے سے مولانا محمد مظہر شیرکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات کا جائزہ پیش کریں؟

القسم الثانی — دستور باکستان

السوال الثانی:۔ مندرجہ ذیل میں سے صرف چار اجزاء حل کریں۔

(الف) مملکت کی تعریف کریں؟

(ب) حکمت عملی کے اصول بیان کریں؟

(ج) اسلامی کونسل کے کارہائے منصبی کے متعلق قوانین لکھیں؟

(د) فرد کی سلامتی، گرفتاری اور نظر بندی سے تحفظ کے متعلق قوانین قلمبند کریں؟

(و) عدالت کے اختیار، اختیار سماعت اور کارہائے منصبی کے متعلق قوانین تحریر کریں؟

(و) چیف جسٹس یا کوئی اور جج کتنی مدت کے لیے عہدے پر فائز رہیں گے اور شرائط کیا ہوں گی؟

☆ ☆ ☆

درجہ عالیہ (سال اوّل) برائے طلباء 2025ء

الورقة السادسة: التاريخ و دستور باكستان

القسم الاوّل — تاریخ

السوال الاوّل:۔ مندرجہ ذیل میں سے صرف چار اجزاء حل کریں۔

(الف) قائداعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا نظریہ پاکستان بیان کریں؟

جواب: قائداعظم کا نظریہ پاکستان: کسی بھی نظریاتی مملکت کے نظام حکومت کا تصور اس کے بانی کے راہنما اصولوں اور اساسی نظریات کے بغیر نہیں کیا جا سکتا۔ آیئے جانتے ہیں کہ قائداعظم کا تصور پاکستان کیا تھا؟ اور اس تصور کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آپ نے اور تحریک پاکستان کے کارکنوں نے اللہ اور قوم سے کیا وعدے کیے؟ ان کو کس حد تک پورا کیا؟ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ" کے پرکشش نعرے نے کوہ ہمالیہ سے راس کماری اور چاٹگام سے درۂ خیبر تک۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کو تحریک پاکستان کا گرویدہ و جانثار بنا دیا۔ بلکہ وہ علاقے جہاں مسلمان اقلیت میں تھے۔ انہوں نے صرف مذہبی شیفتگی اور اسلامی اخوت کی بناء پر ایسی عظیم الشان قربانیاں دیں جو تحریک کے ضمن میں ہمیشہ سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ تمام جد وجہد اور قربانیوں کے بعد بالآخر نصرت ایزدی، قائداعظم کی فراست سے ہم نے انگریزوں اور ہندوؤں کی مخالفت کے باوجود پاکستان حاصل کر لیا۔

خطاب نومبر 1939ء "عید الفطر" بمبئی: مسلمانو! ہمارا پروگرام قرآن مجید میں موجود ہے ہم مسلمانوں کو لازم ہے کہ قرآن پاک کو غور سے پڑھیں اور قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔

خطاب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، ۸ مارچ ۱۹۴۴ء: "آپ نے غور کیا کہ پاکستان کے مطالبے کا جذبہ محرکہ کیا ہے؟ مسلمانوں کے لیے ایک جداگانہ مملکت کے وجود و جواز کیا تھی؟ تقسیم ہند کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس کی وجہ نہ تو ہندوؤں کی تنگ نظری ہے اور نہ انگریزوں کی چال یہ اسلام کا بنیادی مطالبہ تھا۔"

خطاب اسلامیہ کالج پشاور، ۱۳ جنوری ۱۹۴۸ء: ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا، بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں ہم اسلام کے

H_M_Hasnain_Asadi

اصولوں کو آزما سکیں۔

(ب) مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ کا جامع تعارف لکھیں؟

جواب۔ تعارف "مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ": نام و نسب اور تاریخ ولادت: صدر الافاضل مولانا حکیم سید محمد نعیم الدین مراد آبادی بن سید محمد معین الدین نزہت بن مولانا سید محمد امین الدین راسخ بن مولانا سید محمد کریم الدین آرزو کی ولادت ۲۱ صفر المظفر ۱۳۰۰ ہجری بمطابق یکم جنوری ۱۸۸۳ء بروز پیر مراد آباد (یو۔پی۔ بھارت) میں ہوئی۔

حصول تعلیم: آٹھ سال کی عمر میں حفظ قرآن کے بعد اُردو اور فارسی کی کتابیں والد بزرگوار اور مولانا شاہ فضل احمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے پڑھ کر مدرسہ امدادیہ مراد آباد میں مولانا سید گل محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے درس نظامی اور دورۂ حدیث کی تکمیل کر کے ۱۳۲۰ ہجری بمطابق ۱۹۰۲ء میں دستار فضیلت حاصل کی۔

خلافت: اپنے استاد گرامی مولانا سید گل محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی اور اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی سے خلافت پائی۔

درس و تدریس کا سلسلہ: ۱۳۲۸ھ/۱۹۱۰ء میں مراد آباد میں "مدرسہ انجمن اہلسنت و جماعت" کی بنیاد رکھی جس میں علوم عقلیہ و نقلیہ کی تعلیم کا اعلیٰ پیمانے پر بندوبست کیا۔ ۱۳۵۲ھ/۱۹۳۳ء میں آپ کی نسبت سے اس کا نام "جامعہ نعیمیہ" رکھا گیا۔ جلد ہی یہ مدرسہ یونیورسٹی کی حیثیت اختیار کر گیا۔ غیر ممالک کے طلبا بھی یہاں آکر مستفیض ہوئے۔

تحریک پاکستان میں خدمات: آپ ممتاز عالم دین، نامور شیخ طریقت، صف اوّل کے مقرر، بہترین ادیب، شعلہ بیان خطیب، خوش نوا شاعر اور بہت بڑے مناظر تھے۔ تحریک خلافت، شدھی تحریک، فتنہ ارتداد اور تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔

تصانیف: آپ کی تصانیف کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) تفسیر خزائن العرفان، (۲) اطیب البیان رد تقویۃ الایمان، (۳) زاد الحرمین، (۴) آداب الاخیار، (۵) الکلمۃ العلیاء، (۶) سیرت صحابہ، (۷) سوانح کربلا، (۸) التحقیقات ارفع التلبیسات، (۹) کتاب العقائد، (۱۰) کشف الحجاب، (۱۱) سواط العذاب، (۱۲) تکلمین غریب نواز، (۱۳) ہدایت کاملہ قنوت نازلہ اور (۱۴) دیوان اُردو وغیرہم۔

وفات: ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۶۸ھ بمطابق ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۸ء بروز جمعۃ المبارک وفات پائی۔ آپ کا مزار مسجد جامعہ نعیمیہ مراد آباد کے بائیں گوشے میں ہے۔

(ج) تحریک پاکستان میں بہادر یار جنگ رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات کا خلاصہ تحریر کریں؟

جواب: بہادر جنگ کی خدمات: آپ نے ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۴ء مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے اعلیٰ خدمات سرانجام دیں۔ آپ "آل انڈیا اسٹیٹس مسلم لیگ" کے صدر اور "آل انڈیا مسلم لیگ" کے مرکزی قائدین میں سے تھے۔ آپ نے قائداعظم کے لیے بہت سے کام کیے۔ سرحد میں سرحدی گاندھی عبدالغفار کا جادو توڑا تو جنوب میں راس کماری تک مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد پاکستان کی کامیابی کی مرہون منت تھی۔ آپ نے اس اجلاس کی آخری نشست سے خطاب کرتے ہوئے تاریخ و واقعات کی روشنی میں ان حقائق کی وضاحت کی کہ کیوں مسلمانان ہند نے تقسیم کا مطالبہ کیا اور یہ قرارداد کیوں اور کس لیے پیش کی۔ آپ کی تقریر کے دوران لوگ مکمل طور پر خاموش رہے۔ آپ کی تقریر نے لوگوں پر ایسا سحر طاری کیا کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوگئی۔ آپ کی تقریر کے بعد قائداعظم کھڑے ہوئے اور فرمایا:

"بہادر یار جنگ کی تقریر کے بعد کسی اور شخص کا بولنا بہت بڑی غلطی ہے۔"

اور اجلاس فوراً برخاست کر دیا گیا۔

آپ چونکہ حیدرآباد دکن کے رہائشی تھے اس لیے آپ کے باقاعدہ/سرکاری رکن نہیں تھے۔ نہ ہی جلسہ کی کاروائیوں میں حصہ لیتے۔ لیکن غیر سرکاری طور پر مسلم لیگیوں میں شعور بیدار کرنے، ان میں عزم و یقین کو راسخ کرنے اور حصول پاکستان کے لیے ان کو ہر قربانی کے لیے تیار کرنے میں آپ کا بڑا ہاتھ تھا۔

آپ لوگوں کو تیار کر کے مسلم لیگ کے تاریخی جلسہ میں لاتے اور پھر خود تماشائی بن کر سارے جلسے کی کاروائی دیکھتے۔ جب کاروائی مکمل ہو جاتی اور جلسہ قانونی طور پر برخاست ہو جاتا تو آپ قائد اعظم کے حکم سے اجلاس عام سے خطاب کرتے۔ مگر درحقیقت جلسے کا اہتمام ہی اس کی ابتداء ہوتی۔ آدھ پون گھنٹہ نہیں بلکہ تین تین گھنٹے تقریر کرتے اور دوران تقریر مجمع میں کوئی انگڑائی تک نہ لیتا۔

ایک بار مسلم لیگ نے دس لاکھ روپے کی جلسہ میں اپیل کی اور یہ جلسہ الٰہ آباد میں ہو رہا تھا۔ اپنے میں مسلمانوں کو کچھ اس طرح جھنجھوڑا کہ ایک گھنٹے کے اندر ہزاروں روپے نقد، ہزاروں کے [illegible] سے اور

H_M_Hasnain_Asadi

زیورات کا ڈھیر لگ گیا۔ کراچی کے جلسہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔

قائداعظم نے دہلی میں جلسہ کیا اور تین دن کی کاروائیوں کے بعد جب برخاست ہونے لگا تو آپ سے قائداعظم نے کہا کہ نواب صاحب میری خواہش ہے کہ جلسہ کے اخراجات جو تقریباً ایک لاکھ کے قریب ہیں اسی جلسے سے پورے ہو جائیں۔ میں نے اپیل کی تھی مگر اب تک صرف چند ہزار نقد ہی اکٹھے ہوئے ہیں اور آج آخری دن ہے۔ برخاست کا اعلان بھی ہو چکا ہے۔

جب قائداعظم نے بہادر یار جنگ کی تقریر کا کھڑے ہو کر اعلان کیا تو لوگ اٹھ کر جانے کی بجائے مزید سنبھل کر بیٹھ گئے۔ ان میں حیات و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ آپ نے پہلے پاکستان کی افادیت و اہمیت پر گفتگو کی اور پھر مسلمانوں کی عملی کمزوریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''جو لوگ مال کا ایثار نہیں کر سکتے وہ جان کیا دے سکیں گے۔''

یہ سننا تھا کہ لوگوں نے روپوں اور چیزوں کی بارش کر دی۔ قائداعظم نے اعلان کیا کہ میں صرف نقد لوں گا اگلے دن جب رقم کو گنا گیا تو وہ سوا لاکھ کے قریب تھی۔

(د) تحریک آزادی میں مولانا عبدالماجد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات کا جائزہ پیش کریں؟

جواب: مولانا عبدالماجد بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات: انگریز دشمنی اور تحریک آزادی میں آپ کا کردار نمایاں ہے۔ انجمن خدام کعبہ، تحریک خلافت، تحریک مسجد کانپور اور فتنہ ارتداد میں آپ کی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔

حب الوطنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ جب انگریز حکومت نے پہلی جنگ عظیم کے بعد جشن صلح منانے کا اعلان کیا تو آپ نے نہایت جرأت کے ساتھ یہ اعلان فرمایا:

''جشن اعلان دراصل صلح نہیں بلکہ ترکوں پر فتح پانے کا جشن ہے یہی نہیں بلکہ حکومت برطانیہ نے اپنے سابقہ عہد و مواعید کے باوجود مقدس مقامات پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ ان حالات میں مسلمانوں کو اجتماع مذکورہ میں شریک ہونا حرام ہے۔''

یہ اعلان ہونا تھا کہ ہر طرف ایک تہلکہ مچ گیا اور برطانوی حکومت کو مولانا سے سخت پرخاش ہو گئی جو آخر تک برقرار رہی۔

آپ نے سب سے پہلے دسمبر ۱۹۱۸ء میں مسلم لیگ کے اجلاس دہلی میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی اور مولانا آزاد سبحانی کے ساتھ شرکت کی اور اپنی تقریر میں انگریز حکومت کے خلاف منظم ہونے اور

اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کی تلقین کی۔

یکم جنوری ۱۹۲۹ء کو سر آغا خاں کی صدارت میں دہلی آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا جلسہ ہوا جس میں پانچ ہزار نمائندگان مسلم نے شرکت کی اور نہرو رپورٹ کی مذمت کے ساتھ ساتھ بہت سی مسلم مفاد قراردادیں بھی منظور کی گئیں۔ آپ بھی ان کی تائید کرنے والوں میں شامل تھے۔

۱۹۲۹ء میں جمعیت علماء ہند مکمل طور پر کانگریس کی گود میں جا گری اور مسلمانوں کے مفادات کو بالکل نظر انداز کر دیا۔ جس کے نتیجے میں تمام علماء حق کے ساتھ عبدالماجد بدایونی نے بھی اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ دیا۔ جمعیت علماء کانپور کی تشکیل کی جس کے صدر رئیس الاحرار مولانا محمد علی جوہر اور سیکرٹری مولانا مظہر الدین شیرکوٹی منتخب ہوئے۔

۲۹، ۳۰ دسمبر ۱۹۳۰ء کو آل انڈیا مسلم کے سالانہ اجلاس الہ آباد میں بھی شرکت کی۔

(ہ) قیام پاکستان کے حوالہ سے مولانا شاہ محمد عبدالعلیم میرٹھی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات پر جامع نوٹ لکھیں؟

جواب: مولانا شاہ محمد عبدالعلیم میرٹھی کی خدمات: تحریک پاکستان کی مخالفت میں جب کانگریس کے رہنما حشرات الارض کی مانند بیرونی ممالک میں پھیل گئے۔ تو آپ نے انگلینڈ، مصر اور دیگر عرب ممالک کا دورہ کیا اور اپنی تقریروں کے ذریعے ان کو ناکوں چنے چبوائے۔

۱۹۴۵ء میں ہندوستان میں زبردست فسادات برپا ہوئے۔ آپ نے اس دوران پنڈت نہرو سے ملاقات کی اور دوران ملاقات ہندوؤں کی طرف سے مسلمانوں پر کیے گئے ظلم وستم کے خلاف احتجاج کیا۔ اس کے علاوہ بمبئی و مدارس میں تقریرات کے ذریعے مسلمانوں کی ڈھارس بندھائی۔

اپریل ۱۹۴۶ء میں بنارس میں ''آل انڈیا سنی کانفرنس'' کا انعقاد ہوا۔ جس میں پانچ چھ ہزار علماء ومشائخ اور لاکھوں سنی عوام نے شرکت کی۔ جس سے قیام پاکستان کی تحریک میں ایک نیا ولولہ پیدا ہو گیا۔ آپ بھی اس میں شریک تھے۔

اس موقع پر حاضرین نے مشورہ دیا کہ اسلامی حکومت کے لیے لائحہ عمل ترتیب دینے کے لیے علماء ومشائخ کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے، تو اس کمیٹی میں دیگر علماء کے ساتھ آپ کا نام بھی شامل تھا۔

ایک طرف کانگریس کے شدید غلط پروپیگنڈے کی بناء پر عالم اسلام کے مسلمان ہندوستانی مسلمانوں کے خلاف تھے۔ تو دوسری طرف نام نہاد علماء ومشائخ کانگریس کے ساتھ شامل ہو کر

H_M_Hasnain_Asadi

ہندوستانی مسلمانوں کا خون بہا رہے تھے۔ ایسی پیچیدہ صورت حال میں آپ نے (۱۹۴۶ء میں ہی) مسلم لیگ کے کہنے پر سرکاری وفد کے ساتھ عرب ممالک کے دورے کیے اور یہ وفد آپ کی زیر قیادت تھا۔ اس دورے میں آپ مصر، فلسطین، شام، لبنان، اردن اور عراق گئے اور وہاں معززین کے اجتماعات میں تحریک آزادی کی راہ ہموار کی اور اس طرح عرب علماء وعوام نظریہ پاکستان کو سمجھنے لگی اور نظریہ پاکستان کی حمایت کی۔

اس کامیاب دورے سے واپسی پر کراچی کی بندرگاہ پر مسلمانوں کے کثیر اجتماع نے آپ کا والہانہ پرجوش استقبال کیا اور جمعیت سنیہ اور جامعہ قادریہ، کراچی نے آپ کے اعزاز میں ایک عظیم الشان ''سنی کانفرنس'' کا انعقاد کیا۔ جس میں صوبہ سندھ کا نامور علماء ومشائخ شریک ہوئے۔

(و) تحریک پاکستان کے حوالے سے مولانا محمد مظہر شیرکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمات کا جائزہ پیش کریں؟

جواب: مولانا محمد مظہر شیرکوٹی کی خدمات: مولانا محمد مظہر شیرکوٹی کو صحافت سے خصوصی دلچسپی تھی۔ چنانچہ آپ نے بذریعہ صحافت قوم کی خدمت کا بیڑہ اٹھایا۔ چنانچہ مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار ''الہلال اور البلاغ'' میں بطور مدیر معاون کام کیا۔ پھر قاضی عبدالغفار کے اخبار ''جمہور'' کلکتہ میں کام کیا۔ پھر شیرکوٹ میں حکیم انوار الٰہی کے اخبار ''دستور'' میں بطور ایڈیٹر کام کرنے لگے۔

تحریک خلافت کے دور میں آپ نے اس اخبار میں حکومت کے خلاف اداریے لکھے جن کی وجہ سے اخبار کی ضمانت ضبط ہوگئی اور وہ بند ہوگیا۔ پھر مجید حسن نے اپنے اخبار ''مدینہ'' کے لیے بجنور میں بلایا اور وہاں کچھ عرصہ خدمات سرانجام دیں۔ پھر منشی نذیر احمد رئیس نگینہ نے نگینہ میں اقامت اختیار کرنے کی دعوت دی ۱۹۱۴-۱۹۱۸ء میں کی جنگ عظیم کے نتیجے میں ترکی کو شکست ہوئی اور خلافت کو زوال آ گیا اور ترکی کو تین حصوں میں تقسیم کر کے روس، اٹلی اور برطانیہ نے آپس میں بانٹ لیا۔ اس وجہ سے مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی نے ۱۹۱۹ء میں تحریک خلافت شروع کی یہ تحریک مسلمانوں میں ایک شعلہ جوالہ کی طرح بھڑکی اور آن کی آن میں ہندوستان کے طول وعرض میں پھیل گئی ہر جگہ بے جھجک جلسے ہوا اور انگریزوں کے اوسان خطاء ہوگئے۔

آپ شروع سے ہی مسلم لیگ میں شامل ہو گئے تھے اور اس کی کامیابی وکامرانی کے لیے دن رات محنت کی بلکہ اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کر دیا۔ اپنے دونوں اخباروں ''الامان'' اور ''وحدت'' کو

مسلم لیگ کی پبلسٹی کے لیے وقف کر دیا۔ آپ نے مسلم لیگ کا ساتھ کسی ذاتی منفعت کی خاطر نہیں بلکہ محض اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاء وخوشنودی کے حصول کے لیے دیا۔

آپ نے اپنے معتقدین کو مسلم لیگ کا راستہ دکھایا اور مسلم لیگ کا بنا دیا۔ جس سے نئے علوم تک مسلم لیگ کمیٹیاں قائم ہوئیں جو مسلم لیگ کے نظام کی توسیع کے ساتھ ''آل انڈیا مسلم لیگ'' کی شاخیں بن گئیں۔

دہلی میں مسلم لیگ کی کسی زندہ وعملی شاخ کا قیام اگرچہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا۔ مولانا نے اپنی اور اپنے رفقاء کی کوششوں سے دہلی میں مسلم لیگ کی ایک زندہ اور باعمل شاخ قائم کی لیکن اپنے کوئی عہدہ قبول نہ کیا اور فرمایا:

''میں معمولی رکن بن کر ہی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔''

میونسپل بورڈ سکندر راؤ ضلع علی گڑھ کی عمارت پر مسلم لیگ کا جھنڈا لہراتے ہوئے ایک پرجوش اور بصیرت افروز تقریر کرتے ہوئے فرمایا: ''یہ اسلامی جھنڈا ہے، جس کے سایہ میں ہر شخص کے لیے امن وامان ہے۔ یہ پست عوام اور مظلوموں کی حمایت کے لیے آج سے تیرہ سو برس قبل مکہ معظمہ میں بلند ہوا تھا۔ اس کی حفاظت وعزت کے لیے ہمیں اپنے خون کے آخری قطرہ کی بھی اگر ضرورت پڑی تو اس سے دریغ نہ ہوگا۔''

۱۹۳۸ء میں آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس پٹنہ میں مولانا مظہر الدین نے آزادی فلسطین کے لیے نعرہ مستانہ بلند کیا۔

۳، ۴، ۵ مارچ ۱۹۳۹ء کو دہلی میں ''جمعیت علماء ہند'' کا ایک اہم اجلاس دیوبند کے ساتھ سولہ برادر طلباء کی فوج کے زیر سایہ منعقد ہوا۔ جس میں مسلم لیگ اسمبلی پارٹی پر جھوٹا الزام لگایا کہ اسمبلی میں خلع بل پر بحث کے وقت مسلم لیگی ممبران حاضر نہ تھے۔ اس کے علاوہ اس کے احراری لیڈروں نے مسلم لیگ پر شدید اور بعید از اخلاق حملے کیے۔

مسلم لیگیوں کو یزیدی کہا اور تو اور قائد اعظم پر فحش حملے کیے اور انہیں ابوجہل سے تشبیہ دی اور مولوی حبیب الرحمن لدھانوی نے مرکزی جمعیت علماء ہند کانپور کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

ان غداروں نے ہماری جمعیت کے مقابلہ میں علماء کی تنظیم قائم کی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا جو نیا آدمی میدان میں آئے اس کو وہیں کچلا جائے۔ مگر دہلی کے مسلمانو! تم انہی کو پالتے اور پرورش کرتے ہو۔

کانگریسی نمک خوار مولویوں کے اس جلسے کے جواب میں ۱۲ مارچ کو جلسہ عام "مجلس اتحاد ملت" کے زیر اہتمام منعقد ہو جس کی صدارت مولانا ظفر علی خان نے کی۔ جس میں جمعیت علماء ہند کے فیصلہ کی تنسیخ کا ریزولیشن پیش کیا۔ چنانچہ آپ نے عوام سے پوچھا کہ کیا جمعیت علماء ہند کا فیصلہ بلا شرط شرکت کانگریس منظور ہے؟ ہر طرف سے انکار کی آوازیں آئیں۔

دوسری تجویز حیدر آباد دکن میں کانگریس اور آریائی ومہا سبھائی سازشوں سے متعلق تھی۔ سید حسین امام نے پیش کی۔ مولانا مظہر الدین نے اس کی تائید میں ایک معرکۃ الآراء تقریر پیش کی۔ جس کے دو دن کے اندر آپ شہید کر دیئے گئے۔

القسم الثانی دستور پاکستان

السوال الثانی۔ مندرجہ ذیل میں سے صرف چار اجزاء حل کریں۔

(الف) مملکت کی تعریف کریں؟

جواب: مملکت کی تعریف: "مملکت سے مراد وفاقی حکومت، مجلس شوریٰ، صوبائی حکومتیں اور اسمبلیاں اور ایسی قومی ہیئت ہائے مجاز ہے' جن کو ازروئے قانون کو محصول عائد کرنے کا اختیار حاصل ہو۔"

(ب) حکمت عملی کے اصول بیان کریں؟

جواب: اصول حکمت عملی: حکمت عملی کے اصول درج ذیل ہیں۔

۱- کوئی قانون یا رسم یا رواج جو قانون کا حکم رکھتا ہو تناقض کی اس حد تک کالعدم ہوگا جس حد تک وہ بنیادی حقوق کا نقیض ہو۔

۲- مملکت کوئی ایسا قانون وضع نہیں کرے گی جو بنیادی حقوق کو سلب یا کم کردے۔

۳- کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے جبکہ قانون اس کی اجازت دے۔

۴- شہری حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی بھی الزام جرم میں ایک شخص منصفانہ سماعت اور جائز عمل کا مستحق ہوگا۔

۵- غلامی، بیگار وغیرہ کی ممانعت ہوگی۔

۶- شرف انسانی قابل حرمت ہوگا۔

۷- ہر شہری کو نقل وحرکت وغیرہ کی آزادی ہوگی۔

۸- ہر شہری کو انجمن سازی کی آزادی ہوگی۔

۹- اس عامہ کے مفاد میں اجتماع کی آزادی دی جائے گی۔

۱۰- ہر شہری کو تجارت، کاروبار یا کوئی بھی پیشہ اختیار کرنے کی آزادی دی جائے گی۔

۱۱- ہر شہری کو تقریر، اور اظہار خیال کا حق ہوگا اور پریس آزاد ہوگی۔

۱۲- ہر شہری کو عوامی اہمیت کی حامل تمام معلومات تک رسائی کا حق حاصل ہوگا۔

۱۳- ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے، اس پر عمل کرنے، اس کی تبلیغ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۴- کسی خاص مذہب کی بناء پر کسی شخص کو خاص مذہب کی اغراض کے لیے محصول ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

۱۵- مذہب وغیرہ کے حوالے سے تعلیمی اداروں سے متعلق تحفظات کو دور کرنے کو یقینی بنایا جائے گا۔

۱۶- ہر شہری کو جائیداد حاصل کرنے، قبضہ میں رکھنے اور فروخت کرنے کا حق ہوگا۔

۱۷- تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہوں گے اور قانونی تحفظ کے مساوی طور پر حقدار ہیں۔

۱۸- ہر بچہ کو تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہوگا بالخصوص پانچ سے سولہ سال تک کی عمر کے تمام بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم دی جائے گی۔

۱۹- عام مقامات میں داخلہ سے متعلق کسی قسم کا کوئی فرق نہیں کیا جائے گا۔

۲۰- ہر شہری کو ملازمتوں میں امتیاز کے خلاف تحفظ فراہم کیا جائے گا۔

۲۱- زبان، رسم الخط اور ثقافت کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔

(ج) اسلامی کونسل کے کارہائے منصبی کے متعلق قوانین لکھیں؟

جواب: اسلامی کونسل کے کارہائے منصبی: دفعہ (230) میں اسلامی کونسل کے کارہائے منصبی یہ ہیں:

۱- مجلس شوریٰ اور صوبائی اسمبلیوں سے ایسے ذرائع اور وسائل کی سفارش کرنا جن سے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنی زندگیاں انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے اسلام کے ان اصولوں اور تصورات کے مطابق ڈھالنے کی ترغیب اور امداد ملے جن کا قرآن وسنت میں تعین کیا گیا ہے۔

۲- کسی ایوان، کسی صوبائی اسمبلی، صدر یا کسی گورنر کو کسی ایسے سوال کے بارے میں مشورہ دینا جس میں کونسل سے اس کے حوالے سے رجوع کیا گیا ہو کہ آیا یہ مجوزہ قانون اسلام کے احکام کے

منافی ہے یا نہیں۔

۳- ایسی تدابیر جن سے نافذ العمل قوانین کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے گا۔ نیز ان مراحل کی جن سے گزر کر محولہ تدابیر کا نفاذ عمل میں لانا چاہیے، سفارش کرنا۔

۴- مجلس شوریٰ اور صوبائی اسمبلیوں کی رہنمائی کے لیے ایسے اسلامی احکام کی ایک موزوں شکل تدوین کرنا جنہیں قانونی طور پر کیا جاسکتا ہو۔

(د) فرد کی سلامتی، گرفتاری اور نظر بندی سے تحفظ کے متعلق قوانین قلمبند کریں؟

جواب: فرد کی سلامتی، گرفتاری اور نظر بندی کے حوالے سے قوانین: قانون کی اجازت کے بغیر کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

۱- جسے گرفتار کیا گیا ہو اسے مذکورہ گرفتاری کی وجوہ بتائے بغیر نہ تو نظر بند رکھا جائے گا اور نہ اسے اپنی پسند کے وکیل سے مشورہ کرنے اور اس کے ذریعے اپنی صفائی پیش کرنے کے حق سے محروم رکھا جائے گا۔

۲- جسے نظر بند رکھا گیا ہو مذکورہ گرفتاری کے چوبیس گھنٹہ کے اندر ایسے مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا لازم ہوگا۔ لیکن مذکورہ مدت میں وہ وقت شمار نہ ہوگا جو گرفتاری کے مقام سے قریب ترین مجسٹریٹ تک لے جانے کے لیے درکار ہو اور نہ ایسے کسی شخص کو مجسٹریٹ کی اجازت کے بغیر مذکورہ مدت سے زیادہ نظر بند رکھا جائے گا۔

۳- شقات (۱) اور (۲) میں مذکورہ کسی امر کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہ ہوگا جسے امتناعی نظر بندی سے متعلق کسی قانون کے تحت گرفتار یا نظر بند کیا گیا ہو۔

۴- امتناعی نظر بندی کے لیے کوئی قانون نہیں بنایا جائے گا سوائے ایسے لوگوں کے خلاف کاروائی کرنے کے لیے جو کسی ایسے طریقے پر کام کریں جو پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی سالمیت، تحفظ یا دفاع یا اس کے خارجی امور یا امن عامہ یا رسد و خدمات کے برقرار رکھنے کے لیے مضر ہو۔ کوئی ایسا قانون کسی شخص کو تین مہینے سے زیادہ نظر بند رکھنے کی اجازت نہیں دے گا جب تک متعلقہ نظر ثانی بورڈ نے اسے اصالتاً سماعت سماعت کا موقع فراہم کرنے کے بعد، مذکورہ مدت ختم ہونے سے پہلے اس کے معاملہ پر نظر ثانی نہ کر لی ہو اور یہ رپورٹ نہ دے دی ہو کہ اس کی رائے میں مذکورہ نظر بندی کی وجہ کافی موجود ہے۔

۵- جب کسی شخص کو کسی ایسے حکم کو پورا کرنے کے لیے نظر بند کیا جائے جو امتناعی نظر بندی کے حامل کسی قانون کے تحت دیا گیا ہو تو حکم دینے والا مذکورہ نظر بندی کی وجوہ سے پندرہ دن کے اندر مذکورہ شخص کو مطلع کرے گا جن کی بناء پر حکم دیا گیا ہو اور اسے اس حکم کے خلاف عرضداشت کرنے کا اولین موقع فراہم کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ ایسا کوئی حکم دینے والا ان امور واقعہ کے افشاء سے انکار کر سکے گا۔ جن کے افشاء کو حکم دینے والا مفاد عامہ کے خلاف سمجھتا ہو۔

۶- حکم دینے والا اس معاملہ سے متعلق تمام دستاویزات متعلقہ نظر ثانی بورڈ کو مہیا کرے گا، تاوقتیکہ متعلقہ حکومت کے کسی سیکرٹری کا دستخط شدہ اس مضمون کا تصدیق نامہ پیش نہ کر دیا جائے۔ کہ کسی دستاویز کا پیش کرنا مفاد عامہ میں نہیں ہے۔

۷- امتناعی نظر بندی کے حامل کو کسی قانون کے تحت دیئے گئے کسی حکم کی تعمیل میں کسی شخص کو اس کی پہلی نظر بندی کے دن سے بارہ مہینوں کے اندر، مذکورہ حکم کے تحت امن عامہ کے لیے مضر طریقہ ہر کوئی کام کرنے پر نظر بند کیے جانے والے شخص کی صورت میں آٹھ ماہ کی مجموعی مدت سے زیادہ اور کسی دوسری صورت میں بارہ ماہ سے زیادہ نظر بند نہیں رکھا جائے گا بشرطیکہ اس شق کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہیں ہوگا۔ جو دشمن کا ملازم ہو یا اس کے لیے کام کرتا ہو یا اس کی طرف سے ملنے والی ہدایات پر عمل کرتا ہو۔

۸- متعلقہ نظر ثانی بورڈ کسی نظر بند شخص کی نظر بندی کے مقام کا تعین کرے گا اور اس کے کنبے کے لیے معقول گزارہ الاؤنس مقرر کرے گا۔

۹- اس آرٹیکل میں مذکورہ کسی امر کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہیں ہوگا جو فی الوقت غیر ملکی دشمن ہو۔

(ہ) عدالت کے اختیار، اختیار سماعت اور کارہائے منصبی کے متعلق قوانین تحریر کریں؟

جواب: عدالت کے اختیارات، سماعت کے اختیار اور کارہائے منصبی سے متعلق قوانین:

۱- عدالت یا تو خود اپنی تحریک پر یا پاکستان کے کسی شہری یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی درخواست پر اس سوال کا جائزہ لے سکے گی اور فیصلہ کر سکے گی کہ آیا یہ قانون یا اس کا حکم اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں۔ جس طرح قرآن وسنت میں اس کا تعین کیا گیا ہے۔ جنکا حوالہ بعد ازیں اسلامی احکام کے طور پر دیا گیا ہے۔

(الف) جبکہ عدالت شق (۱) کے تحت کسی قانون یا اس کے کسی حکم کا جائزہ لینے کی ابتداء کرے

اور اسے ایسا قانون یا اس کا حکم اسلامی احکام کے منافی لگے تو عدالت ایسے قانون کی صورت میں جو وفاقی فہرست قانون سازی میں شامل معاملے کے بارے میں ہو، وفاقی حکومت کو یا کسی ایسے معاملے کے بارے میں جو وفاقی قانون سازی کی فہرست میں شامل نہ ہو، صوبائی حکومت کو حکم دے گی کہ ایک نوٹس بھیجے جس میں ان خاص احکام کی وضاحت کی جائے گی جو اسے بایں طور منافی معلوم ہوں۔ مذکورہ حکومت کو عدالت کے روبرو اپنا نقطہ نظر پیش کرنے کا مناسب موقع دے گی۔

۲۔ اگر عدالت فیصلہ دے دے کہ کوئی قانون یا اس کا کوئی حکم اسلامی احکام کے منافی ہے، تو وہ اپنے فیصلہ میں بحسب ذیل بیان کرے گی:

(الف) اس میں مذکورہ رائے قائم کرنے کی وجوہ (کیا ہیں؟)

(ب) وہ حد جس تک وہ قانون یا اس کا حکم بایں طور منافی ہے اور اس تاریخ کی صراحت کرے گی جس پر وہ فیصلہ مؤثر ہوگا۔

۳۔ اگر عدالت کی طرف سے کوئی قانون یا اس کا کوئی حکم اسلامی احکام کے منافی قرار دے دیا جائے۔

(الف) وفاقی فہرست قانون سازی میں شامل کسی امر کے سلسلہ میں کسی قانون کی صورت میں صدر، یا کسی ایسے امر کے سلسلے میں مذکورہ فہرست میں سے کسی میں بھی شامل نہ ہو، کسی قانون کی صورت میں گورنر اس قانون میں ترمیم/تبدیلی کرنے کے لیے اقدام کرے گا۔ تا کہ مذکورہ قانون یا حکم کو اسلامی احکام کے مطابق بنایا جائے۔

(ب) مذکورہ قانون یا حکم اس حد تک جس حد تک اسے بایں طور منافی قرار دے دیا جائے اس تاریخ سے جب فیصلہ عدالت اثر پذیر ہو، مؤثر نہیں رہے گا۔

<u>سماعت کے اختیارات:</u>

۱۔ عدالت حدود کے نفاذ کے بارے میں کسی قانون کے تحت کسی فوجداری عدالت کی طرف سے فیصلہ شدہ کسی مقدمے کا ریکارڈ اس غرض سے طلب کر سکتی ہے تا کہ مذکورہ عدالت کے لکھے ہوئے یا صادر کیے ہوئے کسی نتیجہ کی تنقیص، حکم سزا یا حکم کی صحت، قانونی جواز یا معقولیت کے بارے میں، اور اس کی کسی قانونی کارروائی کی باضابطگی کے بارے میں اپنا اطمینان کر سکے۔

۔ کسی ایسے مقدمہ میں جس کا ریکارڈ عدال کے طلب کیا ہو عدالت ایسا حکم صادر کر سکے گی جو وہ

مناسب خیال کرے گی اور سزا میں اضافہ کر سکے گی اور اس وقت تک کوئی فیصلہ نہ کرے گی جب تک ملزم کو اپنی صفائی میں سماعت کا موقع نہ دے دیا جائے۔

۳۔ عدالت کو ایسا دیگر اختیار سماعت حاصل ہوگا جو اسے کسی قانون کے ذریعے یا اس کے تحت تفویض کر دیا جائے۔

<u>کاربائے منصبی:</u>

۱۔ اپنے کاربائے منصبی کو پورا کرنے کے لیے عدالت کسی مقدمہ کی سماعت کرنے والی کسی دیوانی عدالت کے مطابق کام کرے گی یعنی

(i) کسی شخص کو طلب کرنا اس کی حاضری کو نافذ العمل بنانا اور اس کا حلفیہ بیان لینا۔

(ii) کسی دستاویز کے انکشاف اور پیش سازی کا حکم دینا۔

(iii) حلفیہ بیان پر شہادت لینا۔

(iv) گواہوں یا دستاویزات کے اظہار کے لیے کمیشن بنانا۔

۲۔ کارروائی کا اہتمام کرنا اور اسے منضبط کرنا۔

۳۔ توہین عدالت کی صورت خود کو سزا دینے کے لیے عدالت عالیہ کے اختیارات حاصل ہوں گے۔

(و) چیف جسٹس یا کوئی اور جج کتنی مدت کے لیے عہدے پر فائز رہیں گے اور شرائط کیا ہوں گی؟

جواب <u>چیف جسٹس یا دیگر ججوں کے عہدے پر فائز رہنے کا وقت۔</u> چیف جسٹس یا دیگر جج کم از کم تین برس تک اپنے عہدے پر فائز رہیں گے اور مدت توسیع صدر متعین کرے گا۔

<u>شرطیں</u>

☆ ایک جج کے طور پر کسی عدالت عالیہ کے کسی جج کا تقرر نہیں کیا جائے گا۔

☆ سوائے اس کی رضامندی سے، ماسوائے وہ خود چیف جسٹس ہو۔ اسے متقرر عدالت عالیہ کے چیف جسٹس سے صدر کے مشورہ کے بعد کیا جائے گا۔

ادارہ ضیاء السنۃ
0306-6521197
0314-7615061
0333-6142767
نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان